عمران سیریز
باساشی
مظہر کلیم ایم۔اے

ناشران ------- اشرف قریشی
------- یوسف قریشی
پرنٹر ------- محمد یونس
طابع ------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ------- 35/- روپے

چند باتیں

محترم قارئین!

آپ یقین کیجئے۔ ناول لکھنا اتنا مشکل نہیں ہوتا جتنا پیش لفظ لکھنا۔ میں نے تو ہمیشہ یہی کوشش کی ہے کہ ناول بغیر پیش لفظ کے چھپ جائے مگر پبلشر صاحب کو معلوم نہیں کیا تکلیف ہوتی جتنی پیش لفظ کی۔ نجانے کس ستم ظریف نے یہ پیش لفظ کا سلسلہ شروع کر کے بے شمار مصنفین کی جان عذاب میں ڈال رکھی ہے۔ ابھی تو خدا کا شکر ہے کہ مسئلہ صرف پیش لفظ تک ہی محدود ہے ورنہ اگر زبر لفظ اور زیر لفظ بھی ساتھ ہوتے تو ہم غریب مصنف کسی کا کیا بگاڑ لیتے۔ ویسے آجکل تو پیش لفظ لکھنا بھی ایک علیحدہ فن بنتا جا رہا ہے۔ اب تو بڑے بڑے ادیب باقاعدہ پیش لفظ لکھنے کا کاروبار کر رہے ہیں۔ کئی بار اپنے پبلشر سے کہا ہے کہ بھئی ناول تو مجھ سے لکھوا لیا کرو مگر پیش لفظ کسی اور سے۔ مگر صاحب زبردست نہ مرنے دے اور نہ جینے دے۔ ایک ہی جواب ہوتا ہے کہ نہیں صاحب! پیش لفظ بھی آپ نے ہی لکھنا ہے اور لکھنا بھی ضرور ہے۔ یہاں تک کہ ناول بے شک لکھیں نہ لکھیں پیش لفظ ضرور لکھیں۔ شاید اس کی وجہ یہ بھی ہو کہ ناول لکھنے کی تو مصنف کو رائلٹی دینی پڑتی ہے جبکہ پیش لفظ مفت میں لکھا جاتا ہے اور مفت کی شراب تو قاضی جی بھی نہیں چھوڑتے۔

تو صاحب! نئے ناول "باساشی" مع پیش لفظ حاضر ہے۔ ناول کیسا ہے۔ ظاہر ہے کہ میں نے تو اس پر محنت کی ہے۔ مجھے تو اچھا لگتا ہی ہے۔ اب آپ کو

سہ پہر کا وقت تھا موٹل مالابار کے وسیع و عریض کمپاؤنڈ میں خاصی چہل پہل تھی۔ پارکنگ شید میں کاریں ہی کاریں نظر آ رہی تھیں، مین گیٹ سے متواتر لوگ آجا رہے تھے۔ کمپاؤنڈ کے گیٹ سے ایک سرخ رنگ کی سپورٹس کار آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی داخل ہوئی۔ اس کا رخ پارکنگ شیڈ کی طرف تھا۔ ایک خالی جگہ پر وہ کار رک گئی۔

دروازہ کھلا اور پھر عمران اپنے مخصوص ٹیکنی کلر لباس میں کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ اس نے کار پارک کی اور پھر مین گیٹ کی طرف چل پڑا۔

ابھی عمران گیٹ سے تقریباً ایک سو گز دور تھا کہ اچانک ہوٹل کا کمپاؤنڈ ایک زوردار دھماکے سے گونج اٹھا۔ دھماکہ اتنا شدید اور اچانک تھا کہ کئی لوگ تو چلتے چلتے گر پڑے تھے۔ دھماکہ پارکنگ شیڈ کی طرف ہی ہوا تھا۔

دھماکہ ہوتے ہی عمران پھرتی سے مڑا اور پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں کیونکہ اس کی کار کے پرزے فضا میں بکھر چکے تھے۔ دوسرے لمحے ایک اور زوردار دھماکہ ہوا۔ یہ شہوار کی

ٹینکی کے پھٹنے کا تھا۔ عمران نے کانوں میں انگلیاں دے لیں پھر وہ حیرت سے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

کمپاؤنڈ میں افراتفری مچ گئی تھی۔ عمران کی کار کے ساتھ کھڑی ہوئی دوسری کاروں کو بھی نقصان پہنچا تھا۔

عمران کے لئے واقعی یہ سب کچھ حیرت انگیز تھا۔ ابھی چند لمحے پہلے وہ کار سے نکلا تھا۔ دھماکہ یقیناً ٹائم بم کا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران بال بال بچا تھا۔ اگر اسے چند منٹ کی دیر ہو جاتی تو وہ بھی کار کے ساتھ ہی فضا میں بکھر چکا ہوتا۔

عمران کی حیرت اس لئے بھی تھی کہ آجکل اس کے پاس کوئی کیس بھی نہیں تھا کہ وہ خیال کرتا کہ دشمنوں نے اسے مارنے کے لئے کار میں ٹائم بم رکھا ہوگا۔

اچانک بیٹھے بیٹھے اس کا آوارہ گردی کا موڈ بن گیا اور وہ گیراج سے کار نکال کر شہر میں گھومنے لگا۔ چند لمحے پہلے اسے چلتے چلتے مالابار ہوٹل میں چائے پینے کا موڈ بن گیا تھا چنانچہ وہ کار اندر لے آیا۔

عمران کی کار ابھی تک دھڑا دھڑ جل رہی تھی۔ کار کے ارد گرد بہت سے لوگ جمع ہو چکے تھے۔ ہوٹل سے بھی لوگ نکل کر کار کے گرد جمع ہوتے جا رہے تھے۔ چوکیدار اور ہوٹل کا دوسرا عملہ آگ بجھانے کی کوشش میں مصروف تھا۔

عمران بھی جا کر بھیڑ میں شامل ہو گیا۔ وہ ایک تماشائی کی طرح اپنی کار کو جلتا ہوا دیکھ رہا تھا لیکن اس کا دماغ تیزی سے سوچ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہوا ۔۔؟ کس نے ایسا کیا ہوگا ۔۔۔۔؟ اتنے میں فائر بریگیڈ بھی وہاں پہنچ گیا۔ پھر باضابطہ طور پر آگ بجھائی جانے لگی۔ لوگ مختلف چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔

عمران نے پاس کھڑے ہوئے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ تو واقعی کار جل رہی ہے" ۔۔۔۔ کہنے کا انداز بڑا مضحکہ خیز تھا۔

"تو آپ کا کیا خیال تھا" ۔۔۔۔؟ نوجوان نے اس کے ٹیکنی کلر لباس کو بغور دیکھتے ہوئے تلخی سے کہا۔

"میں سمجھا تھا کہ شاید سول ڈیفنس والے مظاہرہ کر رہے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے معصومیت سے کہا۔

نوجوان کے چہرے پر ناگوار تاثرات ابھر آئے۔

پولیس کی پٹرولنگ وین بھی وہاں پہنچ چکی تھی۔ پولیس نے کار کے مالک کی تلاش شروع کر دی۔ وہ پارکنگ شیڈ کے چوکیدار سے پوچھ گچھ کر رہے تھے مگر چوکیدار نے انہیں بتایا کہ یہ کار ابھی ابھی وہاں آکر رکی تھی۔ اس میں سے ایک خوبصورت سا درمیانے قد کا نوجوان نکلا تھا جس نے عجیب و غریب لباس پہنا ہوا تھا۔

"عجیب و غریب سے تمہارا کیا مطلب ہے" ۔۔۔۔؟ پولیس انسپکٹر نے سوال کیا۔

"جناب جس کے تمام کپڑے مختلف رنگوں کے تھے ۔۔۔ پتلون سیاہ تھی ۔۔ کوٹ نیلا تھا ۔۔ ٹائی سرخ تھی ۔۔۔ قمیض گہرے زرد رنگ کی تھی چہرے سے احمق معلوم ہوتا تھا" ۔۔۔۔ چوکیدار نے وضاحت سے کار والے کا حلیہ بتایا۔

چوکیدار کے منہ سے یہ جملہ سنکر انسپکٹر چونک پڑا۔ وہ عمران کو اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ ایسا حلیہ عمران کے علاوہ اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔ اس نے مجمع پر نظریں دوڑانی شروع کر دیں۔ وہ عمران کو تلاش کر رہا تھا۔

پھر اسے عمران مجمع میں ایک تماشائی کی حیثیت سے کھڑا نظر آ گیا۔ وہ تیزی سے عمران کی طرف بڑھا، چند لمحے بعد وہ عمران کے قریب موجود تھا۔ عمران نے اسے قریب آتے دیکھ کر ایک طرف کو کھسکنا چاہا۔

"عمران صاحب!" — انسپکٹر نے قریب آتے ہی تیزی سے کہا۔

"کک — کک — کیا بات ہے انسپکٹر صاحب — ؟ میں نے آگ نہیں لگائی — آپ مجھ سے قسم اٹھوا لیں" — عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

پاس کھڑے ہوئے لوگ حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے۔

"لیکن عمران صاحب! — یہ کار آپ کی تھی" — ؟ انسپکٹر نے جو عمران کی عادت جانتا تھا، اس کا فقرہ نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"میری کار" — عمران اچانک اچھل پڑا۔ جیسے اسے اب معلوم ہوا ہو کہ جلنے والی کار اس کی تھی اور قریب کھڑے ہوتے لوگوں کو بھی یہ سُنکر حیرت کا شدید جھٹکا لگا کیونکہ وہ اسے کافی دیر سے ایک تماشائی کی طرح جلتی ہوئی کار کا نظارہ کرتے دیکھ رہے تھے۔

"جی ہاں! — آپ کی ہی کار تھی" — انسپکٹر نے اطمینان سے کہا۔

"غضب ہو گیا انسپکٹر صاحب! — ابھی چند دن ہوتے میں نے اسے چرایا تھا — ہائے بڑی بے وفا نکلی یہ — بہت جلد ساتھ چھوڑ گئی" — عمران نے مظلوم سا چہرہ بناتے ہوئے کہا۔

"چرایا تھا" — ؟ انسپکٹر بھی چکر کھا گیا۔

"جی ہاں! — ایک صاحب مانگ کر لے گئے تھے — اور واپس ہی نہیں کر رہے تھے۔ ایک دن وہ اسے بازار میں کھڑی کر کے شاپنگ کرنے گئے اور

اسے چرا کر لے آیا" — عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ" — انسپکٹر نے مطمئن انداز میں سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ چلیئے" — انسپکٹر نے عمران سے کہا۔

"کہاں" — ؟ عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کا بیان قلم بند کرنا ہے" — انسپکٹر نے جواب میں کہا۔

"اوہ! — میں سمجھا کہ شاید آپ مجھے کار چرانے کے الزام میں تھانے لے جا رہے ہیں" — عمران نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

چند لمحے بعد انسپکٹر عمران کا بیان قلم بند کر رہا تھا۔

عمران نے انسپکٹر کو بتایا کہ تھوڑی دیر پہلے اس نے گیراج سے کار نکالی ہے اور تباہ ہونے سے چند منٹ پہلے تک وہ اسے متواتر چلا رہا تھا۔

"دھماکہ یقیناً ٹائم بم کا تھا — آپنے کار چلاتے ہوئے ٹائم بم کی موجودگی محسوس نہیں کی تھی" — ؟ انسپکٹر نے سوال کیا۔

"ٹائم بم" — عمران نے حیرت سے کہا۔

"انسپکٹر صاحب! — ٹائم پیس تو ہوتی ہے یعنی ٹائم بتانے والی — یہ ٹائم بم کس قسم کی گھڑی کا نام ہے" — عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"پلیز عمران صاحب! — ذرا سنجیدگی سے جواب دیجئے — یہ سوال بڑا امپارٹنٹ ہے" — انسپکٹر نے کہا۔

"اچھا — بڑا امپارٹنٹ ہے — تو اس کا مطلب ہے کہ آئندہ میٹرک کے امتحان میں یقیناً آ رہا ہے" — عمران نے اسی لہجے میں کہا۔

انسپکٹر خاموش ہو گیا۔ کیونکہ اسے اچھی طرح علم تھا کہ عمران سے باتوں

میں جیتنا یا اسے سنجیدگی پر آمادہ کر لینا اس کے بس کا روگ نہیں۔
انسپکٹر کو خاموش دیکھ کر عمران نے خود ہی کہا۔
"انسپکٹر صاحب — آپ بھی بھولے بادشاہ ہیں — اگر مجھے پہلے علم ہوتا تو میں کار کو کیوں تباہ ہونے دیتا"

بیان قلم بند کرانے کے بعد عمران ہوٹل سے باہر آیا اور پھر ایک خالی ٹیکسی پکڑ کر اپنے فلیٹ کی طرف چل دیا۔

جولیا باتھ روم سے باہر آئی تو اس کا موڈ بہت خوشگوار تھا۔ وہ ہلکے ہلکے سروں میں سیٹی بجا رہی تھی۔ نجانے وہ کس کے متعلق سوچ رہی تھی۔ اچانک وہ چونکی۔ اس کے ہاتھ رک گئے۔ اور پھر وہ تیزی سے ڈرائینگ روم کی طرف لپکی۔ کیونکہ ٹیلیفون کی گھنٹی متواتر بج رہی تھی۔

"جولیا سپیکنگ" — اس کی آواز میں جوانی کا لوچ، شباب کا نشہ اور خوشگوار موڈ کی شوخی نمایاں تھی۔

"ایکسٹو" — دوسری طرف سے ایک کرخت اور جذبات سے قطعی عاری آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اور جولیا کا تمام خوشگوار موڈ درہم برہم ہو گیا۔ تولیہ اس کے ہاتھوں سے نیچے گر پڑا۔ اور پھر اس نے سپاٹ آواز میں کہا۔

"یس سر"

"جولیا! — تم نے ٹیلیفون ریسیو کرنے میں اتنی دیر کیوں لگائی ہے" — ؟ ایکسٹو نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"سر! — میں باتھ روم میں تھی" — جولیا نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"اوہ! — تب تمہیں معاف کیا جا سکتا ہے" — اس بار ایکسٹو کی آواز قدرے نرم تھی۔

"تھینک یو سر" — جولیا نے بے دلی سے کہا۔

"جولیا! — سب ممبروں کو کال کرو اور انہیں نئی ڈیوٹی بتلا دو — آج شام آٹھ بجے تک سب ممبرز سوائے صفدر کے شہر میں گھومتے رہیں گے۔ جن کے پاس اپنی کاریں اور موٹر سائیکل ہیں وہ انہیں استعمال کریں۔ باقی ٹیکسیوں میں گھومیں — لنچ، ڈنر اور چائے وغیرہ کے لئے وہ ہوٹل میں جا سکتے ہیں — لیکن ہوٹل میں زیادہ دیر نہ رکیں — ایک بات کا انہیں سختی سے خیال رکھنا ہے کہ وہ اپنے تعاقب سے باخبر رہیں۔ لیکن تعاقب کرنے والوں کو ڈاج دینے کی کوشش نہ کریں — صرف رات کو اپنے اپنے فلیٹوں پر جاتے ہوئے لازماً انہیں ڈاج دیں اور تمام دن اپنی حفاظت کے لئے بھی پوری طرح چوکنے رہیں — صفدر کو میں خود براہ راست آرڈر دے دوں گا — تم نے خود بھی اس ہدایت پر عمل کرنا ہے" — ایکسٹو نے تفصیلاً انہیں ڈیوٹی بتائی۔

"اوکے سر! — میں ابھی ہدایت دے دیتی ہوں — لیکن سر —"
جولیا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"ہاں جولیا! — پوچھو کیا پوچھنا چاہتی ہو" —— ایکسٹو نے نرم لہجے میں کہا۔

جولیا کا کچھ حوصلہ بڑھ گیا۔

"سر! — کیا کوئی نیا کیس شروع ہو چکا ہے" —— ؟ جولیا نے دریافت کیا۔

"ہاں جولیا! — میں ایک نئی سازش کی بو سونگھ رہا ہوں —— کل شام ہوٹل مالابار میں عمران کی کار کو ٹائم بم سے اڑا دیا گیا" —— ایکسٹو نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"سر! — عم — عم — عمران صاحب تو بچ گئے" —— جولیا نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔ اس کی آواز میں لرزش تھی۔

"گھبراؤ نہیں — وہ بچ گیا ہے" —— ایکسٹو نے کہا۔

اور جولیا جھینپ گئی۔

"جولیا! — عمران پر یہ خطرناک حملہ ظاہر کرتا ہے کہ آج تم سب پر اس ڈیوٹی کے دوران کسی وقت بھی اس قسم کا جان لیوا حملہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے سب ممبروں کو سختی سے ہدایت کر دو کہ وہ پوری طرح چوکنے رہیں — ایک دوسرے سے اجنبی رہیں" —— ایکسٹو نے جولیا کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر" —— جولیا نے آہستہ سے جواب دیا اور دوسرے لمحے رابطہ ختم ہو گیا۔

جولیا نے رسیور کریڈل پر رکھ کر ایک طویل سانس لی۔ ایکسٹو کے ذومعنی جواب کی وجہ سے ابھی تک اس کا چہرہ سرخ تھا۔ چند لمحے تک وہ خاموش کھڑی ٹیلیفون کو دیکھتی رہی۔ پھر اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے اور کافی دیر تک وہ ممبروں کو ایکسٹو کی نئی ہدایات سے آگاہ کرتی رہی۔

پھر اس نے رسیور رکھ دیا اور خود بھی کپڑے تبدیل کرنے اندرونی کمرے میں چلی گئی۔

کپڑے تبدیل کر کے وہ جیسے ہی کمرے سے باہر آئی۔ کال بیل زور سے بج اٹھی اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف لپکی اور پھر جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا۔ سامنے عمران موجود تھا۔

"ہیلو جولیانا فٹز واٹر — کیا میں اندر آ سکتا ہوں" —— عمران نے انتہائی مہذب لہجے میں کہا۔

"آؤ" —— جولیا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور عمران اندر آ گیا۔

جولیا نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ دونوں ڈرائینگ روم میں آ گئے۔ عمران ایک صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔

"جولیا! — بڑی شدت کی بھوک لگی ہے — جیب میں پیسے نہیں ہیں — کیا تم مجھے ناشتہ کروا رہی ہو" —— ؟ عمران نے التجائیہ لہجے میں کہا۔

لیکن جولیا جو خاموشی سے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

عمران ایک لمحے تک اسے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

"کیا میرے سر پر سینگ اُگ آئے ہیں" —— ؟ عمران نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

اور جولیا چونک اٹھی۔

"عمران! — کل تم پر حملہ ہوا تھا" — ؟ جولیا نے گمبھیر لہجے میں پوچھا اب وہ بھی صوفے پر بیٹھ چکی تھی۔

"مجھ پر — نہیں تو" — عمران نے صاف مکرتے ہوئے کہا۔

"جھوٹ مت بولو — مجھے ایکسٹو نے بتلایا ہے" — جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو کوئی پیغمبر تو نہیں کہ اس کی بات سچ ہی نکلے" — عمران نے بیزاری سے کہا۔

"ہوٹل مالابار میں کل تمہاری کار ٹائم بم سے نہیں اڑائی گئی" — جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں! — وہ کار تو واقعی تباہ ہو گئی — بڑی مشکل سے پیسہ پیسہ جمع کر کے یہ کار خریدی تھی — لیکن نجانے کن ظالموں نے مجھے کار سے بیکار کر دیا ہے" — عمران کا لہجہ رو دینے والا ہو گیا۔

"تو کیا ایکسٹو نے جھوٹ بولا تھا کہ تم پر حملہ ہوا ہے" — جولیا نے اس کا فقرہ نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل جھوٹ بولا تھا — قطعی جھوٹ بولا تھا — حملہ میری کار پر ہوا تھا — مجھ پر نہیں ہوا تھا" — عمران نے ترکی بہ ترکی مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایڈیٹ" — جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جولیا! — آجکل تم بہت ہوشیار ہوتی جا رہی ہو — کس خوبصورتی سے ناشتے والا موضوع گول کر گئی ہو" — عمران نے جولیا کو دوبارہ ناشتہ یاد دلاتے ہوئے کہا۔

"میں ایک ضروری کام سے جا رہی ہوں — تم ناشتہ کسی ہوٹل میں کر لینا" — جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اسے ایکسٹو کی بتائی ڈیوٹی فوراً یاد آگئی تھی۔

"جولیا! — بڑی بے مروت ہو گئی ہو — ہم آتے ہیں اور تمہیں ضروری کام یاد آجاتے ہیں" — عمران نے روٹھتے ہوئے کہا۔

"ڈیوٹی از ڈیوٹی مسٹر عمران" — جولیا نے فخر سے بھرپور لہجے میں تن کر کہا۔

"مجھے یہ تو بتاؤ کہ کون سا ضروری کام ہے" — ؟ عمران نے سوال کیا۔

"یہ سرکاری راز ہے — تم جیسے غیر متعلق آدمی کو نہیں بتایا جا سکتا" — جولیا نے سختی سے کہا اور عمران دل ہی دل میں مسکرا پڑا۔

شہر سے ایک طرف ہٹ کر کھلی آبادی میں بنی ہوئی ایک خوبصورت کوٹھی کے مین گیٹ پر ایک چھوٹی سی سفید رنگ کی کار آ کر رکی۔ کوٹھی کا گیٹ بند تھا۔ کار میں بیٹھے ہوئے نوجوان نے زور سے تین بار ہارن بجایا۔

مین گیٹ کی سائیڈ سے ایک کھڑکی کھلی اور ایک چوکیدار باہر نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کار کے قریب آگیا۔

"کوڈ سر" — ؟ چوکیدار نے اس سے دریافت کیا۔

"زیرو — زیرو — ون" —— نوجوان نے آہستہ سے کہا۔

اور چوکیدار نے اسے جھک کر سلام کیا اور پھر واپس کھڑکی سے اندر چلا گیا۔
چند لمحے بعد پھاٹک آہستہ سے کھل گیا۔

سفید کار اندر داخل ہو گئی۔ کار سیدھی پورچ میں جا کر رکی۔ نوجوان کار سے باہر نکلا اور پھر برآمدے میں سے ہوتا ہوا ایک کمرے کے بند دروازے پر آ کر رک گیا۔ اس نے دروازے پر تین دفعہ مخصوص انداز میں دستک دی۔

"اندر آ جاؤ" —— کمرے سے ایک دلکش نسوانی آواز ابھری اور نوجوان دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

کمرہ انتہائی خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا۔ سامنے کے صوفے پر ایک خوبصورت جاپانی لڑکی جس نے گہرے نیلے رنگ کا اسکرٹ پہنا ہوا تھا۔ بڑے انداز سے لیٹی ہوئی تھی۔

نوجوان ایک طرف مودبانہ طور پر کھڑا ہو گیا۔

"کیا رزلٹ رہا یانگ" —— لڑکی سیدھی ہوتی ہوئی بولی۔

"مادام ہم نے گیراج میں ہی اس کی کار کے اندر ٹائم بم سیٹ کر دیا تھا۔ شام کو عمران نے کار نکالی اور پھر وہ یونہی مختلف سڑکوں پر گھومتا رہا —— جب بم بلاسٹ ہونے میں تین منٹ رہ گئے تو اس کی کار مالا بار ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں گھس گئی اور پھر بم بلاسٹ ہونے سے ایک منٹ پہلے وہ کار سے اتر گیا۔ اس طرح کار تو تباہ ہو گئی لیکن وہ صاف بچ گیا۔ پھر وہ ٹیکسی میں سوار ہو کر اپنے فلیٹ پر چلا گیا اور میں نمبر ۱۵ کی ڈیوٹی لگا کر آپ کو رپورٹ دینے آیا ہوں" —— یانگ نے تفصیل سے رپورٹ دے کر سر جھکا لیا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ مشن فیل ہو گیا ہے" —— لڑکی کی آواز میں تلخی ابھر آئی۔

"یس مادام" —— یانگ نے اسی طرح سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"اسے ٹائم بم کا علم تو نہیں ہوا تھا" —— لڑکی نے دریافت کیا۔

"نو مادام اگر اسے پہلے علم ہو جاتا تو وہ یقیناً اس سے چھٹکارا پا لیتا" —— یانگ نے رائے پیش کی۔

"پھر اب اسے ختم کرنے کا کیا طریقہ کیا جائے"

"اسے گولی مار دی جائے" —— یانگ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"یانگ تمہیں کتنی بار کہا ہے۔ یہ معمولی قسم کے طریقے ہمارے سامنے مت پیش کیا کرو۔ میں خوبصورت اور تیکنیک طریقے سے قتل کرنے کی عادی ہوں" —— لڑکی کے لہجے سے شیرینی غائب ہو گئی تھی۔

"مادام پھر آپ اس سلسلے میں بہتر سمجھ سکتی ہیں۔ مجھے حکم دیجیے" —— یانگ نے اسی طرح مودبانہ انداز میں کہا۔

"یہ تم مجھ پر چھوڑ دو یانگ میں خود وہاں جاؤں گی" —— لڑکی نے جواباً کہا۔

"مادام اگر آپ برا نہ مانیں تو عرض کروں کہ عمران عورتوں کے معاملے میں پتھر واقع ہوا ہے۔ آپ کے براہ راست جانے سے کہیں وہ کھٹک نہ جائے" —— یانگ نے کہا۔

"یانگ تم نے باساشی کی صلاحیتوں کا غلط اندازہ لگایا ہے۔ عمران سے بھی زیادہ سخت کئی پتھر دلوں کو میرا حسن موم میں تبدیل کر چکا ہے۔ میں وہاں ڈرامہ ہی ایسا کھیلوں گی کہ وہ مجھ پر کسی صورت میں بھی شک نہیں کر سکے گا" —— لڑکی جس کا نام باساشی تھا نے نخوت آمیز لہجے میں کہا۔

"اوکے مادام۔ جیسے آپ چاہیں" —— یانگ نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے کل شام کو میں ڈائنا میٹ نمبر ففٹی فور سیٹ کر آؤں گی۔ پھر رات

کو کسی طرح اسے بلاسٹ کر دیا جائے گا"۔۔۔۔۔ باساشی نے پروگرام بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے مادام"۔۔۔۔۔ پھر مجھے یانگ نے اجازت طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو کل میں تمہیں ٹرانسمیٹر پر مکمل پروگرام بتلا دوں گی"۔۔۔۔۔ باساشی نے بھرپور انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔

اور یانگ کا چہرہ اسے انگڑائی لیتے دیکھ کر جذبات کی فراوانی سے سرخ ہو گیا، لیکن وہ ضبط کر گیا۔

اور پھر مادام باساشی کو جھک کر سلام کرتے ہوئے کمرے سے باہر چلا آیا۔ برآمدے میں سے ہوتا ہوا وہ دوبارہ کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحے بعد اس کی کار کوٹھی سے نکل کر شہر کی طرف دوڑ رہی تھی۔ اس کی نظروں میں ابھی تک مادام باساشی کا سراپا گھوم رہا تھا اور شدت جذبات کی وجہ سے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

"کاش میں ایک رات مادام کے ساتھ گزار سکتا"۔۔۔۔۔ وہ دھیرے سے بڑبڑایا لیکن مجھے علم ہے۔ میری یہ جرأت مجھے زندگی سے محروم کر دے گی۔

پھر اس نے سر جھٹک کر مادام کا حسن اپنے دماغ سے جھٹکنا چاہا۔

اور وہ اس کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ اب وہ پرسکون تھا۔ اس کی کار اس وقت شہر کی پر رونق سڑک پر بھاگ رہی تھی۔

پھر مختلف سڑکوں سے ہوتا ہوا وہ عمران کے فلیٹ کے سامنے سے گزرا۔ فلیٹ سے بیس گز دور ایک ریسٹوران کے سامنے اس نے گاڑی کھڑی کر دی۔ اور خود اتر کر ریسٹوران میں داخل ہو گیا۔ دروازے کے ساتھ والی میز پر ایک مقامی نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ یانگ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا پوزیشن ہے"۔۔۔۔۔ یانگ نے آہستہ سے پوچھا۔

"ابھی تک فلیٹ سے کوئی باہر نہیں نکلا"۔۔۔۔۔ نوجوان نے بھی آہستہ سے کہا۔

"ٹھیک ہے ایک گھنٹہ اور نگرانی کرو۔ اس کے بعد چلے جانا"۔۔۔۔۔ یانگ نے اسے حکم دیا۔

اتنے میں ویٹر یانگ کے قریب آ کر رک گیا۔

یانگ نے اسے چائے کا آرڈر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں چائے پی رہے تھے نوجوان نے اچانک پیالی منہ سے لگاتے لگاتے واپس میز پر رکھ دی۔ اس کی نظریں سامنے عمران کے فلیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔

"وہ کہیں جا رہا ہے۔ میں اس کے پیچھے جاتا ہوں"۔۔۔۔۔ نوجوان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

یانگ نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔ اور وہ نوجوان تیزی سے ریسٹوران سے باہر نکل گیا۔ یانگ اسی طرح بڑے آرام سے آہستہ آہستہ چائے پیتا رہا۔

عمران جولیا کے فلیٹ سے باہر نکل آیا۔ اس نے ایک ٹیکسی روکی اور ڈرائیور کو مال روڈ جانے کے لئے کہا۔

ٹیکسی چل پڑی۔ صفدر جو عمران کی نگرانی پر تھا۔ عمران سے کافی پیچھے موٹر سائیکل

پر اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ اس کی محتاط نظریں ارد گرد کا باقاعدہ جائزہ لے رہی تھیں لیکن اسے ایسا کوئی شخص ابھی نظر نہیں آیا تھا۔ جو عمران کا تعاقب کر رہا تھا۔ عمران کی ٹیکسی مال روڈ پر ووکس ویگن کاروں کے شوروم کے سامنے رک گئی۔ عمران ٹیکسی سے اتر کر اندر داخل ہوا۔ صفدر سمجھ گیا کہ عمران سپورٹس کار کے تباہ ہونے کے بعد اب ووکس ویگن گاڑی خریدنا چاہتا ہے۔ تقریباً آدھ گھنٹے بعد ہلکے نیلے رنگ کی نئی ووکس ویگن گاڑی شوروم سے باہر نکلی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران موجود تھا۔ صفدر بدستور تعاقب میں لگا رہا۔

آج صبح صبح ایکس ٹو نے براہ راست اسے عمران کی خفیہ نگرانی کا حکم دیا تھا۔ ایکس ٹو سے ہی اسے پتہ چلا تھا کہ کل شام کو عمران کی کار کو ٹائم بم سے تباہ کر دیا گیا ہے۔

عمران کی کار اب مختلف سڑکوں پر گھوم رہی تھی۔ صفدر نے ابھی ناشتہ بھی نہیں کیا تھا۔ اس لیے وہ دعائیں مانگ رہا تھا کہ خدا کرے عمران کسی ہوٹل کا رخ کرے اتنے میں ایک سپورٹس کار صفدر کے برابر آگئی۔

صفدر نے چونک کر کار کی طرف دیکھا۔ اور پھر مسکرا دیا۔ کیونکہ اس میں کیپٹن شکیل موجود تھا۔ کار پھر آگے نکل گئی۔ پھر اس نے دیکھا کہ کیپٹن شکیل کی کار تیزی سے عمران کی ووکس ویگن کو کراس کرتی ہوئی آگے نکل گئی ہے۔

اچانک صفدر کے موٹر سائیکل کی رفتار آہستہ آہستہ ہونی شروع ہوگئی۔ اس نے فیول میٹر پر نظر ڈالی۔ تو ٹینکی فل تھی۔ لیکن موٹر سائیکل کی پک اپ بدستور کم ہوتی جا رہی تھی۔

پھر چند لمحے بعد موٹر سائیکل کا انجن بند ہوگیا۔ اسی لمحے صفدر نے دیکھا۔ کہ عمران کی کار بائیں جانب گھوم گئی ہے۔ صفدر جھنجھلا گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ موٹر سائیکل کے پلگ میں کاربن بھر چکی ہے۔

اسے اپنے آپ پر بے حد غصہ آیا کہ صبح گھر سے نکلتے وقت اس نے پلگ کیوں صاف نہیں کیا۔

پھر وہ غصے سے بڑبڑاتے ہوئے پلگ کھولنے لگا۔ پلگ کھول کر اسے صاف کیا۔ اور پھر پلگ فٹ کرنے کے بعد اس نے کک لگائی۔ تو موٹر سائیکل سٹارٹ ہوگئی۔ وہ اچھل کر موٹر سائیکل پر بیٹھا۔ اور پھر اس کی موٹر سائیکل فراٹے بھرنے لگی لیکن اب عمران کو کھو بیٹھا تھا۔ مختلف سڑکوں پر چکر لگانے کے باوجود اسے عمران کی کار نظر نہیں آئی۔ اس جھنجھلاہٹ میں اسے ناشتہ بھول گیا۔

آخر موٹر سائیکل بھگاتے جب وہ تھک گیا۔ تو اسے کھانے کا خیال آیا۔ کیونکہ اب دوپہر ہو چکی تھی۔ اور اس کے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے تھے۔

اس نے موٹر سائیکل ایک ریستوران کے سامنے روک دی۔ اور خود اندر چلا گیا پھر لنچ کرنے اور سگریٹ پینے کے بعد جب اس کی تھکاوٹ دور ہوگئی۔ تو وہ ریستوران سے باہر نکلا۔ اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور ایک دفعہ پھر شہر کے چکر لگانے شروع کر دیئے۔

اچانک اسے عمران کی نئی ووکس ویگن ایک جنرل سٹور کے باہر کھڑی نظر آئی صفدر موٹر سائیکل [illegible]۔ وہ ووکس ویگن سے تقریباً دو سو گز آگے آچکا تھا۔ اس کی موٹر سائیکل ایک بک سٹال کے سامنے رکی۔ اس نے موٹر سائیکل سے اتر کر بک سٹال سے اخبار خریدا۔ اور پھر وہیں کھڑا ہو کر پڑھنے لگا۔

دراصل وہ پڑھنے کی بجائے ووکس ویگن کی طرف دیکھ رہا تھا۔

چند لمحے بعد عمران جنرل سٹور سے باہر نکلا۔ اور پھر اس کی ووکس ویگن تیزی سے صفدر کی طرف آنے لگی۔ صفدر نے منہ کے آگے اخبار کر لیا۔ ووکس ویگن آگے نکل گئی۔

جب ووکس ویگن آگے چلی گئی۔ تو اس نے اخبار بند کیا اور اسے بند کر کے موٹر سائیکل کے ساتھ لگے ہوئے تھیلے میں ڈالا اور موٹر سائیکل سٹارٹ کر کے آگے چل پڑا۔ لیکن پھر رک گیا۔ کیونکہ عمران کی کار ایک اور جنرل سٹور کے سامنے رک چکی تھی۔

عمران کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور اسی لمحے صفدر نے اپنے قریب سے ایک تیز رفتار سٹیشن ویگن کو تقریباً لہراتے ہوئے گزرتے دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے تیز رفتار سٹیشن ویگن اس کے ڈرائیور کے قابو سے باہر ہو چکی ہو۔

صفدر کے ذہن میں خطرہ کا لفظ گونجا اور وہی ہوا۔ سٹیشن ویگن ایک زور دار دھماکے سے عمران کی ووکس ویگن سے ٹکرا چکی تھی۔ اور عمران نے جو کار کا دروازہ بند کر کے کار کے آگے سے ہو کر فٹ پاتھ کی طرف جا رہا تھا سٹیشن ویگن کو کار کی طرف بڑھتے دیکھا تو ایک لمبا جمپ لگا کر فٹ پاتھ پر جا گرا۔ اور اس دفعہ بھی وہ بال بال بچا تھا۔ اگر اسے ایک سیکنڈ کی بھی دیر ہو جاتی۔ تو وہ کار کے نیچے دب کر پس چکا ہوتا۔

سٹیشن ویگن کے زبردست ٹکراؤ کی وجہ سے اس کی کار سامنے والے کھمبے سے جا لگی اس ٹکراؤ سے سٹیشن ویگن کا انجن بھی تباہ ہو گیا تھا۔ ارد گرد کے لوگ بے تحاشا دونوں کاروں کی طرف دوڑ پڑے۔ عمران فٹ پاتھ پر گرتے ہی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر جیسے ہی بھیڑ اکٹھی ہوئی۔ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر کھسک گیا۔

صفدر بھی بے اختیار ہو کر سٹیشن ویگن کی طرف لپکا تھا۔ سٹیشن ویگن کا دروازہ کھولا گیا تو اس میں نوجوان ڈرائیور مر چکا تھا۔ اسٹیرنگ کے زور دار دھکے سے اس کے سینے کی پسلیاں ٹوٹ چکی تھیں۔ سٹیشن ویگن میں ڈرائیور کے علاوہ اور کوئی شخص موجود نہ تھا۔

صفدر نے اب عمران کی تلاش شروع کر دی۔ لیکن عمران کو وہاں سے غائب پایا اس نے موٹر سائیکل اسٹارٹ کیا اور عمران کو تلاش کرنے لگا۔ لیکن پھر شام تک اسے عمران کہیں نظر نہ آیا۔

آٹھ بجے وہ واپس اپنے فلیٹ پر پہنچ گیا۔ وہاں سے اس نے ایکسٹو کو ٹیلیفون کیا۔ چند لمحوں کے بعد رابطہ مل گیا۔

"ایکسٹو" ——— دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

پھر صفدر نے تمام دن کی کارگزاری تفصیل کے ساتھ ایکسٹو کے سامنے بیان کی۔

"صفدر کیا تم سٹیشن ویگن چلانے والے کو جانتے ہو" ——— ایکسٹو نے سوال کیا۔

"نہیں جناب وہ کوئی اجنبی تھا۔ میں اسے پہلے سے نہیں جانتا"

"مگر سر عمران پر کیوں حملے شروع ہو گئے ہیں" ——— صفدر نے پوچھا۔

"ابھی تک کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ بس اچانک عمران پر حملے شروع ہو گئے ہیں" ——— ایکسٹو نے جواب میں کہا۔

"آج کا حملہ اگر اسے واقعی حملہ کہا جا سکتا ہے" ——— تو انتہائی حیرت انگیز تھا کیونکہ مجھے ابھی رپورٹ ملی ہے کہ سٹیشن ویگن کا ٹائی راڈ کھل گیا تھا۔ اس لیئے وہ اچانک بے قابو ہو گئی تھی۔ اب بظاہر یہ اتفاق ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمران کی کار سے آ ٹکرائی۔ ڈرائیور کی لاش بھی شناخت نہیں ہو سکی۔ سٹیشن ویگن کل ہی دوسرے شہر سے چرائی گئی تھی۔ جس کے مالک نے باقاعدہ پولیس میں رپورٹ درج کرائی تھی" ——— ایکسٹو نے اسے بتلایا۔

"اس سے تو ٹکراؤ اتفاق ہی معلوم ہوتا ہے" ——— صفدر نے کہا۔

"اوکے صفدر ——— اوور اینڈ آل" ——— ایکسٹو نے کہا اور پھر صفدر نے بھی ریسیور رکھ دیا۔

عمران نے واقعی مشکل پھنس گیا تھا۔ اس پر دو جان لیوا حملے ہو چکے تھے۔ لیکن اس کے باوجود دشمنوں کے سر پیر کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اچانک اس پر حملے کیوں شروع ہو گئے ہیں۔ آج بھی وہ ایک انتہائی خطرناک حملے سے بال بال بچ گیا تھا۔ گو اس کا دماغ اس کو حملہ ماننے کے لیے تیار نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی کسی صورت اس بارے میں سوچا جا سکتا تھا۔ آج وہ خود اسی لیے تمام دن شہر میں گھومتا رہا۔ اور اپنی نگرانی میں صفدر کو لگائے رکھا۔ تاکہ اگر کوئی حملہ آور ہو تو حملہ آور کا تعاقب کر کے کوئی سراغ نکالا جائے۔ اس کے علاوہ اس نے ٹیم کے تمام ممبروں کو سارا دن شہر میں آوارہ گردی کرنے کا حکم اس لیے دیا تھا۔ کہ یہ دیکھا جائے کہ حملے صرف اسی پہ ہی ہو رہے ہیں۔ یا باقی ممبرز پہ بھی یہ حملے ہوتے ہیں۔

لیکن شام کو جولیا کی رپورٹ سے یہ واضح ہو گیا۔ کہ کسی بھی ممبر کا نہ تو تعاقب کیا گیا۔ اور نہ ہی کسی پہ کوئی حملہ کیا گیا۔ اس سے تو صاف ظاہر تھا۔ کہ اس وقت مجرموں کا ٹارگٹ صرف عمران ہی ہے۔ باقی ممبرز یا تو ان کی نظر میں نہیں یا وہ جان بوجھ کر انہیں نہیں چھیڑ رہے۔

بہر حال معاملہ کچھ زیادہ ہی پیچیدہ معلوم ہوتا تھا۔ ویسے اس کا ذاتی خیال تھا کہ مجرم غیر ملکی ہیں۔ اور اس ملک میں کسی بڑے جرم کی تکمیل کیلئے آئے ہیں۔

اور اس جرم کی تکمیل سے پہلے وہ عمران کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے ایک بات اور بھی ظاہر ہوتی ہے کہ مجرموں کی باقاعدہ تنظیم ہے اور وہ اس سے پہلے اس سے ٹکرا کر شکست کھا چکے ہیں۔ ورنہ بظاہر نئے مجرموں کے لیے وہ کوئی اہم حیثیت نہیں رکھتا۔

عمران صوفے پر بیٹھا اس معاملے پر سنجیدگی سے سوچ رہا تھا۔ سلیمان پچھلے ہفتے سے چھٹی پر اپنے گاؤں گیا ہوا تھا۔ اس لیے آج کل عمران فلیٹ پر اکیلا ہی تھا۔

اس وقت شام کے آٹھ بجے تھے وہ کوئی ایک گھنٹے سے بیٹھا اسی معاملے پر غور کر رہا تھا کہ اچانک سڑک پر لوگوں کا شور مچ گیا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور کھڑکی سے نیچے دیکھنے لگا۔ اسکے فلیٹ کے نیچے ایک جاپانی نوجوان ایک انتہائی خوبصورت جاپانی لڑکی کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹ رہا تھا۔

وہ شاید اسے فٹ پاتھ کے قریب کھڑی کار میں ڈالنا چاہتا تھا۔

لڑکی اس سے بازو چھڑوانے کی مجنونانہ کوشش کر رہی تھی۔ اور ساتھ ہی ساتھ بری طرح چیخ بھی رہی تھی۔ لوگ جوق در جوق ان کے گرد اکٹھے ہوتے جا رہے تھے پھر عمران نے دیکھا کہ نوجوان نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آنے لگا۔ ریوالور دیکھتے ہی مجمع کائی کی طرح چھٹ گیا۔ لوگ ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ نوجوان نے ریوالور کی نال لڑکی کی کنپٹی پر رکھ دی۔ لڑکی ریوالور کو دیکھ کر خوف سے سہم گئی۔

عمران نے فلیٹ کا دروازہ کھولا۔ اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اور پھر وہ تقریباً بھاگتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت تک نوجوان لڑکی کو کار کے نزدیک لے جا چکا تھا۔

لڑکی کی چھوٹی چھوٹی مگر خوبصورت آنکھوں سے اب بے اختیار آنسو بہہ رہے

تے۔ عمران جیسے ہی اس کے قریب پہنچا۔ اس نے ایک جھپٹا مارا۔ اور نوجوان کے
ہاتھ سے ریوالور چھین لیا۔ لڑکی نے ریوالور عمران کے ہاتھ میں دیکھ کر بھاگنے کی کوشش
کی۔ اور دوسرے لمحے وہ نوجوان سے بازو چھڑا کر عمران سے لپٹ گئی۔ عمران نے
ایک جھٹکے سے اسے علیحدہ کیا اور پھر انگریزی میں اس نوجوان سے پوچھا۔

"کون ہو تم اور یہ لڑکی تمہاری کیا لگتی ہے"۔۔۔۔۔ عمران کا لہجہ انتہائی
سرد تھا۔

"تم میرے معاملات میں ٹانگ اڑانے والے کون ہو۔۔۔۔ شرافت سے میرا
ریوالور واپس کر دو۔ اور خاموشی سے واپس چلے جاؤ۔ ورنہ میری نظر میں آدمی کی وقعت
مکھی سے زیادہ نہیں ہے"۔۔۔۔ نوجوان کا لہجہ بھی انتہائی تلخ تھا۔

"لڑکی تم بتلاؤ کہ یہ کیا چکر ہے"۔۔۔۔ عمران اب لڑکی سے مخاطب ہو کر بولا

"میں اسے نہیں جانتی میں سڑک پر جا رہی تھی۔ کہ اچانک اس نے مجھے پکڑ کر
گھسیٹنا شروع کر دیا"۔۔۔۔ لڑکی نے جواب میں کہا۔

"یہ غلط بتا رہی ہے یہ میری بیوی ہے"۔۔۔۔ نوجوان نے لڑکی کو گھورتے
ہوئے کہا۔ جو عمران کے پیچھے چھپی ہوئی تھی۔

"یہ جھوٹ ہے یہ سب بکواس ہے۔ میری ابھی کسی سے بھی شادی نہیں ہوئی"۔۔۔۔
لڑکی نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

اچانک وہ نوجوان لڑکی کی طرف دوبارہ لپکا۔ لیکن عمران بیچ میں آ گیا۔

"شرافت سے واپس چلے جاؤ۔ ورنہ پولیس کے حوالے کر دوں گا۔ میں اس لڑکی
کو خود سفارت خانے پہنچا آؤں گا"۔۔۔۔ عمران نے اسے ایک طرف دھکیلتے
ہوئے کہا۔

"نہیں یہ میری بیوی ہے۔ میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا"۔۔۔۔

نوجوان نے چیختے ہوئے کہا۔

اتنے میں ایک پولیس افسر کی پٹرولنگ وین وہاں آ کر رک گئی۔ ایک انسپکٹر چند
سپاہیوں کے ساتھ ہجوم کو دیکھ کر نیچے اتر آیا۔

وہ سیدھا عمران کی طرف آیا۔ کیونکہ وہ اسے جانتا تھا۔

"کیا بات ہے مسٹر عمران"۔۔۔۔ اس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو ہاتھ میں
ریوالور لیئے کھڑا تھا۔

"یہ غیر ملکی اس لڑکی کو زبردستی کار میں ڈال کر لے جانا چاہتا ہے۔ لڑکی کا بیان
ہے کہ وہ اسے جانتی نہیں۔ اس نے اس کے لیئے یہ ریوالور بھی استعمال کیا ہے"۔۔۔
عمران نے انسپکٹر کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے مسٹر آپ یہ غنڈہ گردی کیوں کر رہے ہیں"۔۔۔۔ انسپکٹر نے
مڑ کر غیر ملکی سے پوچھا۔

"یہ لڑکی میری بیوی ہے۔ مجھے حق ہے کہ میں اسے زبردستی اپنے ساتھ لے جاؤں"
نوجوان نے انسپکٹر کے سوال میں کہا۔

"نہیں نہیں یہ میرا شوہر نہیں ہے یہ جھوٹ بولتا ہے"۔۔۔۔ لڑکی نے ایک
دفعہ پھر تردید کی۔

"تو آپ دونوں میرے ساتھ پولیس اسٹیشن چلیں۔ وہاں چل کر آپ کا فیصلہ کریں
گے"۔۔۔۔ انسپکٹر نے حکم صادر کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے خطرہ ہے کہ یہ مجھے وہاں سے کوئی چکر چلا کر نہ لے جائے"۔۔۔۔ لڑکی
روتے ہوئے کہا۔

نوجوان ایک دفعہ پھر لڑکی کو پکڑنے کے لیئے لپکا۔
لیکن لڑکی اچانک مڑ کر بھاگی۔ اور سامنے عمران کے فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھتی

چلی گئی۔ نوجوان اس کے پیچھے بھاگا۔ لیکن عمران نے اسے پکڑ لیا۔

"انسپکٹر صاحب آپ اس نوجوان کو پولیس اسٹیشن لے جائیں۔ وہاں سفارتخانے سے اس کے متعلق مکمل انکوائری کریں۔ لڑکی میرے پاس رہے گی۔ انکوائری مکمل ہونے کے بعد آپ میرے فلیٹ سے آ کر لڑکی کو لے جائیں۔"

عمران نے انسپکٹر کو ایک تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ ٹھیک ہے آپ لڑکی کی حفاظت کریں۔ میں ان صاحب کو پولیس اسٹیشن لے جاتا ہوں۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد میں لڑکی کو آ کر لے جاؤں گا۔ اس دوران میں انکوائری مکمل کر لوں گا۔" انسپکٹر نے عمران کی تجویز کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

عمران نے اس غیر ملکی کا ریوالور انسپکٹر کو دے دیا۔

"چلو مسٹر" ——— انسپکٹر نے نوجوان کو وین کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔

"آپ مجھے ساتھ لے جا کر پچھتائیں گے" ——— نوجوان نے تلخ لہجے میں کہا۔

"تم چلو تو سہی" ——— انسپکٹر نے کہا۔

اور پھر وہ نوجوان بڑبڑاتا ہوا وین کی طرف بڑھ گیا۔

انسپکٹر نے ایک سپاہی کو اشارہ کیا۔ اور وہ اس نوجوان کی کار میں جا بیٹھا۔ پھر وین اس نوجوان کو لے کر چل پڑی۔ پیچھے سپاہی اس کار کو لیے چلا گیا۔ لوگوں کا ہجوم جو وہاں کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا۔ اب منتشر ہونے لگا۔ عمران بھی مڑا اور اپنے فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ چڑھتے چڑھتے اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا۔ اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیاں طے کرنے لگا۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے لڑکی کو سامنے والے صوفے پر بیٹھا دیکھا۔ وہ ابھی تک رو رہی تھی۔ اس کے چہرے پر خوف کے اثرات نمایاں تھے۔ لڑکی اسے آتا دیکھ کر مودبانہ کھڑی ہو گی۔

"مم ——— میں معافی چاہتی ہوں۔ بلا اجازت آپ کے فلیٹ میں آ گئی۔"

"کوئی بات نہیں محترمہ" ——— عمران نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے باساشی کہتے ہیں۔ میں جاپان کی رہنے والی ہوں۔ آج کل سیر و تفریح کیلئے آپ کے ملک میں آئی ہوں" ——— لڑکی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی محترمہ آپ اس نوجوان کو نہیں جانتیں" ——— عمران نے بغور لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ یقین جانیئے میں بالکل سچ بول رہی ہوں۔ میں نے زندگی میں پہلی بار اسے دیکھا ہے۔ لڑکی کی آنکھوں سے سچائی صاف ظاہر تھی۔

"محترمہ باساشی۔ لیکن یہ باساشی کا کیا مطلب ہے۔ کچھ عجیب سا نام ہے" ——— عمران اب اپنے اصل موڈ میں آ رہا تھا۔

"باساشی جاپانی زبان میں خوبصورت آنکھوں کو کہتے ہیں" ——— لڑکی نے شرمانے انداز میں کہا۔ "تو اس کا مطلب ہے آپ خوبصورت آنکھوں کی مالک ہیں۔ عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔ اور لڑکی اور بھی زیادہ شرما گئی۔

"ویسے میرا خیال ہے آپ کا نام اگر باساشی کی بجائے شرماشی ہوتا تو زیادہ مناسب تھا" ——— عمران نے تعریفانہ انداز میں کہا۔

"شرماشی کا کیا مطلب ہے" ——— لڑکی نے حیرت سے پوچھا۔

"یہ اردو کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب ہے زیادہ شرمانے والی" ——— عمران نے سنجیدگی سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

اور وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اب اس کے چہرے سے خوف کے تاثرات زائل ہو گئے تھے۔

"معاف کیجئے محترمہ میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میرا ملازم

چھٹی پر ہے۔ ویسے اگر وہ ہوتا بھی تو آپ کو ہرگز اس وقت چائے بنا کر نہ دیتا کیونکہ یہ اس کے آرام کا وقت تھا" ——— عمران نے کہا۔

"کمال ہے آپ کا ملازم ہے یا مالک" ——— لڑکی نے بے تکلفی سے کہا۔

"اب کیا کیا جائے۔ آج کل ملازم بڑی مشکل سے ملتے ہیں۔ اس لیے جب وہ آرام کر رہا ہو تو مجھے چائے بنا کر اسے دینی پڑتی ہے" ——— عمران نے جواباً کہا

"تو پھر آپ اس کے ملازم بن جاتے ہیں" ——— لڑکی کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"بس کچھ ایسا ہی معاملہ ہے۔ دراصل ہم دونوں ایک دوسرے کے ملازم ہیں" ——— عمران نے کہا۔

اور اس سے پہلے کہ لڑکی کوئی جواب دیتی۔ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ عمران نے ریسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

"ہیلو علی عمران اسپیکنگ" ——— عمران نے کہا۔

"عمران صاحب میں انسپکٹر بول رہا ہوں۔ لڑکی کو جانے دیجئے۔ وہ نوجوان کوئی آوارہ نکلا ہے۔ پولیس اسٹیشن سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ ویسے میں نے اس کی تلاش شروع کر دی ہے" ——— دوسری طرف سے انسپکٹر نے کہا۔

"اچھا" ——— عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"اب اگر آپ جانا چاہیں تو جا سکتی ہیں۔ وہ نوجوان کوئی فراڈ تھا" ——— عمران نے لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

ویسے بھی اب وہ اس لڑکی سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ اس جھگڑے میں پڑ کر کافی بور ہو چکا تھا۔

"اوکے ——— آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ نے میری مدد کی ہے" ——— لڑکی نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ پھر وہ عمران سے ہاتھ ملا کر دروازے سے باہر چلی گئی۔ عمران نے دروازہ بند کیا۔ اور شب خوابی کے کپڑے پہن کر بستر پر دراز ہو گیا ابھی اسے لیٹے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی۔ کہ ٹیلیفون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر سرہانے رکھے ہوئے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

"ہیلو رات کے وقت کس کی زبان کھجلائی ہے"۔

"عمران صاحب میں طاہر بول رہا ہوں" ——— جوزف بے حد تنگ کر رہا ہے نجانے آج اسے کیسے نشہ ہو گیا ہے۔ بالکل آؤٹ ہو چکا ہے۔ اور لان میں کھڑا لگاتار آسمان کی طرف فائرنگ کر رہا ہے۔ آس پاس کی کوٹھیوں والے جمع ہو چکے ہیں۔ پولیس بھی آگئی ہے۔ میں نے اسے روکنے کی کوشش کی۔ مجھ پر بھی فائرنگ شروع کر دی۔ میں سخت مشکل میں پھنس گیا ہوں۔ آپ خود آکر اس کالے ہاتھی کو قابو میں کیجئے۔ بلیک زیرو کی آواز میں گھبراہٹ تھی۔

"کب سے ڈیکسٹر ہو کر جوزف کی بے ضرر فائرنگ سے گھبرانے لگے ہو۔ جب نشہ اتر جائے گا خود بخود ٹھیک ہو جائے گا" ——— عمران نے کہا۔

"یہاں تو لحہ بہ لحہ مجمع زیادہ ہوتا جا رہا ہے۔ مجھے جواب دینا مشکل ہو جائے عمران صاحب"

"اچھا میں ابھی آرہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ جب یہ ہاتھی بگڑ جائے تو تمہارے بس کا نہیں رہتا" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور ریسیور رکھ دیا۔

اور خود کپڑے تبدیل کرنے لگا۔ کپڑے پہن کر وہ دروازے تک آیا پھر

پھر سوچتے ہوئے واپس مڑ گیا۔ اور عقبی دروازے سے ہوتا ہوا پچھلی گلی میں اتر گیا۔ وہاں سے
دو تین گلیاں کراس کر کے مین روڈ پر پہنچ کر ایک ٹیکسی کو روکا۔
ٹیکسی اس کے قریب آ کر رک گئی۔ ڈرائیور کو رانا پیلس کا پتہ بتا کر وہ ٹیکسی میں
بیٹھ گیا۔ پھر وہ یہ دیکھ کر واقعی حیران رہ گیا۔ کہ رانا پیلس کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم ہے
پولیس بھی کافی تعداد میں موجود ہے۔
اور ڈرائیور نے قریب جا کر ٹیکسی روک دی۔ عمران ٹیکسی سے نیچے اترا کرایہ
دیا اور خود رانا پیلس کے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ ہجوم میں سے راستہ بناتے ہوئے
وہ پھاٹک کے قریب پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ اندر جوزف ہاتھ میں ریوالور لیے کھڑا ہے
اور تھوڑی دیر بعد وہ فائر کر دیتا ہے۔ عمران پھاٹک کے اندر داخل ہونے لگا تو
ایک پولیس انسپکٹر نے اسے بازو سے کھینچ لیا۔
"ارے کیا مرنے کا ارادہ ہے" ------ انسپکٹر نے سخت لہجے میں کہا۔
"جی ہاں خودکشی کرنا چاہتا ہوں" ------ عمران نے بھی ترکی بہ ترکی جواب
دیتے ہوئے کہا۔
انسپکٹر نے بغور اسے دیکھا اور پھر پہچان لیا۔
"عمران صاحب آپ یہاں کیسے" ------ انسپکٹر اب اس کا بازو چھوڑ چکا
تھا۔
"کچھ نہیں دراصل یہ کالا ہاتھی میرا ہی سدھایا ہوا ہے" ------ عمران
نے کہا۔
اور پھر لپک کر پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی سے اندر داخل ہو گیا۔
لوگوں نے اپنے سانس روک لیے۔ کیونکہ ایک پولیس کانسٹیبل اس سے
پہلے اس قسم کی کوشش کر چکا تھا۔

جوزف نے اس پر لگاتار تین فائر کر دیئے تھے۔ خوش قسمتی سے وہ بچ گیا تھا
اور پھر کسی نے اس قسم کی جرأت نہ کی۔
عمران جیسے ہی کھڑکی سے گزر کر آگے بڑھا۔ جوزف نے ایک جھٹکے سے ریوالور
اس پر تان لیا۔
"ابے او شب تار کے بچے آج سفید سانپ کے سیاہ سر پر موت کا سایہ منڈلا رہا ہے"
عمران نے دور سے ہی ہانک لگائی۔
اب جوزف اسے پہچان چکا تھا۔ اس نے ریوالور زور سے ایک طرف پھینکا اور
دوڑ کر عمران کی طرف بڑھا۔
"باس گریٹ باس تم آ گئے۔ میں نے یہ سب ڈرامہ تمہیں بلوانے کے لیے ہی کھیلا
تھا" ------ جوزف نے اس کے قریب آ کر کہا۔
"کیوں کیا میں نے تمہارا نکاح پڑھوانا تھا۔ جو تم نے میرے بلوانے کے لیے اتنا
بڑا کھڑاک پھیلا ہے" ------ عمران نے قدرے تلخی سے کہا۔
اتنے میں پولیس اور دیگر لوگ بھی ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ اندر سے بلیک زیرو
بھی نکل کر قریب آ گیا۔
"مسٹر آپ کو میں شراب پی کر غل غپاڑہ مچانے کے الزام میں گرفتار کرتا ہوں
میرے ساتھ پولیس اسٹیشن چلئے" ------ ایک انسپکٹر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
"ٹھہریئے انسپکٹر صاحب۔ آپ جوزف کو کس جرم میں گرفتار کر رہے ہیں" ------
عمران نے جوزف کی طرف بڑھتے ہوئے انسپکٹر کو ہاتھ کے اشارے سے
روکتے ہوئے کہا۔
"شراب پی کر غل غپاڑہ مچانے کے الزام میں" ------ انسپکٹر نے تیز لہجے
میں کہا۔

"آپ کے دونوں الزام غلط ہیں۔ میرا جوزف کے پاس شراب پینے کا لائسنس ہے۔ اور اس نے صرف ہوائی فائرنگ کی ہے۔ قتل عنبارٹہ نہیں مچایا۔ اس لیے آپ اسے گرفتار نہیں کر سکتے"۔۔۔۔۔ عمران نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

لیکن انسپکٹر نے گڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"لیکن دہشت کچھ نہیں۔ اس کے پاس دونوں ریوالوروں کے باقاعدہ لائسنس ہیں۔ اور یہ جس وقت چاہے ہوائی فائرنگ کر سکتا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے انسپکٹر سے کہا۔

اور انسپکٹر کچھ زبن دباتے ہوئے خاموش ہوگیا۔

"آپ تشریف لے جائیں اور ساتھ ہی اس مجمع کو بھی منتشر کرتے جائیں"۔۔۔۔۔ عمران نے انسپکٹر سے مخاطب ہوکر کہا۔

اور انسپکٹر خاموشی سے واپس مڑ گیا۔ عمران جوزف اور بلیک زیرو کو لیے ہوئے کوٹھی کے اندر چلا گیا۔

"جوزف ایک ہزار ڈنڈ نکالو اور دس دن کے لیے تمہاری شراب قطعی بند"۔۔۔۔۔ عمران نے غصے سے بھری ہوئی آواز میں جوزف سے کہا۔

"باس"۔۔۔۔۔ جوزف نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا۔

"دو ہزار ڈنڈ اور تیس دن کے لیے شراب بند"۔۔۔۔۔ عمران نے سرد مہری سے کہا۔

جوزف اس بار کچھ نہیں بولا اور خاموشی سے ڈنڈ نکالنے شروع کر دیئے۔

عمران بلیک زیرو کو شام کا جاپانی لڑکی کا واقعہ سنانے لگا۔

"کمال ہے عمران صاحب یہ ایک عجیب واقعہ ہے۔ پھر عین آپ کے فلیٹ کے سامنے مجھے تو کچھ دال میں کالا نظر آتا ہے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے واقعہ سن کر حیرت سے کہا۔

"میرے ساتھ رہو گے تو تمہیں کالا چھوڑ نیلا زرد سبز ہر رنگ دال میں نظر آنے لگے گا"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنس پڑا

لیکن پھر جس آپ نے اس واقعہ سے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"شک تو مجھے بھی ہوا تھا۔ لیکن لڑکی کی معصومیت اور اس کی بے اختیار آنسو بہاتی ہوئی آنکھیں دیکھ کر میرا شک دور ہو گیا۔ لیکن اگر واقعی کوئی پراسرار معاملہ تھا۔ تو میرے خیال میں یہ لڑکی دنیا کی بہترین اداکارہ تھی۔ جس نے مجھے بھی چکر میں ڈال دیا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور بلیک زیرو کندھے جھٹک کر رہ گیا۔

جوزف ڈنڈ نکالتے نکالتے رک گیا۔

"کیوں بے کالے ہاتھی کتنے ہوئے"۔۔۔۔۔ عمران نے اسے رکتے دیکھ کر کہا۔

"باس مجھے معاف کر دو میں نے تمہیں بلوانے کے لیے یہ سب کچھ کیا تھا"۔۔۔۔۔ جوزف نے کہا۔

"آخر آج تجھے میرے بلوانے کی کیا سوجھی"۔۔۔۔۔ عمران نے اس سے پوچھا۔

"باس کوئی ایک گھنٹہ پہلے فادر جوشوا میرے ذہن کی سیاہ وادی میں اترا۔ اس نے مجھے بتایا کہ تمہارے باس کو فلیٹ میں سخت خطرہ ہے اسے وہاں سے بلوا لو۔ مجھے پتہ تھا کہ اگر باس کو میں نے ویسے بلوایا"

"تو آپ ہرگز نہیں آئیں گے۔ اس لیے یہ ڈرامہ کھیلا"۔۔۔۔۔ جوزف نے

تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہارے فادر جوشوا کو مجھ سے کیا دشمنی تھی" ——— عمران نے دریافت کیا۔

"باس فادر جوشوا جب بھی میرے ذہن کی سیاہ وادی میں آتا ہے ہمیشہ سچ بولتا ہے" ——— جوزف نے اعتماد سے کہا۔

"اچھا اب تو میں آ گیا ہوں۔ اب اپنے فادر جوشوا سے پوچھ۔ کیا میں واپس اپنے فلیٹ پر جا سکتا ہوں" ——— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"باس گریٹ باس میری سزا معاف کر دو" ——— جوزف نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا خیال ہے طاہر صاحب" ——— عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"معاف ہی کر دیجئے نہ جانے اس کے دماغ میں کیا بات آ گئی" ——— طاہر نے جوزف کی سفارش کرتے ہوئے کہا۔

"چلو ڈنڈ معاف لیکن شراب بیس دن کے لیے بند اور زیادہ کہا تو دن بڑھتے جائیں گے" ——— عمران نے فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

اور جوزف خاموش ہو گیا۔

باس کیا میں آپ کے ساتھ جا سکتا ہوں" ——— اچانک جوزف بولا

"چلو" ——— عمران نے اجازت دیتے ہوئے کہا۔

"طاہر صاحب۔ ذرا کار میں ہمیں چھوڑ آئیے" ——— عمران نے طاہر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر چند لمحے بعد وہ بلیک زیرو کی کار میں بیٹھے فلیٹ کی طرف روانہ

ہو گئے۔

"عمران صاحب آج کل آپ خلاف معمول بہت سنجیدہ ہیں" ——— بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"دراصل ان نامعلوم حملوں نے مجھے ذہنی طور پر الجھا دیا ہے۔ حملوں سے تو میں نہیں ڈرتا۔ البتہ مجھے یہ الجھن ضرور ہے کہ حملہ آوروں کا اصل مقصد کیا ہے اور وہ کون ہیں۔ یہ سمجھ میں نہیں آ رہا" ——— عمران نے سنجیدگی سے بلیک زیرو کو اپنی الجھن کے متعلق بتلایا۔

ابھی ان کی کار فلیٹ سے تقریباً دو سو گز دور تھی کہ اچانک کان پھاڑ دھماکہ ہوا۔ اور پھر عمران یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ سامنے اس کا فلیٹ ملبے کا ڈھیر بن چکا تھا یقیناً دھماکہ عمران کے فلیٹ میں ہوا تھا۔

"عمران صاحب آپ کا فلیٹ" ——— بلیک زیرو کے چہرے پر بھی شدید حیرت کے آثار تھے۔

عمران خاموشی سے اپنے فلیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی تھی۔

آس پاس کے فلیٹ بھی تباہ ہو گئے تھے۔ ان فلیٹوں کے اندر رہنے والے افراد کی چیخ و پکار سے فضا گونج اٹھی تھی۔

عمران کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں۔

"دیکھا باس میرے فادر جوشوا نے سچ بولا تھا۔ اگر آپ اپنے فلیٹ سے نکل نہ آتے تو" ——— جوزف نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو جوزف" ——— عمران نے جوزف کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"طاہر گاڑی واپس رانا پیلس لے چلو۔ اب مجھے شام کو ہونے والا جاپانی

لڑکی کے واقعہ کا مطلب سمجھ میں آگیا ہے "۔

" یہ دھماکہ ڈائنامیٹ سے کیا گیا ہے " ______ طاہر نے گاڑی موڑتے ہوئے کہا۔

" ہاں " ______ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" گاڑی روک دو۔ طاہر مجھے یہیں اتار دو۔ اور تم خود رانا پیلس چلے جاؤ " ______ عمران نے اسے حکم دیا۔

بلیک زیرو نے کار روک دی۔

عمران خاموشی سے اتر گیا۔ گاڑی آگے بڑھ گئی۔

عمران نے گھڑی دیکھی۔ رات کے بارہ بجے تھے۔ وہ اپنے فلیٹ کی طرف چل پڑا۔ اس وقت وہاں آس پاس کے رہنے والے لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا تھا۔ لوگ ملبہ اٹھا رہے تھے۔

فائر بریگیڈ بھی چند لمحے بعد وہاں پہنچ گیا۔ اور پھر عمران نے دیکھا کہ کیپٹن فیاض کی کار بھی وہاں آ کر رکی۔

کیپٹن فیاض مجنونانہ انداز میں اس سے اترا۔ اس کا چہرہ جوش سے سرخ تھا وہ چیخ چیخ کر فائر بریگیڈ کو جلد از جلد ملبہ اٹھانے کا کہہ رہا تھا۔

عمران آگے بڑھا اور پھر اس نے فیاض کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ فیاض تیزی سے مڑا۔ اور پھر اپنے سامنے عمران کو پا کر ایک لمحے کے لیے حیرت سے دنگ رہ گیا۔

دوسرے لمحے وہ شدت جذبات کی وجہ سے عمران سے لپٹ گیا۔ اسے واقعی اپنے سامنے عمران کو صحیح سلامت کھڑے دیکھ کر بے انتہا خوشی ہوئی تھی۔

" ارے ارے چھوڑو مجھے فلیٹ میں دب کر مرنے سے تو بچ گیا۔ مگر تم ضرور

دبا کر مار ڈالو گے " ______ عمران نے اسے علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔

" عمران خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تم بچ گئے " ______ فیاض نے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" ہاں تمہیں تو خوشی ہونی چاہیے۔ ورنہ تمہارے کیس کون حل کرتا " ______ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" بڑے بے مروت ہو۔ خلوص سے کہہ رہا ہوں۔ تم مذاق اڑا رہے ہو " ______ فیاض نے روٹھتے ہوئے کہا۔

" مجھے افسوس ہے۔ عمران تمہارا فلیٹ تباہ ہو گیا " ______ فیاض نے افسوسناک لہجے میں کہا۔

" گولی مارو فلیٹ دوبارہ بن جائے گا " ______ فیاض نے لاپرواہی سے کہا۔

" لیکن تمہیں اطلاع کس نے دی " ______ عمران نے اچانک کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" انسپکٹر شاکر نے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس فلیٹ میں تم ہی رہتے ہو۔ اور تمہارے اور میرے تعلقات کیسے ہیں "

" ناجائز تعلقات تو نہیں سمجھتا " ______ عمران نے کہا۔

فیاض ہنس پڑا۔

" سچ بتاؤ یہ چکر کیا ہے۔ تم کہاں تھے اور یہ فلیٹ کس نے تباہ کیا ہے " ______ فیاض اچانک اصل موضوع پر آ گیا۔

" کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک دوست کے پاس گیا ہوا تھا۔ اب واپس آیا ہوں تو یہ فلیٹ تباہ دیکھا اور پھر میں تمہارے پاس آ گیا۔

" ہاں ہاں بچے ہو عمران ورنہ کسی نے تمہیں مارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی "۔

فیاض نے تشکر آمیز الفاظ میں کہا۔

"ہاں میں بھی یہی سوچ رہا ہوں" ـــــ عمران نے کہا۔

وہ دل ہی دل میں ایک اور بات کا شکر ادا کر رہا تھا کہ سلیمان آج کل چھٹی پر گیا ہوا تھا۔ ورنہ وہ مفت میں مارا جاتا۔

اچانک عمران نے سوچا کہ اب یہاں سے رفو چکر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مجرموں کا کوئی آدمی اس بات کی نگرانی کر رہا ہو کہ میں بچ گیا ہوں یا مر چکا ہوں۔

وہ فیاض کے پاس صرف اس لیئے آیا تھا۔ تاکہ فیاض کے ذریعے اس کے والد صاحب کے ذریعے خصوصاً والدہ صاحبہ کو علم ہو جائے کہ عمران بچ گیا ہے۔

چنانچہ جیسے ہی فیاض کسی پولیس مین سے مخاطب ہوا۔ عمران چپکے سے کھسک گیا۔ اور چند لمحے بعد وہ مختلف گلیوں میں سے ہوتا ہوا مین روڈ پر آیا۔ اور پھر اس کی ٹیکسی تیزی سے رانا ہیس کی طرف دوڑ رہی تھی۔

کیپٹن شکیل آرام کرسی پر لیٹا ہوا اخبار پڑھ رہا تھا کہ ساتھ ٹیبل پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔

کیپٹن شکیل نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز گونجی۔

اور کیپٹن شکیل چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"یس سر شکیل اٹنڈنگ" ـــــ شکیل نے مؤدبانہ لہجہ میں کہا۔

کیپٹن شکیل جولیا کے ذریعے تمہیں علم ہو گیا ہو گا کہ عمران کا فلیٹ ڈائنامیٹ سے تباہ کر دیا گیا ہے۔

"یس سر ـــــ ابھی ابھی جولیا نے اطلاع دی ہے اور اس کے ساتھ ہی آپ کا یہ حکم بھی کہ ابھی کوئی ممبر عمران سے رابطہ قائم نہ کرے اور نہ ہی کسی جگہ اچانک اگر اپر واقفیت ظاہر کرے" ـــــ کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ حکم اس لیئے دیا گیا ہے کہ مجرموں کا کوئی گروہ عمران کی جان کے درپے ہو رہا ہے۔ اس طرح جو بھی عمران سے ملا۔ مجرموں کی نظروں میں آ جائے گا۔" ایکسٹو نے اسے حکم کی توجیہہ بتلاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے صحیح سوچا ہے سر ورنہ پہلے ہمارے ذہنوں میں اس حکم کے متعلق خاصی الجھن تھی۔ اب میرے لیئے کیا حکم ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"تم نے ایک جاپانی لڑکی کو ڈھونڈنا ہے" ـــــ ایکسٹو نے جاپانی لڑکی کا حلیہ تفصیل سے بتلاتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر میں ابھی اس کی تلاش میں جاتا ہوں" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں اسے تلاش کرو اور پھر اس کی تفصیلات۔ اور دیگر کوائف کا پتہ چلاؤ۔ یہ بہت اہم ہے" ـــــ ایکسٹو نے کہا۔

"او کے سر" ـــــ شکیل نے جواب میں کہا۔

" اوور اینڈ آل " ——— الکمسٹو نے کہا ۔

اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوگیا ۔ کیپٹن شکیل نے رسیور رکھا اور اخبار ایک طرف پھینکی اور کپڑے تبدیل کرنے کے لیے ڈرائینگ روم میں چلا گیا ۔ کپڑے تبدیل کر کے اس نے ہلکا سا میک اپ کیا ۔ میک اپ کرنے کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا کہ مطلوبہ لڑکی کو کہاں سے ڈھونڈھا جائے ۔ آخر ایک تجویز اس کے ذہن میں آئی ۔ اور پھر وہ کار لے کر چل پڑا ۔ وہ سیدھا جاپانی سفارت خانے پہنچا ۔ کار اس نے سفارت خانے کے باہر روکی اور خود سیڑھیاں چڑھتا ہوا اندر چلا گیا ۔ ریسپشینسٹ کے پاس جا کر وہ رک گیا ۔

" فرمائیے " ——— استقبالیہ لڑکی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہوئی بولی ۔

" مجھے آپ کے ثقافتی اتاشی سے ملنا ہے " ——— کیپٹن شکیل نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر لڑکی کے سامنے رکھ دیا ۔

لڑکی نے ایک لمحے تک بغور کارڈ کی طرف دیکھا ۔

کارڈ پر درج تھا ۔

" ڈاکٹر شکیل پریمی ایم ۔ اے ، پی ۔ ایچ ۔ ڈی "

اس ٹائپ کے کئی کارڈ تقریباً ہر ممبر کی جیبوں میں موجود رہتے تھے ۔ تاکہ کسی وقت بھی کسی پچویشن کو حسب منشا کنٹرول کیا جا سکے ۔

لڑکی نے کارڈ پڑھنے کے بعد اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا ۔

" ملاقات کا مقصد " ——— لڑکی نے کیپٹن شکیل سے پوچھا ۔

" محترمہ میں ایک رائٹر ہوں ۔ اور آج کل جاپانی عورت کی معاشرتی زندگی پر ایک کتاب لکھ رہا ہوں ۔ اس سلسلے میں مجھے کچھ معلومات درکار ہیں آپ براہ مہربانی اپنے ثقافتی اتاشی سے میری ملاقات کرا دیجئے " ——— کیپٹن شکیل نے اسے ملاقات

کا مقصد بتلاتے ہوئے کہا ۔

" اوکے مجھے خوشی ہے کہ آپ ہمارے ملک کی عورت کی زندگی کے اہم پہلو پر کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ ہم آپ سے ہر قسم کا تعاون کریں گے ۔ آپ دو منٹ انتظار فرمائیے ۔ میں ابھی آپ کی ملاقات کرائے دیتی ہوں " ——— لڑکی نے بڑی خوشدلی سے کہا اور کیپٹن شکیل مسکرا دیا ۔ لڑکی نے چند لمحے تک کسی سے ٹیلیفون پر بات کی ۔ اور پھر رسیور رکھ کر کیپٹن شکیل سے کہا ۔

" آپ دس منٹ بعد ہمارے سفارت خانے کے ثقافتی اتاشی مسٹر یانگ یچی سے مل سکتے ہیں "

" اوکے تھینک یو میں دس منٹ انتظار کر لیتا ہوں " ——— کیپٹن شکیل نے خوشدلی سے کہا ۔

دس منٹ بعد ایک چپڑاسی کیپٹن شکیل کو ثقافتی اتاشی کے کمرے تک پہنچا ۔

ثقافتی اتاشی مسٹر یانگ یچی نے بڑی خوشدلی سے کیپٹن شکیل کا استقبال کیا ۔

" مسٹر شکیل پریمی مجھے آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے ۔ اور سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ آپ ہمارے ملک کی عورت کی زندگی کے ایک اہم پہلو پر کتاب لکھ رہے ہیں " ——— یانگ نے مجبوبہ لہجے میں کہا ۔

" شکریہ میں اسی سلسلے میں حاضر ہوا تھا " ——— کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" آپ میرے ساتھ اتنا تعاون کریں کہ اس شہر میں موجود تمام جاپانی لڑکیوں کے پتے عنایت کر دیں ۔ اور ایک سفارشی رقعہ بھی ۔ میں ان سب سے فرداً فرداً ملوں گا اور اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کرنے کے بعد میں کتاب کا مواد جمع کر دوں گا " ——— کیپٹن شکیل نے اسے بتایا ۔

"آپ نے صحیح لائحہ عمل سوچا ہے اس طرح آپ بخوبی کام کر سکتے ہیں" ——
ثقافتی اتاشی نے اس کی تجویز کی تائید کرتے ہوئے کہا۔
پھر اس نے گھنٹی بجائی۔ چند لمحے بعد ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی
پانگ ٹیچی نے لڑکی کو حکم دیتے ہوئے کہا۔
"مس چیکو اس شہر میں موجود جاپانی لڑکیوں کے پتوں کی ایک لسٹ لے آیئے"۔
"او کے سر میں ابھی لے آتی ہوں" —— لڑکی نے مودبانہ لہجے میں کہا اور
پھر واپس مڑ گئی۔

اتنے میں چپڑاسی نے چائے کی دو پیالیاں ان دونوں کے سامنے رکھ دیں۔
اور وہ دونوں چائے پینے میں مشغول ہو گئے۔
چند منٹ کے بعد مس چیکو نے ایک ٹائپ شدہ کاغذ مسٹر پانگ ٹیچی کے سامنے
لاکر رکھ دیا۔ مسٹر پانگ ٹیچی نے ایک نظر کاغذ کو دیکھا اور پھر وہ کاغذ کیپٹن شکیل کے
سامنے رکھ دیا۔
کیپٹن شکیل نے شکریہ کے ساتھ وہ کاغذ لیا اور پھر اسے تہہ کر کے جیب میں رکھ
لیا۔
ثقافتی اتاشی نے میز کی دراز سے ایک کارڈ نکالا اور پھر اس کی پشت
پر اپنے دستخط کر کے وہ بھی کیپٹن شکیل کو دے دیا۔
"اور کوئی خدمت جناب" ثقافتی اتاشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"آپ کے بھرپور تعاون کا بے حد شکریہ —— ہو سکتا ہے میں آئندہ بھی
آپ کو اس سلسلے میں تکلیف دوں" —— کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا۔
کوئی بات نہیں ہم اس سلسلے میں آپ کی خدمت کرنے کے لیے ہر وقت حاضر
ہیں۔ ثقافتی اتاشی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر کیپٹن شکیل ان سے ہاتھ ملا کر

کمرے سے باہر آ گیا۔
چند لمحے بعد وہ اپنی کار میں بیٹھا واپس جا رہا تھا۔ اس نے کار ایک کیفے
کے سامنے روکی، ویٹر کو چائے کا آرڈر دے کر وہ ایک کیبن میں بیٹھ گیا۔
اس نے جیب سے وہ لسٹ نکالی۔ اور اس میں درج پتے دیکھنے لگا۔
لسٹ میں پندرہ لڑکیوں کے پتے درج تھے۔ اس نے سوچا کہ شاید ان
سب سے مل لیا جائے، ہو سکتا ہے کوئی سراغ مل جائے۔ ویسے اسے زیادہ امید
نہیں تھی۔ کیونکہ مجرم عموماً قانونی طریقے سے ملک میں داخل نہیں ہوتے لیکن
اسے کچھ امید اس لیے بھی تھی، کہ بڑے مجرم اپنے تحفظ کے لیے عموماً قانونی پابندیوں
پر عمل کرتے ہیں۔
ویٹر نے اس کے سامنے چائے رکھ دی۔ اس نے چائے پی۔ اور پھر وہ
اٹھ کر چل پڑا۔
اور سارا دن لسٹ پر دیئے گئے پتوں پر لڑکیوں کو ملتا رہا لیکن کوئی
بھی اسے ایکس ٹو کے بتائے ہوئے حلیے کے مطابق نہ ملی۔
ان سے ملتے ملتے اسے شام ہو گئی تھی۔ اب لسٹ میں چار لڑکیوں
کے پتے رہ گئے تھے۔ ایک دفعہ اس نے سوچا کہ باقی کام کل پر چھوڑ دے۔
لیکن پھر اسے کیس کی سنگینی کا خیال آ گیا۔
چنانچہ ایک دفعہ پھر وہ چل پڑا۔ اس بار اس کی منزل شہر سے باہر بنی
ہوئی ایک کوٹھی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس کوٹھی کے سامنے جا کر
رک گئی۔ کوٹھی بڑی خوبصورت تھی۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔ اس نے ہارن
دیا۔ چند لمحے بعد پھاٹک سے ایک کھڑکی کھلی۔ اور چوکیدار اس میں سے نکل
کر باہر آیا۔

"فرمایئے" ـــــــ اس نے بغور کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے مس شی پاچی سے ملنا ہے" ـــــــ کیپٹن شکیل نے پروقارانہ انداز میں کہا۔

"آپ نے ان سے ٹائم لیا ہوا ہے" ـــــــ چوکیدار نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"ٹائم تو نہیں لیا۔ لیکن آپ یہ دو کارڈ انہیں دے دیں۔ امید ہے وہ مجھ سے مل لیں گی" ـــــــ کیپٹن شکیل نے اپنا کارڈ اور ثقافتی اتاشی کا کارڈ اسے دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس کوٹھی میں ڈرائینگ روم نہیں ہے" ـــــــ کیپٹن شکیل نے قدرے ناراضگی سے چوکیدار کو کہا۔ جو واپس جانے کیلئے مڑ رہا تھا۔

"نہیں صاحب" ـــــــ مس صاحبہ کا حکم ہے کہ جسے میں ملنا چاہوں۔ بس اسے ہی ڈرائینگ روم میں بٹھایا جائے" ـــــــ چوکیدار نے کہا۔

"او کے آپ جائیں" ـــــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

اور چوکیدار گیٹ کے اندر داخل ہو گیا۔ کیپٹن شکیل قدرے کھٹک گیا کہ سٹ پر مس شی پاچی کی اس ملک میں آمد کا مقصد صرف تفریح دیا ہوا ہے۔ لیکن یہ ملنے ملانے میں پراسرار طریقے کیوں برتے جا رہے ہیں۔

بہرحال اصل بات کا تو ملنے پر ہی پتہ چلے گا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد چوکیدار واپس آیا۔ اس نے پھاٹک کھول دیا۔

"اندر تشریف لے جائیں" ـــــــ چوکیدار نے کہا۔

اور کیپٹن شکیل کار اندر لے گیا۔ اس نے کار پورچ میں جا کر روک دی۔ وہیں اسے ایک اور آدمی مل گیا جس نے اس کی ڈرائینگ روم تک رہنمائی کی

"مس صاحبہ ابھی آ رہی ہیں۔ آپ ٹھنڈا پیئں گے یا گرم" ـــــــ ملازم نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں کہا۔

جو تم مناسب سمجھو لے آؤ" ـــــــ شکیل نے کہا۔

اور ملازم آداب بجا کر واپس چلا گیا۔ لیکن شکیل صوفے پر بیٹھ کر ڈرائینگ روم کو دیکھنے لگا۔

ڈرائینگ روم انتہائی قرینے اور سلیقے سے سجا ہوا تھا۔ ابھی اسے یہاں بیٹھے ہوئے دو تین منٹ ہی ہوئے تھے کہ سامنے والے دروازے کا پردہ اٹھا۔ اور ایک انتہائی خوبصورت جاپانی لڑکی اندر داخل ہوئی۔ کیپٹن شکیل نے اسے دیکھ کر اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ کیونکہ وہ ایکسٹو کے بتلائے ہوئے حلیے سے کافی مشابہت رکھتی تھی کیپٹن شکیل اسے اندر آتا دیکھ کر اخلاقاً کھڑا ہوا۔

"تشریف رکھیئے مسٹر شکیل پریمی" ـــــــ شی پاچی نے اسے کہا۔

اور کیپٹن شکیل دوبارہ بیٹھ گیا۔ لڑکی بھی سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں"۔ اس نے انتہائی مترنم لہجے میں کہا۔

"مس صاحبہ میں ایک رائٹر ہوں۔ اور جاپانی عورت کی معاشرتی زندگی پر ایک کتاب لکھ رہا ہوں۔ اس سلسلے میں اس شہر میں موجود جاپانی عورتوں سے آپ کے سفارت خانے کے ثقافتی اتاشی کے حوالے سے مل رہا ہوں۔ تاکہ کچھ مواد حاصل کر سکوں" ـــــــ کیپٹن شکیل نے اپنی آمد کا مقصد تفصیل سے بتلاتے ہوئے کہا۔

"پوچھیئے آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ خیال رکھیئے میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ میں نے دس منٹ بعد ایک جگہ جانا ہے" ـــــــ شی پاچی نے اسے وقت کا احساس دلاتے ہوئے کہا ـــــــ سب سے پہلے

"یہ بتلائیے کہ آپ نے میرے ملک کو بحیثیت مجموعی کیسا پایا ہے؟" ——— کیپٹن شکیل نے سوال کیا۔

"لیکن اس سوال کا آپ کی کتاب سے کیا تعلق ہے؟" ——— مس شی پاچی نے حیرت سے کہا۔

"میں یہ کتاب نفسیاتی انداز میں لکھ رہا ہوں۔ اس لیے میں جانتا ہوں کہ آپ کے جواب سے میں آپ کے سوچنے کا انداز سمجھ جاؤں گا" ——— کیپٹن شکیل نے اسے تبلایا۔

"بہرحال آپ ہی اس معاملے میں بہتر جانتے ہیں۔ میرا جواب یہ ہے کہ یہ ملک مجھے بے حد پسند آیا ہے۔ یہاں کے لوگ بے حد سادہ اور پُرخلوص ہیں" ——— لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا اس ملک میں آنے کا مقصد غالباً تفریح ہے۔ کیا آپ کا یہ مقصد پورا ہوا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے دوسرا سوال کیا۔

"جی ہاں" ——— مس شی پاچی نے مختصر سا جواب دیا۔

"آپ نے اپنے ملک اور میرے ملک میں کیا فرق محسوس کیا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے پھر سوال کیا۔

"اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں عرض کر دوں کہ آپ کا ملک ابھی ہر لحاظ سے پسماندہ ہے" ——— مس شی پاچی نے جواب میں کہا۔

"آپ نے ٹھیک کہا۔ لیکن ایک پہلو پر مجھے اعتراض ہے۔ میرے خیال میں جاپان کی نسبت بین الاقوامی ٹائپ کے جرائم یہاں کم ہوتے ہیں" ——— کیپٹن شکیل بغور لڑکی کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

لڑکی کیپٹن شکیل کے اس سوال پر چونک پڑی، لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ پر قابو پالیا۔

"ہو سکتا ہے۔ بہرحال مجھے جرائم کا تجربہ نہیں ہے" ——— لڑکی نے قدرے ناگواری سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن اب اس کی آنکھوں میں بے چینی کے آثار نمایاں تھے۔

"اچھا مس صاحبہ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ کو چونکہ جلدی ہے اس لیے فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔ پھر کبھی فارغ وقت میں آپ سے تفصیلی بات چیت کرنے حاضر ہوں گا۔ اب اجازت دیجئے!" ——— کیپٹن شکیل نے اجازت طلب نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"او۔کے ——— ویسے آپ ٹیلیفون کر کے مجھ سے ٹائم لے لیں" ——— لڑکی نے اسے اجازت دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ مسٹر پانگ تیچی کا کارڈ مجھے واپس عنایت کریں گی۔ کیونکہ مجھے ابھی کچھ اور خواتین سے بھی ملاقات کرنی ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ضرور ضرور" یہ کہہ کر وہ واپس چلی گئی اور چند لمحے بعد وہ کارڈ اس نے لا کر کیپٹن شکیل کو دے دیا۔

کیپٹن شکیل اس سے ہاتھ ملا کر واپس چلا گیا۔ اور پھر چند لمحے بعد اس کی کار کوٹھی سے باہر نکل گئی۔

کیپٹن شکیل کی کار میں بیٹھتے ہی لڑکی ٹیلیفون کی طرف لپکی۔ اس نے پھرتی سے ایک نمبر ڈائل کیا۔ رابطہ قائم ہونے میں دیر نہیں لگی۔

"ہاساشی سپیکنگ" اس نے تیزی سے کہا۔

"یس مادام، زیرو زیرو فائیو دس اینڈ" ——— دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

دیکھو ابھی ابھی کوٹھی سے ایک سفید رنگ کی کار نکلی ہے۔ جس میں ایک طویل القامت نوجوان موجود ہے۔ اس کا تعاقب کرو۔ اور مجھے اس کی تمام مصروفیات کی رپورٹ چاہیئے"

"اوکے مادام۔ میں ابھی انتظام کرتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے وہی آواز آئی۔

اور باساشی نے رسیور رکھ دیا۔ اس نے دیکھا کہ کوٹھی کے عقبی طرف ایک چھوٹی سیاہ رنگ کی کار تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھی۔ اس میں موجود شخص نے چوکیدار سے ایک سوال کیا اور پھر وہ بائیں طرف سے فوراً مڑ گئی۔

کیپٹن شکیل کی کار تیزی سے شہر کی طرف دوڑ رہی تھی۔ پھر اس نے محسوس کیا کہ اس کی کار کا تعاقب ہو رہا ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی کالے رنگ کی کار تھی جو کافی دیر سے اس کے پیچھے آ رہی تھی۔

وہ مسکرایا۔ دراصل وہ چاہتا بھی یہی تھا۔ اس نے مس شی پاچی سے جرائم کے متعلق بات اس لیئے کی تھی کہ وہ اگر ایکسٹو کی مطلوبہ لڑکی ہے تو اس کی شخصیت سے کھٹک جائے گی۔ اور پھر تعاقب ضرور ہوگا۔ اور اس کی سکیم کامیاب ہوگئی۔ اب اسے یقین ہوگیا کہ وہ اپنی تلاش میں کامیاب ہوگیا۔ اس نے اپنی کار ایک ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑ دی۔ کار روک کر جب وہ اس سے اتر رہا تھا تو اس نے وہ سیاہ رنگ کی کار بھی کمپاؤنڈ میں آتے دیکھی۔ وہ ہوٹل میں داخل ہوگیا۔ اور ایک میز پر بیٹھ کر اس نے ویٹر کو چائے کا آرڈر دیا۔ چائے پینے کے بعد وہ اٹھا۔ اور پھر گیلری میں لگے ہوئے پبلک ٹیلیفون بوتھ میں گھس گیا۔ اس نے سکہ ڈال کر ایکسٹو کا نمبر ملایا۔ دوسرے لمحے رابطہ قائم ہوگیا۔

"کیپٹن شکیل سپیکنگ سر"

"ایکسٹو"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

"سر میں مطلوبہ لڑکی کی تلاش کرنے میں کامیاب ہوگیا ہوں"۔۔۔۔۔۔ اور پھر اس نے تفصیل کے ساتھ تمام بات بتلا دی

"گڈ کیپٹن شکیل۔۔۔۔۔۔ تم نے اسے تلاش کرنے کا جو طریقہ اپنایا ہے وہ تمہاری ذہانت کا ثبوت ہے۔ اب تم واپس اپنے فلیٹ پر جا سکتے ہو"۔۔۔۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔

"تھینک یو سر"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

کافی رات گزر چکی تھی۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ یہ کالونی چونکہ بہت ہٹ کر بنی ہوئی تھی۔ اس لیے یہاں تو ویسے بھی سرشام ویرانی سی چھائی رہتی تھی کبھی کبھار اکا دکا کوئی کار گزر جاتی۔ تو لمحہ بھر کے لیے سکوت درہم برہم ہو جاتا۔ اسی کالونی کے آخری کونے پر ایک پرانی حویلی موجود تھی۔ عمارت بری طرح خستہ تھی۔ دیواروں پر کائی چڑھی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود عمارت چونکہ بڑی پرشکوہ اور عظیم الشان تھی۔ اس لیئے اب بھی دیکھنے والوں کو قدرے متاثر کر جاتی تھی۔ یہ عمارت مدت سے خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس کا موجودہ مالک ایک نوجوان سا شخص تھا۔ جو پچھلے بارہ سال سے غیر ممالک میں تھا۔ اس لیئے فی الحال یہ عمارت خالی

اور ویران تھی۔ اچانک دور سڑک پر کسی کار کی تیز لائٹیں نظر آئیں۔ اور پھر وہ لائٹیں تیزی سے بڑھتی چلی آئیں۔

اسی عمارت کے قریب آکر وہ لائٹیں یکدم بجھ گئیں۔ اب صرف ایک ہیولا سا نظر آرہا تھا۔ جو سڑک پر آہستہ آہستہ رینگ رہا تھا۔ یہ ایک لینڈ روور جیپ تھی۔ وہ آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی کوٹھی کے بائیں سائیڈ کی دیوار کے ساتھ رک گئی۔

چاروں طرف چونکہ گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس لیے قریب سے بھی جیپ کو محسوس نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جیپ رکتے ہی اس میں سے تین انسانی سائے بڑے محتاط انداز میں باہر نکلے۔ اور پھر وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے پھاٹک کے قریب آئے۔ اور دوسرے لمحے وہ باری باری پھاٹک کے اندر داخل ہو گئے۔ کمپاؤنڈ کی اونچی اونچی گھاس میں گذرتے ہوئے وہ تینوں برآمدے میں پہنچے اور مختلف کمروں سے گزرتے ہوئے کونے والے ایک چھوٹے سے کمرے کے قریب آکر رک گئے۔ ان میں سے ایک سائے نے آگے بڑھ کر کمرے کے بند دروازے کو آہستہ سے دھکیلا دروازہ ہلکا سا شور کرتا ہوا کھل گیا۔ پھر وہ تینوں کمرے میں داخل ہو گئے۔

پچھلے سائے نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔ پھر ان میں سے ایک سائے نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پنسل ٹارچ کا بٹن دبا دیا۔ کمرے میں روشنی کی ہلکی سی لکیر پیدا ہوئی۔ لکیر سامنے والی دیوار پر گھومتی رہی۔ اور پھر دیوار میں لگی ہوئی ایک چھوٹی سی کیل پر آکر رک گئی۔ دوسرے سائے نے آگے بڑھ کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے لائیٹر کو جلایا۔ اور پھر اس سے پیدا ہونے والے معمولی سے شعلے نے کیل کے سرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ تقریباً دس سیکنڈ تک وہ شعلہ کیل کو گھیرے رہا۔ اچانک ایک کھٹکا ہوا۔ اور کمرے کے کونے کا فرش ہٹ گیا۔ لائیٹر بجھا دیا گیا۔ اور پھر وہ تینوں سائے یکے بعد دیگرے اس زینے

سے نیچے اتر گئے۔

ان تینوں کے نیچے اترنے کے بعد فرش دوبارہ برابر ہو گیا۔ وہ تینوں سائے خاموشی سے سیڑھیاں اترنے لگے۔ سیڑھیاں کافی تھیں۔ پہلا سایہ جب آخری سیڑھی پر پہنچا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر بائیں طرف والی دیوار پر لگا ہوا ایک بٹن آن کر دیا۔ بٹن آن ہوتے ہی وہاں الیکٹرک کی تیز روشنی پھیل گئی۔ یہ تینوں سائے سیاہ چست لباس میں تھے اور تینوں نے منہ پر سیاہ نقاب اوڑھے ہوئے تھے۔ جہاں سیڑھیاں ختم ہوئی تھیں۔ اس کے سامنے ایک ٹھوس دیوار تھی۔ اس دیوار کی ایک سائیڈ پر لگی ہوئی ایک چھوٹی سی کیل پر دوبارہ لائیٹر کا شعلہ ڈالا گیا۔ دیوار درمیان میں سے علیحدہ ہو گئی۔

اب وہاں ایک چھوٹا سا دروازہ موجود تھا۔ وہ تینوں اس دروازے سے گزر گئے۔ ان کے گزرنے کے بعد دیوار دوبارہ پہلے والی حالت میں آگئی اور اس کے ساتھ ہی لائٹ بھی خود بخود بجھ گئی۔

دروازے کے دوسری طرف ایک لمبی سی گیلری تھی۔ جو مرکری ٹیوبوں سے پوری طرح روشن تھی۔ وہ تینوں تیزی سے گیلری میں چلے گئے۔ گیلری کے انتہائی کونے پر بائیں طرف ایک بہت بڑا لوہے کا مضبوط دروازہ تھا۔ جس کے باہر سرخ بلب جل رہا تھا۔ وہ تینوں اس دروازے کے سامنے جا کر رک گئے۔ آگے والے سائے نے منہ سے باریک سیٹی چند مخصوص وقفوں کے ساتھ بجائی۔ سرخ بلب جلنا بند ہو گیا۔ اور پھر دروازہ آہستہ آہستہ کھلنے لگا۔

وہ تینوں سر جھکائے دروازے میں داخل ہو گئے۔ ان کے اندر جاتے ہی دروازہ بند ہو گیا۔ کمرہ میں گہرا اندھیرا تھا۔ وہ تینوں دروازے کے ساتھ مؤدب کھڑے ہو گئے۔ پھر اچانک وہ روشنی میں نہا گئے۔ یہ روشنی چھت سے ایک

مخصوص زاویے میں صرف انہی پر پڑ رہی تھی ۔

باقی کمرے میں اندھیرا تھا ۔ گو روشنی کی وجہ سے اندھیرے میں کافی کمی آ گئی تھی ۔ لیکن پھر بھی انہیں سامنے کچھ نظر نہ آ رہا تھا ۔ کمرے کے انتہائی پچھلے کونے سے ایک غراہٹ سے بھرپور آواز آئی ۔

" کوڈ " ـــــ آواز گو نسوانی تھی ۔ لیکن یہ پائی جانے والی غراہٹ کچھ اس قسم کی تھی ۔ جیسے جنگلی بلی اپنے شکار پہ غرا رہی ہو ۔

" جاب ریڈمشن آف بی شی " ـــــ تینوں نقاب پوش بیک وقت بولے ۔

" اپنے نقاب اتارو " ـــــ وہی غراتی ہوئی آواز آئی ۔

پھر تینوں نے اس پھرتی سے نقاب اتارے ۔ جیسے انہیں ایک لمحے کیلئے بھی دیر ہو گئی تو نقاب کے ساتھ ساتھ ان کی کھال بھی جسم سے اتر جائے گی ۔

وہ تینوں غیر ملکی تھے ۔

" رپورٹ " ـــــ چند لمحے بعد بلی دوبارہ غرائی ۔

" قیصر نے نقشہ مہیا کر دیا ہے " ۔

" کہاں ہے " ۔

اور ایک نقاب پوش نے جیب سے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا ۔

" سکرین پر لگا دو " ۔

اور اسی نقاب پوش نے پیچھے مڑ کر دروازے کے بائیں سائیڈ پر شیشے کے بنے ہوئے ایک بڑے چوکھٹے کو اس کے کونے میں لگے ہوئے بٹن کو دبا کر کھولا ۔ اور وہ نقشہ چوکھٹے کے اندر رکھی ہوئی پنوں کی مدد سے وہاں جڑ دیا ۔

پھر چوکھٹا دوبارہ بند کر دیا ۔

جیسے ہی اس نے چوکھٹا بند کیا ۔ ایک ہلکا سا کھٹکا ہوا ۔ اور وہ چوکھٹا روشن ہو گیا ۔ اور اس میں لگے ہوئے کاغذ پہ بنا ہوا نقشہ پانچ گنا بڑا نظر آ رہا تھا ۔ نقشہ بڑا الجھا ہوا اور پیچیدہ تھا ۔ چند لمحے بعد چوکھٹا دوبارہ تاریک ہو گیا ۔

" کیا یہ نقشہ صحیح ہے " ـــــ وہی غراتی ہوئی آواز ابھری ۔

" یس مادام " ـــــ ایک نقاب پوش شاید باقی دو سے نمایاں پوزیشن رکھتا تھا ۔ بولا ۔

" تمہیں کیسے یقین ہے " ـــــ غراہٹ میں شدت آ گئی ۔

" مادام ہم نے اسے اس نقشے کے دس لاکھ روپے ادا کئے ہیں ۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس اس کے متعلق ایسا بلیک میلنگ اسٹف موجود ہے کہ وہ ہم سے کسی صورت میں فراڈ کا تصور بھی نہیں کر سکتا " ـــــ اسی لیڈر نے جواب دیا ۔ لیکن خوف کی وجہ سے اس کے جسم کی کپکپاہٹ صاف نمایاں تھی ۔

" ہوں " ـــــ غراہٹ میں قدرے کمی ہو گئی ۔

" کل رات دس بجے تم تینوں نے پوائنٹ نمبر ون پر تیار رہنا ہے " ـــــ مادام نے انہیں ہدایت کرتے ہوئے کہا ۔

" اوکے مادام ہم تیار رہیں گے " ـــــ نقاب پوش نے جواب دیا ۔

" مزید ہدایات تمہیں مل جائیں گی ـــــ تم جا سکتے ہو " ـــــ مادام نے جواب میں کہا ۔

" تھینک یو مادام " ـــــ تینوں نقاب پوشوں نے مودبانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا

اور پھر تینوں واپس دروازے کی طرف مڑے ۔ دروازہ آہستہ

بند ہو گیا۔ تینوں نقاب پوشوں نے کمرے سے باہر نکلتے ہی اطمینان کی طویل سانس لی۔ جیسے وہ موت کے منہ سے بچ کر نکل آئے ہوں۔ تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اور پھر وہ تینوں زیر لب مسکرا دیئے۔

گیلری کو طے کر کے وہ اس دیوار تک آ گئے۔ پھر انہوں نے وہاں لگی ہوئی کیل کو اسی طرح لائٹر سے گرم کیا۔ دیوار میں دروازہ بن گیا۔ دروازے سے گزر کر وہ سیڑھیوں پر سے ہوتے دوبارہ باہر والی ویران عمارت میں آئے۔ پھر چند لمحے بعد ان کی جیب دوبارہ سڑک پر رینگنے لگی۔ کافی دور آگے جا کر جیب کی لائٹیں جلا دی گئیں۔ اور پھر جیپ تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی سنسان سڑک پر دوڑنے لگی۔

"جس دن ہیڈ کوارٹر جانا ہو۔ میرا تو خوف کے مارے آدھا خون خشک ہو جاتا ہے" ——— ان میں سے ایک نے کہا۔

"ہاں وسیم دراصل مادام غلطی معاف کر دینے کی عادی نہیں اور پھر چھوٹی سی غلطی کی سزا موت کے علاوہ اور کچھ نہیں" ——— جیپ چلانے والے نقاب پوش نے کہا۔

"لیکن مادام کام کا معاوضہ اتنا شاندار دیتی ہے کہ تمام خوف ذہن سے نکل جاتا ہے" ——— تیسرے نقاب پوش نے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ باقی دو نے بھی اس کی تائید کی۔ اور پھر ان کی جیپ ایک چھوٹی سی کوٹھی کے کھلے ہوئے گیٹ میں مڑ گئی۔

مادام باشاشی ہوٹل کے اندر داخل ہوئی۔ اس کی نظریں چاروں طرف کسی خالی میز کو تلاش کر رہی تھی۔ دور کونے میں ایک میز خالی نظر آئی۔ وہ تیز تیز چلتی ہوئی اس میز کی طرف بڑھی۔ اس نے خالی کرسی گھسیٹی اور اس پر بیٹھ کر طویل سانس لی۔ ہوٹل میں آرکسٹرا ہلکے سروں میں مغربی موسیقی کی دھنیں بجا رہا تھا۔ ہال مترنم اور شیریں قہقہوں سے گونج رہا تھا۔ گلاس کھنک رہے تھے۔

نیم عریاں خوبصورت ویٹرس تتلیوں کی طرح ادھر ادھر گھوم رہی تھیں۔ ہال کی سجاوٹ انتہائی قیمتی ڈیکوریشن پیپیز سے کی گئی تھی۔

یہ ملک کے مشہور مالابار ہوٹل کا ہال تھا۔ باشاشی کے بیٹھتے ہی ایک خوبصورت ویٹر اس کی طرف لپکی۔

"شیری ون پیگ" ——— باشاشی نے قدرے مسکراتے ہوئے انتہائی خوشدلی سے کہا۔

"یس مادام" ——— ویٹرس نے مؤدبانہ طور پر ہلکا سا خم دیا۔ اور پھر واپس مڑ گئی۔

باشاشی اب چاروں طرف بیٹھی نظریں گھما رہی تھی۔ سارے ہال میں صرف وہی اکیلی ایک میز کے گرد بیٹھی تھی۔ ورنہ کسی بھی میز پر جوڑے سے کم نہ تھا۔ ابھی ویٹرس

رک گئے ہوئے چند منٹ ہی ہوئے تھے کہ ہال کے دروازے پر ایک پروقار اور وجیہ شخصیت کا حامل خوبصورت نوجوان بے داغ سفید شارک سکن کے سوٹ میں ملبوس نظر آیا۔ ہال میں بیٹھی ہوئی تقریباً تمام عورتوں کی نظریں بے ساختہ اس نوجوان پر گڑ گئیں۔

باساشی بھی دلچسپی سے اسے دیکھنے لگی۔ اس کا رخ باساشی کی میز کی طرف تھا۔ جانے کیوں باساشی کا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ وہ اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر فخر محسوس کرنے لگی۔

وہ نوجوان باساشی کے قریب آکر رک گیا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں" ـــــ نوجوان نے انتہائی مہذب انداز میں پوچھا۔

"شوق سے تشریف رکھیے" ـــــ باساشی نے اسے اجازت دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے فاروق کہتے ہیں" ـــــ نوجوان نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام شیکائی ہے" ـــــ باساشی نے اسے اپنا فرضی نام بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ غالباً جاپانی ہیں" ـــــ نوجوان نے پوچھا۔

"جی میں جاپانی ہوں۔ اور آپ کے ملک پچھلے ہفتے سیر و سیاحت کے لئے آئی تھی" ـــــ باساشی نے اسے تفصیل سے بتلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کیا پئیں گے" ـــــ اچانک باساشی نے پوچھا۔

کیونکہ ویٹرس نے اس وقت اس کے سامنے شیری کا گلاس لاکر رکھا تھا

"صرف ایک گلاس لائم جوس" ـــــ فاروق نے قدرے بے تکلفی سے

کہا اور ویٹرس آرڈر لیکر واپس چلی گئی۔

"آپ کا کیا شغل ہے" ـــــ باساشی نے پوچھا۔

"والد نواب ہیں میرا مشغلہ آوارہ گردی ہے" ـــــ فاروق نے قدرے شوخ مسکراہٹ سے کہا۔

باساشی ہنس پڑی۔

ویٹرس نے لائم جوس کا گلاس لاکر فاروق کے سامنے رکھ دیا۔ فاروق نے گلاس اٹھایا۔ ایک لمحے کے لئے بغور باساشی کی طرف دیکھا۔ اور پھر گلاس واپس میز پر رکھ دیا۔

باساشی جو خود بھی اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ حیرت سے بولی۔

"کیوں کیا ہوا ہے"

"کچھ نہیں ایک خیال آگیا ہے" ـــــ فاروق نے دوبارہ گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ مجھے نہیں بتلائیں گے" ـــــ باساشی مکمل طور پر بے تکلفی پر اتر آئی۔

"کوئی خاص بات نہیں۔ میرا ایک پیارا دوست ہے علی عمران اس نے مجھے یہاں ملنے کا وقت دیا تھا۔ مجھے اس کا خیال آگیا کہ اب تک کیوں نہیں آیا" ـــــ فاروق نے اسے بغور دیکھتے ہوئے تفصیل سے بتلایا۔

اور باساشی نے مطمئن انداز میں سانس لی۔ لیکن فاروق سے عمران کے نام پر اس کی خوبصورت آنکھوں میں آنے والی چمک نہ چھپ سکی۔

"عمران اگر آیا تو میں آپ کا تعارف اس سے کراؤں گا۔ جو شخص ایک دفعہ عمران سے مل لے وہ یا تو ہمیشہ کے لئے اس سے نفرت کرنے لگے گا۔

یا شدت سے محبت" ———— فاروق نے کہا۔

"کیا آپ شادی شدہ ہیں؟" ———— باساشی نے اچانک موضوع تبدیل کر دیا۔

"نہیں" ———— فاروق نے حیرت سے کہا۔
لیکن آپ کو اس کا خیال کیسے آ گیا۔

"ویسے ہی پوچھ لیا تھا" ———— اس نے لاپرواہی سے کہا۔

"مجھے اجازت دیجئے" ———— فاروق نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ تو اپنے ———— دوست کا انتظار کر رہے تھے" ———— باساشی نے حیرت سے پوچھا۔

وہ اب نہیں آئے گا۔ دیئے ہوئے وقت سے اگر پانچ منٹ بعد تک نہ آئے تو سمجھ لینا۔ پھر وہ نہیں آئیگا۔

فاروق نے عمران کی ایک عادت اسے بتلاتے ہوئے کہا۔

"بڑے عجیب ہیں آپ کے وہ دوست" ———— باساشی کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

اوکے فاروق نے کہا اور واپس جانے کے لیئے مڑ گیا۔

باساشی نے اس کے جاتے ہی اپنا پرس کھولا۔ اس میں سے لپ سٹک نکالی اور پرس میں لگے ہوئے چھوٹے سے آئینے میں میک اپ ٹھیک کرنے لگی۔

جیسے ہی اس نے ہونٹوں کو لپ سٹک لگائی۔ ہال کے ایک کونے میں بیٹھا ہوا ایک غیر ملکی قوی الجثہ نوجوان اُٹھ کر ہال سے باہر چلا گیا۔ باساشی نے بھی پھرتی سے پرس بند کیا۔ اور ایک نوٹ میز پر رکھ کر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی ہال سے باہر چلی گئی۔

وہ جیسے ہی باہر نکلی تو اس نے ایک سیاہ رنگ کی چھوٹی سی کار کو گیٹ سے باہر نکلتے دیکھا۔ اور پھر دوسرے لمحے اس کی ہلکے نیلے رنگ کی لمبی ڈاج کار ہوٹل سے نکل کر سڑک پر تیزی سے پھسلنے لگی۔

اس کا رخ اسی طرف تھا۔ جس طرف وہ سیاہ رنگ کی کار گئی تھی۔ آگے جیسے وہی سیاہ رنگ کی کار ایک موڑ مڑتی ہوئی نظر آئی۔ اور پھر وہ اس کار کے پیچھے لگی رہی۔ پھر سیاہ رنگ کی کار ساحل سمندر کی طرف جانیوالی سڑک پر مڑ گئی۔ یہاں سے ساحل سمندر تک کا علاقہ سنسان رہتا ہے۔

اب آگے پیچھے تین گاڑیاں سڑک پر دوڑ رہی تھیں۔ پہلے ایک سفید رنگ کی کار تھی۔ اس کے پیچھے سیاہ رنگ کی چھوٹی سی کار تھی۔ اور سب کے پیچھے باساشی کی ہلکے نیلے رنگ کی ڈاج تھی۔

تینوں کاریں کافی تیز رفتاری سے بھاگ رہی تھیں۔

اچانک سیاہ رنگ کی کار سے ایک شعلہ باہر نکلا اور پھر آگے جانے والی ٹیوٹا سڑک پر بری طرح لڑکھڑانے لگی۔

اس کا پچھلا ٹائر برسٹ ہو گیا تھا۔ فائر یقیناً سائیلنسر لگی رائفل سے کیا گیا تھا جیسے ہی ٹائر کا دھماکہ ہوا۔ باساشی نے اپنی کار وہیں روک دی۔

ٹیوٹا رک گئی۔ اور اس کے پیچھے ہی وہ سیاہ رنگ کی کار بھی رک گئی۔ ٹیوٹا سے وہی خوبصورت نوجوان فاروق نیچے اترا۔ اور پھر وہ حیرت سے پچھلے ٹائر کو دیکھنے لگا۔

اتنے میں پچھلی کار سے تین غیر ملکی نیچے اتر آئے۔ وہ تیزی سے دیل پر جھکے ہوئے فاروق کی طرف بڑھے۔

فاروق سر اٹھا کر انہیں دیکھنے لگا۔

"چپ چاپ ہماری کار میں چل کر بیٹھ جاؤ" ـــــ ایک غیر ملکی نے اپنی جیب
سے ریوالور نکال کر اس کی پشت سے لگا دیا۔
"کیا مطلب ـــــ آپ کون لوگ ہیں" ـــــ فاروق نے حیرت سے
انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔
"خاموشی سے کار میں بیٹھ جاؤ۔ ورنہ ڈھیر کر دوں گا" ـــــ غیر ملکی کی آواز
میں غراہٹ شدید ہو گئی۔
فاروق نے ایک لمحے تک چاروں طرف دیکھا۔ اسے دور ایک ہلکے نیلے رنگ
کی ڈاج بھی سڑک کے کنارے کھڑی نظر آئی۔ پھر اس نے کندھے جھٹکے اور
ان کے ساتھ چل پڑا۔
وہ خاموشی سے جا کر ان کی کار میں بیٹھ گیا۔
"لیکن میری کار" ـــــ فاروق نے قدرے تذبذب سے کہا۔
"فکر نہ کرو وہ بھی پہنچ جائے گی" ـــــ پھر اسی غیر ملکی نے اسے مخاطب ہو
کر کہا۔
"نمبر فور ان صاحب کی کار کا دیل تبدیل کر کے کار لے آؤ۔"
"بہتر" ـــــ دوسرے غیر ملکی نے آہستہ سے کہا۔ اور پھر وہ فاروق کی کار
کی طرف بڑھ گیا۔
ان کی سیاہ کار سٹارٹ ہوتی ہوئی واپس مڑی اور تیزی سے چلنے لگی۔
وہ جب نیلے رنگ کی ڈاج کے قریب سے گزری تو فاروق نے دیکھا کہ اس
کی ڈرائیونگ سیٹ پر وہی لڑکی بیٹھی تھی۔ جو اسے ہوٹل میں ملی تھی۔
کار ڈاج کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔ پھر وہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے
ایک کالونی میں بنی ہوئی چھوٹی سی مگر خوبصورت کوٹھی کے گیٹ میں داخل

ہو گئی۔
فاروق کو ریوالور کے بل پر نیچے اتارا گیا۔ پھر اسے ایک کمرے میں لے جایا گیا۔
جو شاید اس کوٹھی کا ڈرائنگ روم تھا۔ ایک غیر ملکی ریوالور لے کر سامنے والے
صوفے پر بیٹھ گیا۔ دوسرا اس کی پشت پر کھڑا ہو گیا۔ اسکے ہاتھ میں بھی ریوالور تھا۔
"آپ لوگ مجھے یہاں کیوں لے آئے ہیں" ـــــ فاروق نے ایک بار پھر
سوال کیا۔
"خاموش بیٹھے رہو۔ ابھی تمہیں سب سوالات کا جواب مل جائے گا" ـــــ
غیر ملکی نے سرد آواز میں کہا۔
اور فاروق نے پھر کوئی سوال نہیں کیا۔ لیکن اب بھی اس کی آنکھوں سے حیرت
جھلکتی صاف نظر آ رہی تھی۔
تقریباً پانچ منٹ کے بعد دروازے کا پردہ اٹھا اور پھر باساشی اندر داخل
ہوئی۔ فاروق وہاں اسے دیکھ کر چونک پڑا۔
باساشی کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر صوفے پر بیٹھا ہوا غیر ملکی کھڑا ہو گیا۔
باساشی بڑے پُر وقار طریقے سے چلتی ہوئی فاروق کے سامنے والے صوفے
پر بیٹھ گئی۔
فاروق اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔
"مسٹر فاروق آپ حیران تو ہوں گے کہ آپ کو زبردستی یہاں کیوں لایا گیا
ہے" ـــــ باساشی نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔
"جی ہاں آپ نے صحیح سوچا۔ مجھے خاص طور پر آپ کو یہاں دیکھ کر شدید
حیرت ہوئی ہے" ـــــ فاروق نے سنجیدگی سے کہا۔
"آپ پہلے اپنے متعلق تفصیل سے بتلائیے کہ آپ کون ہیں۔ اور خصوصاً

یہ کہ آپ کا عمران سے کیا تعلق ہے" ——— باساشی نے کہا۔

" اپنے متعلق تو میں آپ کو پہلے ہی ہوٹل میں بتا چکا ہوں اور باقی رہا عمران تو میں نے جیسا کہ آپ کو بتایا تھا۔ کہ وہ میرا دوست ہے۔

اب آپ اور کیا پوچھنا چاہتی ہیں" ——— فاروق نے کہا۔

" آپ نے میرے سامنے جان بوجھ کر عمران کا نام کیوں لیا تھا" ——— باساشی نے سنجیدگی سے کہا۔

" تو کیا آپ کے سامنے عمران کا نام لینا بھی جرم ہے" ——— فاروق نے دریافت کیا۔

"عمران آجکل کہاں ہے۔ آپ کو اس کی رہائش کا علم ہوگا۔ اس کا پتہ بتاؤ" ——— باساشی نے اس کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

" لیکن آپ کو عمران سے کیا کہنا ہے" ——— فاروق نے بھی اس کا طریقہ اپناتے ہوئے پوچھا۔

" جو میں پوچھ رہی ہوں۔ اس کا جواب دو" ——— باساشی کے لہجے میں تیزی آگئی۔

" اگر میں جواب نہ دینا چاہوں تو" ——— فاروق نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہیں جواب دینے پر مجبور بھی کیا جا سکتا ہے" ——— باساشی نے طنزیہ مسکراہٹ سے کہا۔

نمبر فائیو! ——— باساشی نے اپنے پاس کھڑے ہوئے غیر ملکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس مادام" ——— نمبر فائیو نے قدرے جھکتے ہوئے کہا۔

فاروق صاحب کو پہلے رسیوں سے کس دو پھر انہیں جواب دینے پر مجبور کرو" ——— باساشی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

نمبر فائیو آگے بڑھا وہ صوفے کی پشت کی طرف آیا۔ صوفے کی پشت پر کھڑا ہوا ریوالور بردار غیر ملکی سامنے آ گیا۔

نمبر فائیو نے جیب سے نائیلون کی رسی نکالی۔ اور پھر فاروق کو صوفے سے اچھی طرح کس دیا۔ فاروق نے قدرے مزاحمت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ریوالور کو سامنے دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ فاروق کو باندھ کر اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی مشین نکال کر واپس فاروق کی طرف بڑھا۔ باساشی اس تمام عمل کو خاموشی سے دیکھ رہی تھی مشین کے اوپر نیچے دو فولادی پیچ لگے ہوئے تھے۔

نمبر فائیو نے فاروق کے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی ان دو پیچوں کے درمیان پھنسا کر ہینڈل کو گھمانا شروع کر دیا۔ پیچوں سے اس کی انگلی کسنی شروع ہوئی۔ انگلی پر دباؤ بڑھتا چلا گیا۔ فاروق کا چہرہ اسی طرح سپاٹ رہا۔ صرف آنکھوں میں قدرے بےچینی کے آثار نمایاں تھے۔ نمبر فائیو نے ہینڈل اور تیزی سے گھما دیا۔

فاروق نے تکلیف کی شدت کی بنا پر ہونٹ بھینچ لیے۔

" بتاؤ اس وقت عمران کہاں ہے" ——— باساشی نے فاروق کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" اصطبل میں بیٹھا جگالی کر رہا ہوگا" ——— فاروق نے تکلیف کی شدت پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

" سیدھی طرح بتاؤ ورنہ کھال ادھیڑ دوں گی" ——— باساشی غصے سے چیخی۔

" کیا تم قصائی خاندان سے تعلق رکھتی ہو" ——— فاروق نے اسی لہجے میں کہا۔

"اسے گولی مار دو" ــــــ باساشی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"پھر تو میں عمران کا پتہ بتلا دوں گا۔ لیکن پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں عمران سے کیا کام ہے" ــــــ فاروق نے کہا۔

"میں عمران سے ملنا چاہتی ہوں" ــــــ باساشی نے نرم لہجے میں کہا۔

"تم نے پہلے کہا ہوتا۔ میں نہ صرف پتہ ہی بتلا دیتا۔ بلکہ تمہیں عمران سے بھی ملوا دیتا" ــــــ فاروق نے لاپرواہی سے کہا۔

باساشی نے نمبر فائیو کو اشارہ کیا۔ اس نے ہینڈل گھما کر پیچ ڈھیلے کر دیئے اور پھر اس نے انگلی سے مشین علیحدہ کی اور مؤدبانہ طور پر کھڑا ہو گیا۔

"پتہ بتاؤ" ــــــ باساشی نے پوچھا۔

"پتہ پوچھنے کی بجائے تم میرے ساتھ چلو میں تمہیں ملوا دیتا ہوں" ــــــ فاروق نے اپنی انگلی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو بری طرح کچلی گئی تھی۔

"نہیں تم پتہ بتلاؤ ــــــ میں اس سے خود مل لوں گی" ــــــ باساشی کے چہرے پر دوبارہ سختی آ گئی۔

اور پھر فاروق نے عمران کے فلیٹ کا پتہ بتلا دیا۔

"نہیں اس کا موجودہ پتہ بتلاؤ" ــــــ باساشی نے کہا۔

"موجودہ کا کیا مطلب وہ وہیں رہتا ہے" ــــــ فاروق نے حیرت سے کہا

"اس کا فلیٹ تباہ ہو چکا ہے۔ اب وہ اس کے بعد سے روپوش ہے" ــــــ باساشی نے اسے بتلایا۔

"حیرت ہے مجھے اس نے اس سلسلے میں کچھ نہیں بتایا" ــــــ فاروق واقعی حیرت زدہ تھا۔

باساشی خاموشی سے دیکھتی رہی۔

اچانک فاروق نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیا تم نے ہی اس کا فلیٹ تباہ کروایا تھا۔

"تم نے کیسے اندازہ لگایا" ــــــ باساشی نے پوچھا۔

"جب تم صرف اس کا پتہ معلوم کرنے کے لیے مجھے زبردستی اغوا کرا کر اذیت پہنچا سکتی ہو۔ تو تم اس کا فلیٹ بھی تباہ کرا سکتی ہو۔ لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ تمہیں اس سے کیا دشمنی ہو گئی ہے۔

"بکواس بند کر دو" ــــــ باساشی اچانک کھڑی ہو گئی۔ اور پھر اس نے نمبر فائیو کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

"نمبر فائیو تم اس کو لے جا کر تہہ خانے میں ڈال دو۔ میں بعد میں اس کے متعلق قطعی فیصلہ کروں گی۔

"اوکے مادام" ــــــ نمبر فائیو نے کہا۔

باساشی ڈرائنگ روم سے باہر نکل گئی۔

نمبر فائیو نے اس کے ہاتھوں کی رسیاں کھولیں اور پھر ریوالور کے زور سے اسے لے جا کر ایک تہہ خانے میں بند کر دیا۔ پھر جیسے ہی تہہ خانے کا دروازہ بند ہوا۔ فاروق نے جیب سے ایک چھوٹا سا سنہرے رنگ کا لائیٹر نکالا اور پھر چند لمحے وہ اس لائیٹر کے ساتھ منہ لگائے بول رہا تھا۔

"ہیلو ایکس ٹو سپیکنگ"

"یس سر صفدر اٹنڈنگ" ــــــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز آئی۔

"صفدر آج رات کو دس بجے شہزاد کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۲۳ میں تم نے داخل ہونا ہے۔ وہاں عمران میک اپ میں موجود تھے۔ اس وقت اسے ایک تہہ خانے میں بند کر دیا گیا ہے۔ تم کوٹھی میں داخل ہونے سے پہلے ٹرانسمیٹر پر عمران سے

زیرو ون فریکوینسی پر رابطہ قائم کر لینا ۔ وہ تمہیں ہدایات دے دے گا"
ایکسٹو نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہت بہتر سر میں ایسا ہی کروں گا" ـــــــ صفدر نے مؤدبانہ آواز میں کہا
"اوور اینڈ آل" ـــــــ عمران جو فاروق کے میک اپ میں تھا۔ کہا اور پھر
اس نے لائیٹر بند کر کے جیب میں ڈال لیا ۔ اور اطمینان کی سانس لے کر دیوار سے ٹیک
لگا کر آنکھیں بند کر لیں ۔ چند لمحے بعد وہ پورے زور شور سے خراٹے لے رہا تھا ۔

رات کے بارہ بجے تھے ۔ شہر سے تقریباً دس میل دور ایک ٹینکے بنانے والی
عظیم الشان فیکٹری کی طرف جانے والی سڑک پر ایک جیپ آہستہ آہستہ رینگ
رہی تھی ۔

اس کی ہیڈ لائٹس بجھی ہوئی تھیں ۔ فیکٹری سے ایک میل دور جیپ کو ایک گھنے
درخت کے نیچے روک دیا گیا ۔ اس جیپ میں سے چار نقاب پوش باہر نکلے ان
چاروں نے سیاہ رنگ کے چست لباس پہن رکھے تھے ۔ ان میں سے ایک اپنے جسم
کی ساخت کے لحاظ سے صاف عورت معلوم ہو رہی تھی ۔
اور صرف وہی خالی ہاتھ تھی ۔
باقی تینوں نے ہاتھوں میں چھوٹے چھوٹے بیگ اٹھائے ہوئے تھے ۔ وہ

خاموشی سے کھیتوں میں سے ہوتے ہوئے فیکٹری کی طرف جا رہے تھے ۔ آگے
آگے وہی عورت تھی ۔ فیکٹری کی دیوار سے ایک فرلانگ دور وہ چاروں رک گئے ۔
"نمبر الیون تم پہلے جا کر پہلے مرحلے کا انتظام کرو" ۔ عورت نے ایک نقاب پوش
سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا ۔
"یس مادام" ـــــــ ان میں سے ایک سائے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا
وہ ہاتھ میں بیگ پکڑے آہستہ آہستہ دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔
دیوار پر چار چار گز کے فاصلے پر بڑے بڑے بلب لگے ہوئے تھے ۔ وہ نقاب
پوش دیوار کے قریب جا کر زمین پر لیٹ گیا ۔ اور پھر زمین پر رینگتا ہوا دیوار کے قریب
پہنچا ۔ اس نے اٹھنے سے پہلے بغور چاروں طرف دیکھا ۔ اسے دور ایک پہرے دار
کی پرچھائیں ۔ اپنی طرف آتی دکھائی دی ۔ پہرے دار کے کندھے پر رائفل موجود تھی ۔
نمبر الیون دیوار کے ساتھ ہو گیا ۔ پہرے دار قریب آتا گیا ۔ نمبر الیون کا دل
زور زور سے دھڑکنے لگا ۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا ۔ جیسے موت قدم بہ قدم اس کے
قریب آتی جا رہی ہے ۔ کیونکہ اسے علم تھا کہ اگر پہریدار کی نظر میں آ گیا ۔ تو وہ بے دریغ
گولی چلا دے گا ۔ اور اگر اس کی آمد کی وجہ سے کام نہ ہو سکا ۔ تو مادام ملک عدم کا
راستہ دکھائے گی ۔ دیوار کے نیچے روشنی تھی ۔ اس لیے وہ بآسانی پہرے دار کو نظر
آ سکتا تھا ۔
اس کا سیاہ لباس روشنی میں چمک رہا تھا ۔ لیکن سنجلنے اس کی قسمت اچھی تھی
پہرے دار کی ـــــــ نظر اس پر نہ پڑی ۔ اور وہ اس سے کافی دور سے
واپس مڑ گیا ۔ اس کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے
ہوئے بیگ سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا ۔ جو الیکٹرک ٹیسٹر جیسی ساخت رکھتا تھا ۔
اس نے اس کی پشت پر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبایا ۔ اور پھر اس آلے

کو دیوار کے ساتھ ٹچ کیا۔ تو ایک جھماکا ہوا۔ دوسرے لمحے تمام علاقہ کی بجلی غائب ہو گئی۔ بجلی کے غائب ہوتے ہی اس نے پھرتی سے آلہ واپس بیگ میں رکھا۔ اور بیگ سے نائیلون کی بنی ہوئی باریک لیکن مضبوط سیڑھی نکالی۔ جس کے آگے لنگر نما لوہے کا انکڑہ لگا ہوا تھا۔ اس نے وہ آنکڑہ گھما کر دیوار کے اوپر پھینکا۔ آنکڑہ دیوار کے اوپر لگی ہوئی خاردار تاروں میں پھنس گیا۔ اس نے سیڑھی کو کھینچ کر اس کی مضبوطی کا اندازہ کیا۔ اسی لمحے جھکے جھکے لیکن بھاگتے ہوئے باقی تینوں نقاب پوش بھی اس کے قریب پہنچ گئے۔

"سیڑھی لگا دی"۔۔۔۔ اسی عورت کی غراہٹ آمیز آواز نکلی۔

"یس مادام"۔۔۔۔ نمبر الیون نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحہ وہ عورت سب سے پہلے اس سیڑھی پر چڑھتی چلی گئی۔

چند لمحے بعد وہ خاردار تاروں کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے جیب سے ایک کٹر نکالا۔ اور پھر ہلکی سی کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی باری باری اوپر نیچے لگی ہوئی تینوں خاردار تاریں کٹتی چلی گئیں۔

خاردار تاریں کٹتے ہی اس نے انکڑہ ان میں سے نکال کر دیوار کے سرے کے ساتھ اٹکا دیا۔ اس تمام کام میں چند لمحے گزرے۔ وہ دیوار کے دوسری طرف لٹک گئی۔ اور پھر اس نے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا وہ نیچے زمین پر جا گری۔

بجلی کے غائب ہوتے ہی پہرہ داروں کی سیٹیوں کی آوازوں سے فضا گونج اٹھی۔

لیکن وہ ان سیٹیوں سے بے پرواہ اپنے کام میں لگے ہوئے تھے۔ اسی طرح باری باری سب دیوار کے دوسری طرف اتر گئے۔ آخری آدمی نے دیوار پر

چڑھ کر سیڑھی دوسری طرف لٹکا دی۔ اور پھر بیگ سے ایک اور چھوٹا سا آلہ نکال کر تاروں کے سرے جوڑنے لگا۔

وہ آلے میں تاروں کے دونوں سرے ڈال کر اسے مخصوص انداز میں گھماتا کہ تار خود بخود ایک دوسرے کے ساتھ پیچ کھا کر جڑ جاتے۔ اس طرح اس نے تینوں تاروں کو جوڑ دیا۔ اب دور سے محسوس بھی نہیں ہوتا تھا۔ کہ یہ تاریں کبھی کاٹی بھی گئی ہیں۔ پھر اس نے سیڑھی اتاری اور لپیٹ کر بیگ میں رکھی۔ اور ان تینوں کے پیچھے چل دیا۔ تینوں زمین پر تیزی سے رینگتے ہوئے سامنے والی عمارت کی طرف جا رہے تھے۔ عمارت لمحہ بہ لمحہ قریب آتی جا رہی تھی۔ لیکن سب سے آگے جانے والی عورت رینگتے رینگتے اچانک رک گئی۔ اس کے پیچھے آنے والے نقاب پوش بھی رک گئے۔

"نمبر فور گٹر کا ڈھکنا اٹھاؤ"۔۔۔۔ مادام نے ہلکی سی غراہٹ سے کہا۔ جس میں قدرے بے چینی اور اضطراب کی آمیزش بھی تھی۔

نمبر فور نے نیچے زمین ٹٹولی اور پھر اس کے ہاتھ ڈھکنے کے دونوں سروں پر جمے ہوئے ہکوں میں آ گئے۔ اس نے ایک ہلکا سا جھٹکا دیا۔ گٹر کا ڈھکنا علیحدہ ہو گیا۔

اور پھر وہ عورت سب سے پہلے اس کے اندر داخل ہوئی۔ گٹر کے اندر دیوار کے ساتھ لوہے کی سیڑھیاں تھیں۔ تینوں تیزی سے سیڑھیاں اترتے چلے گئے آخری آدمی نے جیسے ہی سیڑھیوں پر قدم رکھا۔ اچانک بجلی سے سارا علاقہ دوبارہ جگمگا اٹھا۔ اس نے پھرتی سے ڈھکنا گھسیٹ کر گٹر کے دہانے پر رکھ دیا اگر بجلی ایک لمحہ پہلے آ جاتی۔ تو شاید وہ کسی پہرے دار کی نظروں پر چڑھ جاتا لیکن چونکہ بجلی آنے کے ایک لمحے بعد تک آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اس لئے اسے

کوئی نہ دیکھ سکا۔ اور وہ نیچے نالی میں آگئے۔ لیکن اس نالی میں پانی نہیں تھا۔ زمین خشک تھی۔ اس عورت نے جیب سے ایک پتلی سی ٹارچ نکالی۔ اور پھر اس کی باریک تیز شعاع کی راہنمائی میں وہ سب چلتے رہے۔ تقریباً چار سو گز دور جاکر وہ چاروں رک گئے۔

مادام نے جیب سے ایک کاغذ نکالا۔ اور اس پر ٹارچ کی روشنی ڈالی۔ اور پھر کہا۔

"ہم صحیح جگہ پہنچ گئے ہیں۔"

"یس مادام" ——— ایک نقاب پوش نے مودبانہ انداز میں کہا۔

"مشن نمبر دو" ——— مادام نے کہا۔

اور نمبر الیون نے بیگ سے ایک چھوٹا سا برما نکال کر اونچا کیا۔ اور چھت میں وہ تیزی سے پیوست کر دیا۔ برما سوراخ کرنے لگا۔ چھوٹا سا سوراخ کرنے کے بعد اس نے بیگ سے چھوٹی سی مشین نکالی۔ اور اس میں سے ایک پتلی سی راڈ کھینچ کر اس کا سرا اس سوراخ میں داخل کر دیا۔ پھر اس نے مشین کا بٹن دبایا۔ اور وہ راڈ تیزی سے چکر کھا کر اوپر جانے لگا۔

چند لمحے بعد راڈ نے چکر کھانا بند کر دیا۔ اب اس نے دوسرا بٹن دبا دیا۔ مشین میں روشنی ہوگئی۔ مادام نے آگے بڑھ کر مشین کے ایک سوراخ میں آنکھ لگا دی۔

مشین میں اوپر کا منظر صاف نظر آرہا تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جو تمام خالی تھا۔ البتہ ایک کونے میں ایک قدآدم فولادی سیف رکھا ہوا تھا۔ مادام نے اس سیف کو دیکھ کر آنکھ ہٹائی اور مشین پکڑے ہوئے نقاب پوش سے کہا۔

"ٹھیک یہی کمرہ ہے۔"

"اوکے مادام" ——— نقاب پوش نے کہا اور پھر مشین کا ایک اور بٹن دبا دیا۔ ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا۔ اور جہاں راڈ تھا۔ اس کے ارد گرد کافی چوڑا سوراخ سا ہو گیا۔

نقاب پوش نے مشین بند کی۔ اس کا راڈ کھینچ کر واپس مشین میں بند کر دیا۔ اور پھر وہ جھک کر کھڑا ہو گیا۔

مادام اچھل کر اس کے کندھے پر چڑھ گئی۔ اور اس نے سوراخ کے کنگروں میں ہاتھ ڈال کر جمناسٹک کرنے والوں کی طرح ہاتھوں کو ایک ہلکا سا جھٹکا دیا۔ اور دوسرے لمحے سوراخ سے ہوتی ہوئی کمرے میں پہنچ گئی۔ اس طرح سے نقاب پوش بھی چڑھے اور بعد پھر نیچے والے کو بھی اوپر کھینچ لیا۔

اب وہ چاروں اس کمرے میں تھے۔ مادام نے ٹارچ جلائی۔ اور پھر وہ سیف کی طرف بڑھنے لگی۔ سیف انتہائی مضبوط فولاد سے تیار کیا گیا تھا۔ اور سب سے حیرت کی بات یہ تھی۔ کہ سامنے کے رخ پر اس پر نہ تو ہینڈل لگے ہوئے تھے۔ اور نہ ہی چابی کا کوئی سوراخ نظر آ رہا تھا۔ اس کے درمیان میں بنی ہوئی لکیر سے نظر آ رہا تھا۔ کہ یہ سیف کا سامنے کا رخ ہے۔

"نمبر سیون اسے کھولو" ——— مادام نے غراتے ہوئے کہا۔

اور ایک نقاب پوش پھرتی سے سیف کی طرف بڑھا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ زمین پر رکھ کر اس دفعہ بغور سیف کا معائنہ کیا۔

"جلدی کرو" ——— مادام کے لہجے کی غراہٹ شدت اختیار کر گئی۔

نمبر سیون نے پھرتی سے بیگ کھولا۔ اس میں سے ایک چھوٹا سا اوزار نکالا جس کا سرا چپٹا۔ لیکن انتہائی تیز تھا۔ اس نے وہ سرا سیف کے درمیان میں بنی ہوئی لکیر کے عین درمیان میں رکھ دیا۔ پھر اس نے آلے کو اچھی طرح دبا دیا۔

آلے کا سرا تھوڑا سا لکیر کے اندر چلا گیا۔ جو دراصل معمولی سا خلا تھا۔ اس نے بیگ سے ایک پمپ سا نکالا۔ اور جس میں سُرخ رنگ کا ایک سیال بھرا ہوا تھا۔ پمپ کا سرا نوک دار تھا۔ اس نے اس نوک کو پہلے والے آلے کی پشت پر رکھ دیا۔ یہاں ایک معمولی سا سوراخ تھا۔

اب اس نے ایک ہاتھ سے پمپ دبانا شروع کر دیا۔ رقیق سیال پہلے والے آلے سے ہوتا ہوا سیف میں جانے لگا۔ کیونکہ چلتی نوک والے آلے کے سرے میں ایک باریک سا سوراخ تھا۔

چند لمحے تک وہ پمپ کرتا رہا۔ پھر اس نے دونوں آلے نکال کر واپس بیگ میں رکھ لئے اور پھر بیگ اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔

"مادام ایک منٹ بعد یہ خود بخود کھل جائے گا" ——— نمبر سیون نے کہا۔

اور پھر وہی ہوا۔ ایک منٹ بعد سیف کے دونوں پٹ اپنے آپ یوں کھل گئے جیسے اندر سے انہیں کسی نے دھکیلا ہو۔ دراصل یہ سیال مخصوص کیمیکلز سے تیار کیا گیا تھا۔ جس بند جگہ پر اسے آزاد چھوڑ دیا جائے۔ وہاں ہوا کا دباؤ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور پھر یہ دباؤ اتنا بڑھتا ہے کہ جس رُخ پر اس کو معمولی سا خلا بھی ملے۔ اسی رُخ پر اس کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ اور نتیجتاً اس رُخ پر اگر فولاد کی ٹھوس چادر بھی ہو۔ تو وہ ٹوٹ پھوٹ جاتی ہے۔ سیف میں چونکہ مخصوص تالا تھا۔ اس لیے وہ دباؤ برداشت نہ کرتے ہوئے ٹوٹ گیا۔ اور پھر ہوا کے دباؤ سے دونوں پٹ کھل گئے۔ اس کیمیکل میں ایک خاص بات یہ تھی کہ اگر اسے شیشے کے کسی برتن میں ڈال دیا جائے۔ تو پھر اس کا ردِ عمل کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یہی وجہ تھی کہ پمپ جو شیشے کا بنا ہوا تھا۔ اسے یہ کیمیکل توڑ نہ سکا۔

سیف کے دونوں پٹ جیسے ہی کھلے۔ سُرخ رنگ کا ہلکا سا دھواں باہر نکلا۔

ایک منٹ بعد سیف خالی تھا۔ اس سیف میں کوئی خانہ نہ تھا۔ مادام اس کے اندر داخل ہو گئی۔ اس نے ایک لمحے کے لیے سیف کے اندر اِدھر اُدھر دیکھا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر بائیں سائیڈ پر چادر میں لگے ہوئے کیلوں کی قطار سے اوپر سے چوتھے کیل کے سرے کو دبا دیا۔ ایک ہلکا سا کھٹکا ہوا۔ اور سیف کی پشت والی چادر ایک سائیڈ میں گھستی چلی گئی۔

اب سامنے ایک اور کمرہ تھا۔ مادام اس کے اندر داخل ہو گئی۔ اور اس کے پیچھے وہ تینوں بھی دوسرے کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرہ میں پہنچ کر مادام نے اس کے دائیں سائیڈ کی دیوار میں لگے ہوئے فولادی دروازے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"اب ہوشیار ہو جاؤ۔ یہاں سے صحیح معنوں میں اب خطرہ شروع ہو گا" ——— مادام نے کہا۔

نمبر سیون تم یہیں رکو اور اگر ادھر کوئی شخص اتفاق سے آ نکلے۔ تو اسے سنبھالنا تمہارا کام ہو گا۔

"اوکے مادام" ——— نمبر سیون نے کہا۔ اور وہ خود وہیں ایک طرف دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ مادام نے دروازے میں لگے ہوئے ہینڈل کو بائیں طرف گھمایا۔

اور پھر یک لخت دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے اس نے پھرتی سے ایک آدمی کو اندر کمرے میں گھسیٹ لیا۔ دروازے کی دوسری طرف کھڑا پہرے دار اچانک حملے سے حواس کھو بیٹھا۔ اور یہی لمحے اس کی موت کی ضمانت بن گئے۔

مادام کے پیچھے کھڑے ہوئے نقاب پوش نے پھرتی سے چوکیدار کی گردن پر اپنے دونوں ہاتھ جما دیئے۔ اور پھر دوسرے لمحے وہ شخص بے جان ہو کر اس کے ہاتھ میں جھول گیا۔ اس کی برین گن دوسرے نقاب پوش نے سنبھال لی۔

چوکیدار گلا گھٹنے کی وجہ سے مر چکا تھا۔ واقعی اس نقاب پوش کے مضبوط ہاتھوں میں بے پناہ قوت تھی۔

"نمبر سیون تم جلدی سے اس چوکیدار کا لباس پہن لو اور اسی دروازے کے باہر کھڑے ہو کر پہرہ دو" ——— مادام نے غراتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تینوں دروازے سے باہر نکل آئے۔ یہ ایک گیلری سی تھی۔ جس میں چند بلب جل رہے تھے۔ اس لیے وہاں مدہم روشنی تھی۔

وہ تینوں دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے چلے گئے۔ گیلری کے اختتام پر انہیں ایک اور پہرے دار کھڑا نظر آیا۔ جو دیوار کے ساتھ لگا کھڑا تھا۔ برین گن اس نے دیوار کے ساتھ لگا رکھی تھی۔

"تم دونوں یہیں رکو۔ میں اسے ہنڈل کرتی ہوں" ——— مادام نے آہستہ سے کہا۔

"مادام" ——— ایک نقاب پوش نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے" ——— مادام ایک دم شیرنی کی طرح پلٹی۔ اس کا لہجہ انتہائی تیز اور سخت تھا۔

"مم ——— مم ——— مادام میں ——— " ——— گھبراہٹ اور خوف کے مارے اس سے فقرہ مکمل نہ ہو سکا۔

"تم خاموش رہو۔ میں جو کر رہی ہوں ٹھیک ہے" ——— مادام نے سختی سے کہا۔

اور نقاب پوش خاموش ہو گیا۔

اب مادام آہستہ آہستہ آگے کو کھسکنے لگی۔ جب اس کا اور پہریدار کا فاصلہ تقریباً بیس گز رہ گیا۔ تو اچانک نجانے پہرے دار کو کیا خیال آگیا۔ اس نے رائفل

اٹھائی اور پھر مڑ کر مادام کی طرف آنے لگا۔ مادام یکدم اپنی جگہ پر ساکت ہو گئی۔ لیکن چونکہ گیلری میں روشنی کافی تھی۔ اس لیے پہرے دار کی نظر اس پر پڑ گئی۔ وہ حیرت کے مارے وہیں ساکت ہو گیا۔ اور پھر وہ چونکا۔ اس نے برین گن سیدھی کرنی چاہی کہ مادام کے ہاتھ سے ایک شعلہ سا لپکا۔ اور وہ پہرے دار بغیر کوئی آواز نکالے وہیں ڈھیر ہو گیا۔ مادام اس کی طرف بجلی کی طرح لپکی کہ برین گن کو فرش پر گرنے سے پہلے سنبھال لے لیکن اس کے پہنچنے سے ایک لمحہ پہلے برین گن ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گر پڑی۔ ایک دھماکہ ہوا۔ اسی لمحے مادام نے برین گن جھپٹ لی۔ گولی ٹھیک پہریدار کی پیشانی میں لگی تھی۔ اور اس کا سر پھٹ گیا تھا۔ مادام کا نشانہ واقعی قابل داد تھا۔ مادام کے پیچھے وہ دونوں نقاب پوش بھی لپکے۔

"اس کی لاش کو کسی اوٹ میں ڈال دو" ——— مادام نے نقاب پوش کو حکم دیا۔

اور نقاب پوش ادھر اُدھر دیکھنے لگے۔ گیلری کے اختتام پر انہیں ایک کونہ ایسا نظر آیا۔ جہاں قدرے اندھیرا تھا۔ انہوں نے لاش گھسیٹ کر اس کونے میں ڈال دی۔ ابھی وہ لاش وہاں ڈال کر مڑے ہی تھے کہ دروازہ کھلا وہ تینوں سائیڈ کی دیواروں سے چپک گئے۔

"کیا ہوا سنیل یہ دھماکہ کیسا تھا" ——— اور ایک نوجوان دروازے سے باہر نکلا۔

وہ جیسے ہی باہر نکلا۔ ایک نقاب پوش نے لپک کر اس کی گردن پکڑنی چاہی۔ لیکن نوجوان اس اچانک حملے کے باوجود سنبھل گیا۔ اس نے نقاب پوش کے پیٹ میں زوردار مکہ مارا۔ اور وہ چیخنے کی آواز نکالتا ہوا پرے ہٹ گیا۔ لیکن اسی لمحے مادام اپنی جگہ سے اچھلی اور اس کی دونوں ٹانگیں دروازے سے نکلنے والے

نوجوان کے سینے پر پڑیں ۔

یہ ایک زوردار لیکن بروقت فلائینگ کک تھی ۔ نوجوان الٹ کر پیچھے جاگرا اور پھر دوسرے نقاب پوش نے اسے چھاپ لیا ۔ اور اس بار نوجوان کے ستارے گردش میں آ گئے ۔

نقاب پوش کے دونوں ہاتھ نوجوان کی گردن پر پڑے ۔ اور اس نے پوری طاقت سے اس کا گلا دبا دیا ۔ ایک لمحے تک تڑپنے کے بعد نوجوان ساکت ہو گیا ۔ وہ مر چکا تھا ۔ اس کی لاش بھی گھسیٹ کر نقاب پوش نے پہرے دار کی لاش کے پاس ڈال دی ۔

دروازہ اسی طرح کھلا ہوا تھا ۔ مادام نے پھر سر اندر ڈال کر دیکھا ۔ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو مکمل طور پر سجا ہوا تھا ۔ مادام اندر داخل ہو گئی اور اس کے پیچھے دونوں نقاب پوش بھی ۔

ایک نقاب پوش کا ایک ہاتھ اب بھی پیٹ پر ہی رکھا ہوا تھا ۔ مکہ شاید کسی نازک جگہ پڑا تھا ۔ کمرے میں اور کوئی دروازہ نہیں تھا ۔ مادام نے جیب سے وہی کاغذ دوبارہ نکالا ۔ اور پھر اسے دیکھ کر وہ شش و پنج میں پڑ گئی ۔ کیونکہ معاملہ کچھ خطرناک ہو گیا تھا کاغذ سے اسے پتہ چلا تھا کہ اس کمرے سے آگے جانے والا خفیہ دروازہ الماری میں رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر پر کنٹرول روم میں بیٹھے آپریٹر سے کہہ کر کھلوانا پڑتا تھا ۔ ٹرانسمیٹر سے ایک مخصوص کوڈ دوہرایا جاتا ہے اس نے پہلے سوچا تھا کہ پہرےدار کو قابو کر کے اس پر سختی کر کے کوڈ پوچھا جاتا ۔ کیونکہ اسے علم تھا کہ یہاں کوڈ روزانہ تبدیل کر دیا جاتا ہے ۔ لیکن پوزیشن ہی کچھ ایسی ہو گئی تھی کہ پہرے دار اور وہ نوجوان دونوں ختم ہو چکے تھے ۔ اب اس کے سوا اور کیا کیا جا سکتا تھا کہ رسک اٹھایا جائے ۔ لیکن یہ ایک ایسا رسک تھا ۔ جس میں سو فیصدی خطرہ تھا ۔ مادام اسی لیے شش و پنج میں تھی ۔ اسے اب تک کی محنت رائیگاں جاتی نظر آ رہی تھی ۔

ایک بار اس نے سوچا کہ واپس ہو جائے ۔ لیکن پھر اس نے رسک لینے کا ارادہ کر ہی لیا ۔ یہ اس کی جرأت اور مضبوط قوت ارادی کی دلیل تھی ۔ اس نے سائیڈ والی الماری کھولی ۔ اس میں ایک ٹرانسمیٹر موجود تھا ۔

اس نے ٹرانسمیٹر پر کاغذ میں دی ہوئی ۔ فریکوئنسی سٹ کی ۔ اور پھر بٹن آن کر دیا ۔ ٹرانسمیٹر میں زندگی سی دوڑ گئی ۔ ٹرانسمیٹر کے سپیکر سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں ۔ ٹرانسمیٹر سے ایک آواز ابھری ۔

" ہیلو ایس ڈبلیو کنٹرول آفس سپیکنگ "

مادام نے ایک لمحے کے لیے جواب دینے کا سوچا اور پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک نئی ترکیب آ گئی ۔ اس نے دم سادھ لیا ۔ ٹرانسمیٹر سے بار بار یہ فقرہ دہرایا جاتا رہا ۔ اچانک مادام کے منہ سے ایسی آواز نکلی ۔ جیسے کوئی مرتے ہوئے آخری سانس لے رہا ہو ۔ اور پھر ایک طویل ہچکی لے کر اس نے دوبارہ خاموشی اختیار کر لی ۔ نتیجہ اس کی توقع کے مطابق ہی نکلا ۔ دوسری طرف سے آواز آنی بند ہو گئی ۔ اور پھر دوبارہ وہاں زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں ۔ اس نے ٹرانسمیٹر بند کر کے دوبارہ الماری میں رکھ دیا ۔

نمبر فور الیون تم دونوں ان صوفوں کے پیچھے چھپ جاؤ ۔ خفیہ دروازہ جیسے ہی کھلے اور جو کوئی بھی اس میں سے باہر آئے تم نے اسے پکڑ لینا ہے لیکن یہ خیال رہے کہ اسے ہر حالت میں زندہ رکھنا ہے ۔ مادام نے ان دونوں نقاب پوشوں سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" او کے مادام " ______ دونوں نے کہا ۔

اور پھر وہ دونوں صوفوں کے پیچھے چھپ گئے ۔ مادام مسہری کے نیچے گھس گئی ۔

کمرے میں خاموشی طاری تھی۔ وہ تینوں دم سادھے انتظار میں پڑے رہے تھے۔ کہ دیکھئے کون سی دیوار سے دروازہ نمودار ہوتا ہے لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھے۔ کہ ان کی پشت کی دیوار بے آواز طریقے سے ایک طرف سمٹی جا رہی ہے۔ یہ دیوار لکڑی کی تھی۔ اس پر اس خوبصورتی سے پینٹ کیا گیا تھا۔ کہ وہ معلوم ہی نہیں ہوتی تھی۔ کہ یہ لکڑی ہے۔ دونوں نقاب پوش اپنی حقیقت سے بے خبر سامنے والی دیواروں کو دیکھ رہے تھے۔ ان کے دل دھک دھک کر رہے تھے۔

اور پھر دیوار کے ایک طرف ہٹتے ہی دو نوجوان ہاتھوں میں برین گن لیے وہاں نمودار ہوئے۔ اور پھر ان کی نظریں ان سیاہ پوشوں پر پڑیں۔ جو صوفے کی آڑ میں چھپے بیٹھے تھے۔ اور جن کی پشت ان کی طرف تھی۔ ایک لمحے تک وہ حیرت سے دیکھتے رہے۔ دوسرے لمحے انہوں نے دونوں کی پشت سے برین گنوں کی نالیاں لگا دیں۔ اور پھر کمرہ ان کی آواز سے گونج اٹھا۔

" ہینڈز اپ "۔۔۔۔۔۔ اور دونوں نقاب پوشوں کو یوں محسوس ہوا۔ جیسے ان کے سروں پر بم پھٹ پڑا ہو۔

رات کے دس بجے تھے۔ شہزاد کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۲۶ کی پشت کی دیوار سے ایک سایہ سا چمٹا ہوا کھڑا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا۔ وہ بار بار اپنی کلائی پر بندھی ہوئی رسیٹ واچ پر نظر ڈالتا تھا۔ جیسے ہی گھڑی میں ٹھیک دس بجے اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا۔ اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کو منہ سے لگا کر بولنا شروع کیا۔

" ہیلو ۔۔۔ ہیلو صفدر سپیکنگ "۔

بار بار وہی فقرے دہراتا رہا۔ چند لمحے بعد دوسری طرف سے اسے جواب سنائی دیا۔

" عمران بول رہا ہوں "۔۔۔۔۔۔ یہ عمران کی آواز تھی۔

" عمران صاحب میں ایکسٹو کے حکم کے مطابق اس وقت شہزاد کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۲۶ کی پشت پر موجود ہوں۔ مجھے کیا کرنا ہے "۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" صفدر کام صرف اتنا ہے کہ وہ تین ڈنڈ بیٹھکیں لگاؤ اور پھر یا علی کا نعرہ مارتے ہوئے دشمنوں پر ٹوٹ پڑو "۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی سنجیدگی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب" ——— صفدر عمران سے سنجیدہ لہجے میں یہ بات سُن کر گھبرا گیا۔

"اوہ میں تمہیں غلط ہدایت دے گیا۔ بات یہ ہے کہ میں یہاں اسی کوٹھی کے ایک تہہ خانے میں بند ہوں۔ تم ایسا کرو۔ اس کوٹھی میں داخل ہو جاؤ۔ پھر برآمدے سے ہوتے ہوئے سامنے بنے ہوئے تین دروازوں میں سے درمیان والے دروازے میں داخل ہو کر سیدھے چلے جاؤ۔ یہ ایک گیلری ہے۔ کافی طویل و عریض یہ بالکل سپاٹ گیلری ہے۔ اس گیلری کے آخری سرے پر ایک کمرہ ہے۔ اس کمرہ میں جب تم داخل ہو گئے تو وہاں درمیان میں رکھی ہوئی میز کا اوپر کا تختہ اٹھا کر اس کے اندر لگے ہوئے بٹن کو دبا دو۔ تمہیں تہہ خانے کا راستہ مل جائے گا۔ تم وہاں تہہ خانے کے دروازے پر پہنچ کر اس دروازے کو کھولو میں اسی تہہ خانے میں ہوں گا۔ باقی ہدایات پہنچنے پر ہی دوں گا۔ اور ہاں تم میک اپ باکس اپنے ساتھ لے آئے یا نہیں۔

"نہیں مجھے ایکسٹو نے میک اپ بکس لے آنے کی کوئی ہدایت نہیں کی" ——— صفدر نے جواباً کہا۔

"تمہارا ایکسٹو بھی روز بروز عقل سے ——— پیدل ہوتا جا رہا ہے۔ میک اپ بکس کے بغیر تم نے یہاں انڈے دینے ہیں" ——— عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو اب کیا کروں" ——— صفدر نے جھنجلاتے ہوئے کہا۔

اب ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے فلیٹ کو سدھارو۔ اور وہاں سے میک اپ بکس لے کر آؤ۔ پھر کوٹھی میں داخل ہونا" ——— عمران نے اسے ہدایت دی

"او کے جا رہا ہوں" ——— صفدر نے کہا۔ اور پھر ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

تھوڑی دور ایک درخت کے نیچے اس کی موٹر سائیکل موجود تھی۔ اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور سیدھا اپنے فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ فلیٹ سے اس نے میک اپ بکس اٹھایا۔ اسے ایک کلپ کی مدد سے اپنی بیلٹ کے ساتھ لگا لیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ کوٹھی کی پشت پر موجود تھا۔ کوٹھی میں شاید کتے موجود نہیں تھے۔ چنانچہ وہ آسانی سے ایک درخت کی مدد سے دیوار پھاند کر اندر داخل ہو گیا۔ اور پھر وہ بائیں باغ میں رینگتا ہوا برآمدے تک آ پہنچا۔ کوٹھی میں چاروں طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ برآمدے تک پہنچ کر وہ ایک لمحے کیلئے رک کر ادھر اُدھر چوکنی نظروں سے دیکھتا رہا۔

لیکن وہاں کسی قسم کی نقل و حرکت نہ پا کر وہ آہستہ سے برآمدے میں گھس گیا سامنے والے تین دروازوں میں سے عمران کی ہدایت کے مطابق اس نے درمیان والے بند دروازے پر زور آزمائی کی۔ دروازہ کھل گیا۔ وہ آہستہ سے گیلری میں داخل ہو گیا۔ گیلری تاریک اور سنسان تھی۔ صفدر سوچ رہا تھا۔ کہ یہ کیسی جگہ ہے۔ کیا اس کوٹھی کے مکین سارے خالی کر کے جا چکے ہیں۔ یا اس کے پیچھے کوئی خطرناک جال بچھایا گیا ہے۔ بہرحال تن بہ تقدیر وہ آگے بڑھتا رہا۔ گیلری کے آخری سرے پر موجود دروازے کو کھول کر وہ ایک کمرے میں آ گیا۔

اس نے آگے بڑھ کر کمرے کے درمیان رکھی ہوئی میز کا ایک تختہ اٹھایا اور پھر اس کے اندر لگے ہوئے بٹن کو دباتے ہی کمرے کا فرش ایک طرف سے ہٹ گیا۔ تختہ دوبارہ میز پر رکھ کر وہ فرش سے نیچے جاتی ہوئی سیڑھیوں پر اترنے لگا۔ چار سیڑھیاں اترتے ہی فرش دوبارہ برابر ہو گیا۔ چند لمحے بعد وہ تہہ خانے

کے دروازے تک پہنچ گیا۔

تہہ خانے کے دروازے پر باہر سے تالا لگا ہوا تھا۔ اس نے جیب سے ایک تار سا نکالا۔ اور چند لمحے کی کوششوں کے بعد تالا کھل گیا۔

اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ کمرے میں لائٹ جل رہی تھی۔ اور ایک طرف ایک بیڈ پر ایک آدمی پڑا سو رہا تھا۔ سونے والے کی شکل صفدر کے لیے اجنبی ہی تھی۔ صفدر ٹھٹھک گیا۔

وہ آیا تو عمران کے پاس تھا۔ لیکن یہاں عمران کی بجائے کوئی اور تھا۔ اس نے سوچا۔ شاید وہ غلطی سے کسی اور تہہ خانے میں آ گیا ہے۔ چنانچہ وہ واپس جانے لگا۔ لیکن پھر عمران کی آواز سن کر رک گیا۔

" ارے بڑے بھائی کہاں جا رہے ہو" ـــــ عمران نے صفدر کو کہا۔

" آپ " ـــــ صفدر نے کہا۔

اور پھر دل ہی دل میں عمران کے میک اپ کی داد دینے لگا۔ کتنا کامیاب میک اپ کیا تھا۔ کہ پہچانے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

" دروازہ بند کر دو" ـــــ عمران اب بیڈ پر اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ پھر چند لمحے بعد عمران صفدر پر اپنا یعنی فاروق کا میک اپ کر رہا تھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ اسے تفصیلات بھی بتلاتا جا رہا تھا۔

صفدر پر فاروق کا میک اپ کرنے اور اسے تمام تفصیلات بتلانے کے بعد عمران نے اپنا میک اپ صاف کیا اور اپنے اوپر صفدر کا میک اپ کیا۔ پھر دونوں نے ایک دوسرے کے لباس تبدیل کیئے۔

اور عمران کمرے سے باہر نکل آیا۔ اس نے دوبارہ تالا لگا دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد کسی رکاوٹ کے بغیر وہ صفدر کی موٹر سائیکل پر بیٹھا شہر کی طرف جا رہا تھا۔

جولیا آج کل بے حد پریشان تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ چکر کیا چل پڑا ہے۔ عمران کا فلیٹ تباہ ہو چکا ہے۔ اس کے بعد عمران غائب ہو گیا ہے۔ ایکسٹو نے ایک دوسرے سے رابطہ قائم کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اور وہ بے کاری سے تنگ آ چکی تھی پچھلے کئی دنوں سے ایکسٹو کا بھی کوئی فون نہیں آیا تھا۔ ایک دو بار اس نے ایکسٹو کو رنگ کرنے کی کوشش بھی کی۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ آج صبح سے اس کا موڈ بے حد خراب تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ اور کیا نہ کرے۔ اس وقت بھی وہ اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی اور طبیعت میں کسلمندی سی تھی۔

اچانک ساتھ کی ٹیبل پر پڑا ہوا ٹیلیفون زور سے چیخ اٹھا۔

جولیا نے ایک لمحے کے لیئے بغور ٹیلیفون کی طرف دیکھا۔ پھر پھرتی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے رسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

" ایکسٹو" ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

اور جولیا کا چہرہ فرطِ مسرت سے کھل اٹھا۔

" یس سر جولیا اٹنڈنگ" ـــــ جولیا نے مسرت سے بھرپور آواز میں کہا

" جولیا آج سے تم نے ایک اہم ڈیوٹی سر انجام دینی ہے۔ تم تیار ہو کر فوراً

سپر فین فیکٹری کے جنرل منیجر سے ملو۔ وہ تمہیں اپنی فیکٹری میں بطور راپوٹر کسی
شعبے میں تعینات کر دے گا۔ وہاں تمہارا مشن یہ ہو گا کہ تم اپنی ڈیوٹی کے
دوران انتہائی چوکنی رہو۔ اور کسی قسم کی پراسرار نقل و حرکت کا شبہ بھی
تمہیں پڑے تو تم اس حرکت کا کھوج لگاؤ اور پھر مجھے رپورٹ دو" ——
ایکسٹو نے سنجیدگی سے کہا۔

"لیکن سر سپر فین فیکٹری" —— جولیا نے قدرے رکتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ تم کیا سوچ رہی ہو۔ سپر فین فیکٹری دراصل ایک ڈھونگ
ہے۔ اس فیکٹری کے نیچے زمین دوز تہہ خانوں میں ایک بہت بڑی لیبارٹری
قائم ہے۔ جہاں سائنس دان حکومت کے لیے جنگی ایجادات میں مصروف
رہتے ہیں۔ آج کل وہاں ایک انتہائی اہم ہتھیار تیار ہو رہا ہے۔ مجھے رپورٹ
ملی ہے کہ وہاں کل کچھ پراسرار نقل و حرکت پائی گئی ہے۔ اس لیے تمہیں وہاں
بھیج رہا ہوں" —— ایکسٹو نے اسے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"او کے سر لیکن جنرل منیجر سے تعارف کے متعلق کیا حکم ہے" —— جولیا
نے کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے کہا۔

"تم صرف اپنا نام اسے بتا دو گی۔ وہ سمجھ جائے گا۔ میں نے اسے کہہ دیا
ہے" —— ایکسٹو نے جواب دیا۔

"بہت بہتر جناب" —— میں ابھی جاتی ہوں جولیا نے کہا۔

"اور وہاں تم میک اپ میں رہو گی۔ اور ہر روز شام کو مجھے رپورٹ ٹرانسمیٹر
پر دو گی سمجھیں" —— ایکسٹو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"رائیٹ —— سر"

"او کے مس جولیا" —— ایکسٹو نے کہا۔

اور پھر جولیا نے رسیور رکھ دیا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ڈیوٹی واقعی انتہائی
اہم ہے۔ اتنی خفیہ جگہ پر پراسرار نقل و حرکت کا مطلب ہے کہ غیر ملکی جاسوس اس
لیبارٹری میں سرگرم کار ہیں۔ اس نے جلدی جلدی لباس تبدیل کیا۔ میک اپ
سے اپنے چہرے کے خدوخال میں تبدیلی پیدا کی۔ اور پھر وہ فلیٹ کو تالا لگا کر باہر
نکل آئی۔ اس نے ایک ٹیکسی روکی اور اسے سپر فین فیکٹری کا پتہ بتا کر ٹیکسی میں
بیٹھ گئی۔

ٹیکسی تقریباً آدھ گھنٹے بعد سپر فین فیکٹری کے مین گیٹ کے سامنے جا کر رکی۔
فیکٹری شہر سے دس میل دور تھی۔ اور اس کی حفاظت کے لیے شاندار انتظامات کیے
گئے تھے۔

مین گیٹ کے چوکیدار کو اس نے اپنا کارڈ دے کر جنرل منیجر سے ملاقات کی
خواہش کی۔

"مس صاحبہ کیا آپ نے صاحب سے ملاقات کا وقت لیا ہوا ہے" ——
چوکیدار نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"ہاں تم ان سے ٹیلیفون پر پتہ کر لو" —— جولیا نے مطمئن انداز میں کہا۔

"بہت بہتر مس صاحبہ" —— چوکیدار نے اسی طرح مودبانہ انداز میں
کہا۔

چند لمحے بعد وہ جنرل منیجر سے گفتگو کر رہا تھا۔ ایک منٹ تک بات کرنے
کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔ اور پھر جولیا کو اندر جانے کا اشارہ کرتے
ہوئے کہا۔

"مس صاحبہ آپ جا سکتی ہیں۔ مین گیٹ سے سیدھی چلی جائیے پھر بائیں طرف
مڑ کر برآمدے میں صاحب کا دفتر ہے" —— چوکیدار نے اسے ہدایات

دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ــــــ جولیا نے کہا اور پھر وہ اندر داخل ہو گئی۔

چند منٹ بعد وہ جنرل منیجر کے دفتر کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے دروازے کے باہر بیٹھے ہوئے ایک لمبی لمبی مونچھوں والے چپڑاسی کو اپنا کارڈ دیا۔ چپڑاسی کارڈ لے کر کمرے میں چلا گیا۔ پھر آکر اس نے جولیا کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ اور خود دروازے پر پڑی ہوئی بھاری چلمن اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔

جولیا کمرے میں داخل ہوئی۔ کمرہ کافی لمبا چوڑا اور بڑی اچھی طرح سجا ہوا تھا سامنے ایک بہت بڑی لیکن انتہائی شاندار آفس ٹیبل کے پیچھے ادھیڑ عمر لیکن اچھی صحت کا مالک جنرل منیجر بیٹھا ہوا تھا۔ جولیا جب اندر داخل ہوئی تو اس نے سر اٹھا کر غور سے جولیا کی طرف دیکھا۔ جولیا کو یوں محسوس ہوا۔ جیسے منیجر کی آنکھوں سے برقی لہروں کا ایک جال سا نکل کر اس کے جسم پر پڑ رہا ہے۔

ایک لمحے تک بغور دیکھنے کے بعد اس نے جولیا کو ایک طرف صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جولیا خاموشی سے ایک طرف صوفے پر بیٹھ گئی۔ منیجر اپنے سامنے کوئی فائل کھولے اسے بغور پڑھ رہا تھا۔ پھر اس نے طویل سانس لے کر فائل بند کی۔ اور جولیا کی طرف دوبارہ متوجہ ہو گیا۔

"آپ کا نام" ــــــ منیجر کی گھمبیر آواز اسے سنائی دی۔

"جولیا نافٹز واٹر" ــــــ جولیا نے سپاٹ آواز میں اپنا پورا نام بتلایا

"آپ غیر ملکی ہیں" ــــــ منیجر نے دوسرا سوال کیا۔

"جی ہاں میری پیدائش سوئٹزرلینڈ میں ہوئی تھی" ــــــ جولیا نے جواب دیا۔

"آپ کب سے اس ملک میں ہیں"۔

"مجھے اس ملک کی شہریت اختیار کئے ہوئے دس سال ہو گئے ہیں" ــــــ جولیا نے جواب دیا۔

"کیا آپ شادی شدہ ہیں"۔

"میرے کارڈ پر آپ کو لفظ مس لکھا ہوا نظر آیا ہوگا۔ پھر اس سوال کا کیا مطلب" ــــــ جولیا نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔ اسے حقیقتاً اس سوال پر غصہ آ گیا تھا۔

"اوہ آپ برا منا گئیں۔ دراصل ہمارے ملک میں تقریباً تمام نوجوان لڑکیاں چاہے وہ شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں اپنے نام کے سامنے مس کا لفظ زیادہ پسند کرتی ہیں" ــــــ منیجر نے اپنے سوال کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

جولیا نے کوئی جواب نہ دیا۔

"میں آپ کو اپنی فیکٹری میں بطور اپریٹر تعینات کرتا ہوں۔

"امید ہے۔ آپ فیکٹری کے لئے اچھی ورکر ثابت ہوں گی" ــــــ منیجر نے دوبارہ کہا۔

"ٹھینک یو آپ بے فکر رہیں" ــــــ جولیا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن یہ یاد رکھیئے آپ کو رہائش بھی فیکٹری میں ہی رکھنی پڑے گی۔ آپ مہینے میں صرف ایک بار فیکٹری سے باہر جا سکتی ہیں۔

"بہتر" ــــــ جولیا نے مختصر سا جواب دیا۔

منیجر نے گھنٹی بجائی۔ وہی لمبی لمبی مونچھوں والا چپڑاسی اندر داخل ہوا۔

"مس مارٹن کو بلاؤ" ــــــ منیجر نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

اور چپڑاسی خاموشی سے واپس مڑ گیا۔

چند لمحے بعد ایک ادھیڑ عمر اینگلو انڈین عورت کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں مینیجر کو سلام کیا۔

"مس مارٹن مس جولیا کو میں نے مین ڈیپارٹمنٹ میں بطور اپریٹر مقرر کیا ہے۔ آپ انہیں ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ تک پہنچا دیں۔"

"اوکے سر" ـــــــ مس مارٹن نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"چلیئے" ـــــــ اس نے جولیا کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

اور جولیا اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور پھر وہ مس مارٹن کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل آئی۔

ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے وہ دونوں فیکٹری کی بڑی عمارت میں داخل ہوئیں۔ مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد مس مارٹن ایک بہت بڑے ہال میں پہنچی۔ جہاں بڑی بڑی دیوہیکل مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ اور ان مشینوں سے مختلف قسم کے پرزے تیار کئے جا رہے تھے۔

مشینوں کے شور سے جولیا کے کانوں کے پردے پھٹنے لگے۔ ہال کے کونے میں ایک کیبن سا بنا ہوا تھا۔ مس مارٹن نے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ اور پھر دروازے پر دباؤ ڈالنے سے دروازہ کھل گیا۔

دونوں اندر داخل ہوئیں۔

مس مارٹن نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔ اور جولیا کو یوں محسوس ہوا۔ جیسے یکلخت وہ بہری ہو گئی ہو۔ کیونکہ ہال کے بے پناہ شور سے دروازہ بند کرتے ہی نجات مل گئی تھی۔ یقیناً یہ کیبن ساؤنڈ پروف بنایا گیا تھا۔

کیبن میں ایک آفس ٹیبل کے پیچھے ایک خوبصورت نوجوان بیٹھا تھا۔

"مسٹر واسطی صاحب نے انہیں آپ کے پاس بھیجا ہے" ـــــــ مس

مارٹن نے کہا۔

"ہاں صاحب نے مجھے ٹیلیفون پر بتلا دیا ہے۔ اب آپ جا سکتی ہیں" ـــــــ واسطی نے مارٹن کو کہا۔

اور مس مارٹن خاموشی سے کیبن کا دروازہ کھول کر واپس مڑ گئی۔

"آیئے مس جولیا میں آپ کو نئی تقرری پر خوش آمدید کہتا ہوں" ـــــــ نوجوان جس کا نام واسطی تھا نے بڑے خلیق لہجے میں کہا۔

"تھینک یو" ـــــــ جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

واسطی کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے پیچھے لگی ہوئی ایک قدآدم الماری کا دروازہ کھولا۔ الماری میں فائلیں بھری ہوئی تھیں۔ اس نے درمیان والے خانے سے ایک فائل اٹھائی۔ اور پھر خالی جگہ پر ہاتھ پھیرا۔ اور فائل دوبارہ واپس رکھ دی۔ الماری کے اندر فائلوں والا ایک حصہ گھوم گیا۔ اب وہاں گزرنے کا راستہ موجود تھا۔

"میرے پیچھے آیئے" ـــــــ واسطی نے جولیا کو الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر جولیا واسطی کے پیچھے اس الماری میں بنے ہوئے دروازے سے گزر گئی الماری دوبارہ بند ہو گئی۔

اب وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں تھے۔ اس کمرے سے سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔

اسی طرح مختلف کمروں سے گزر کر واسطی ایک چھوٹے سے کمرے میں آ کر رک گیا۔ اس نے الماری میں رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا۔ اس پر ایک مخصوص فریکونسی سیٹ کرنے لگا۔ فریکونسی سیٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔ اور سپیکر میں کہنا شروع کر دیا۔

"ہیلو ــــــــ ہیلو واسطی اسپیکنگ" ــــــــ تقریباً دو دفعہ یہی فقرہ دہرانے
کے بعد دوسری طرف سے آواز ابھری۔

"ایس ڈبلیو کنٹرول آفس سپیکنگ کرڈ" ــــــــ دوسری طرف سے ایک لڑکی
کی آواز آئی۔

"ہنی مون" ــــــــ واسطی نے جولیا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"او کے فرمائیے۔"

"دروازہ کھولیئے میں ایک نئی ورکر کو لے کر آنا چاہتا ہوں" ــــــــ واسطی
نے جواب دیا۔

"اس کا کیا نام ہے" ــــــــ دوسری طرف سے لڑکی نے پوچھا۔

"مس جولیا نافٹز واٹر" ــــــــ واسطی نے جواب دیا۔

"او کے دو منٹ انتظار کیجئے" ــــــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور واسطی نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اسے واپس الماری میں رکھ دیا۔ جولیا
خاموش کھڑی رہی۔

تقریباً دو منٹ کے بعد اچانک کمرے کی ایک سائیڈ کی دیوار بے آواز ایک
طرف کو کھسک گئی۔

اب دیوار کی جگہ خلا تھا۔ اور اس خلا میں دو نوجوان برین گن لیئے کھڑے تھے۔
انہوں نے دونوں کی طرف برین گنیں اٹھالیں۔

"ہینڈز اپ" ــــــــ دونوں کرخت آواز میں بولے۔

جولیا نے اضطراری طور پر ہاتھ اٹھالیئے۔ لیکن واسطی نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہنی مون"۔

اس الفاظ کے سنتے ہی دونوں نوجوانوں نے برین گنیں جھکالیں۔

جولیا نے بھی جھینپ کر ہاتھ نیچے کر لیئے۔

"آئیے مس صاحبہ" ــــــــ واسطی نے اسے اندر چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے
کہا۔

پھر جولیا واسطی کے پیچھے اس خلا میں داخل ہو گئی۔ یہ ایک طویل راہداری
تھی جس میں تیز روشنی دینے والے مرکری بلب جل رہے تھے۔ راہداری
کی دیواریں دونوں طرف سے سپاٹ تھیں۔ ان میں کوئی دروازہ نہیں تھا
صرف راہداری کے آخری سرے پر ایک دروازہ نظر آ رہا تھا جس کے سامنے ایک
اور نوجوان ہاتھ میں برین گن لیئے چوکنا کھڑا تھا۔

واسطی اور جولیا تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس دروازے تک پہنچے۔
نوجوان نے انہیں قریب آتے دیکھ کر برین گن سیدھی کر لی۔ لیکن واسطی
سے کوڈ سنتے ہی اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ
تھا جس میں ایک نوجوان عورت ایک میز کے پیچھے بیٹھی تھی۔

واسطی اس کے سامنے جا کر رک گیا۔

"مس جولیا میڈم" ــــــــ واسطی نے قدرے مؤدبانہ انداز
میں کہا۔

"او کے" ــــــــ اب آپ واپس جا سکتے ہیں" ــــــــ لڑکی نے قدرے
بے نیازی سے کہا۔

اور واسطی پچھلے قدموں واپس مڑ گیا۔ واسطی کے باہر جاتے ہی دروازہ
بند ہو گیا۔

"آئیے میں آپ کو آپ کا کمرہ دکھا دوں۔ آپ کل سے ڈیوٹی دینگی" ــــــــ
اس لڑکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے ایک سائیڈ کا دروازہ کھولا اور جولیا اس کے پیچھے چل دی مختلف کمروں سے ہوتے ہوئے وہ ایک چھوٹے سے کمرہ میں پہنچے جو بہترین انداز میں سجا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی باتھ روم بھی تھا۔ ایک ٹیلیفون بھی تپائی پر رکھا ہوا تھا۔

دیکھئے مس جولیا آپ ڈیوٹی دینے کے بعد سیدھی اسی کمرے میں آجایا کیجئے ڈیوٹی ٹائم کے علاوہ آپ کو اس کمرے سے نکلنے کی اجازت نہ ہوگی۔ یہاں آپ کو ہر قسم کی سہولت میسر کی جائے گی۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو ٹیلیفون پر زیرو دن پر رنگ کر کے بلا تکلف منگا سکتی ہو۔ کھانا وغیرہ بھی آپ کو اسی کمرے میں پہنچ جایا کرے گا۔ البتہ شام کو دو گھنٹے کے لئے آپ کو کامن روم میں جانے کی اجازت ہوگی اور ملازمہ آپ کی رہنمائی کرے گی۔

اب آپ آرام کریں۔ کل آپ کو ڈیوٹی کی تفصیلات بھی بتلا دی جائے گی۔

اور پھر وہ لڑکی واپس چلی گئی۔ جولیا نے دروازہ بند کیا۔ اور پھر ایک طویل سانس لے کر آرام کرسی پر دراز ہو گئی۔

ہینڈز اپ کی آواز سنتے ہی اضطراری طور پر اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر جیسے ہی ذہنی دھچکے کا اثر زائل ہوا۔ وہ تیزی سے مڑے۔ لیکن اپنے سامنے دو برین

گئیں اٹھی دیکھ کر انہوں نے ہاتھ اٹھا لیے۔ ایک نوجوان ان دو کے پیچھے آگیا۔ اس نے پھرتی سے ان دونوں کی جیبوں سے ریوالور نکال لیے۔ لیکن ان میں سے ایک نقاب پوش اچانک اچھلا اور اس نے سامنے والے نوجوان کی برین گن پر لات مارنی چاہی۔ لیکن اندازہ کی ذرا سی غلطی سے اس کی لات برین گن پر نہ پڑی۔ نوجوان نے برین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑ کی آوازیں ابھریں۔ اور اس نقاب پوش کے جسم میں کئی سوراخ ہو گئے۔ وہ ایک لمحے کے لیے تڑپا۔ پھر ساکت ہو گیا۔

دوسرا نقاب پوش خاموشی سے کھڑا تھا۔ اسی نوجوان نے اسے آگے چلنے کا اشارہ کیا۔ وہ خاموشی سے چل پڑا۔ دوسرے نوجوان نے برین گن کاندھے سے لٹکا لی۔ اور پھر وہ مردہ نقاب پوش کی لاش کاندھے پر اٹھا کر پیچھے چل پڑا۔

مادام ابھی تک مسہری کے نیچے چھپی ہوئی یہ سب تماشا دیکھ رہی تھی۔ وہ دونوں نوجوان چونکہ ان نقاب پوشوں سے الجھ گئے تھے۔ اس لئے اس کی طرف کسی نے توجہ نہ دی۔ اور پھر جیسے ہی وہ واپس مڑے۔ مادام آہستہ سے مسہری کے نیچے سے نکلی۔ اور آہستہ آہستہ ان کے پیچھے چلنے لگی۔ یہ ایک راہداری تھی جس میں تیز روشنی کے بلب فٹ تھے۔ اگر آگے جانے والے نوجوان ایک لمحے کے لیے بھی مڑ کر دیکھتے۔ تو مادام یقیناً نظروں میں آجاتی۔ لیکن مادام کی قسمت اچھی تھی کہ وہ بغیر مڑے سیدھے چلے گئے۔ راہداری کے آخری سرے پر ایک دروازہ تھا۔ جس کے سامنے ایک اور نوجوان کھڑا تھا۔ اس نے جو دونوں کو آتے دیکھا تو فوراً دروازہ کھول دیا

مادام چونکہ ان نوجوانوں کے عین پیچھے چل رہی تھی۔ اس لئے وہ اس پہریدار کو نظر نہ آسکی۔ دروازہ کھول کر وہ دونوں نوجوان اندر داخل ہو گئے۔ اس کے پیچھے ہی تیسرا پہریدار بھی اندر چلا گیا۔

مادام پھرتی سے دروازہ کے قریب پہنچی۔ دروازہ بند ہو چکا تھا۔ اس نے

کان دروازے کے ساتھ لگا دیئے۔ چند لمحے تک اسے وہاں آوازیں سنائی دیتی رہیں پھر خاموشی چھا گئی۔

اس نے ہلکے سے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھل گیا۔ کمرہ خالی تھا۔ کمرے کے کونے میں ایک اور دروازہ کھلا ہوا تھا۔ مادام نے سر باہر نکال کر دوسرے دروازے سے دیکھا۔ یہ ایک اور راہداری تھی جو ابھی تک خالی تھی۔ وہ پھرتی سے اس راہداری میں گھس گئی۔ لیکن ابھی وہ اس راہداری میں تھوڑی دور چلی ہوگی کہ اس کے کانوں میں پیروں کی چاپ سنائی دی۔

راہداری میں قدرے نیم تاریکی سی تھی۔ اس نے نزدیک کے دروازے پر دباؤ ڈالا۔ دروازہ کھل گیا۔ وہ پھرتی سے دروازے کے اندر ہو گئی۔ کمرہ تاریک تھا۔ وہ دروازے کے ساتھ لگی کھڑی تھی کہ پھر پیروں کی چاپ نزدیک آ گئی۔ اس نے دروازے کی جھری سے دیکھا۔ یہ وہی تیسرا نوجوان تھا۔ جو باہر والے دروازے کے باہر کھڑا تھا وہ تیز تیز قدم رکھتا ہوا واپس چلا گیا۔ مادام نے ایک لمحے کے لیے باہر کا ارادہ کیا لیکن پھر سوچ کر وہ مڑی۔ اس نے جیب سے پنسل ٹارچ نکال کر جلائی۔ کمرہ خالی تھا اس نے پنسل ٹارچ سے تمام کمرے کی تلاشی لے ڈالی۔ اور پھر اس کے منہ سے وارڈ روب دیکھ کر اطمینان کی طویل سانس نکل گئی۔ کیونکہ وارڈ روب زنانے کپڑوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہ باتھ روم میں گھس گئی۔ اس نے باتھ روم کا دروازہ بند کر لیا۔

تقریباً دو منٹ بعد کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھلا اور پھر دو رائفل برداروں نے کمرے میں اِدھر اُدھر دیکھا۔ لیکن کمرہ خالی پا کر وہ واپس مڑ گئے۔

اس کے بعد اسے باتھ روم میں بند ہوئے تقریباً دو گھنٹے گزر گئے۔ دو گھنٹے بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا۔ اس بار اندر داخل ہونے والی ایک نوجوان لڑکی تھی۔ اس

کے چہرے سے تھکن کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا۔ اور پھر الماری کے قریب جا کر سکرٹ اتارنے لگی۔

سکرٹ اتار کر اس نے جلدی سے وارڈ روب میں پھینک دیا۔ پھر وہ مڑ کر باتھ روم کی طرف چلی۔ اس نے باتھ روم کا دروازہ کھولا۔ مادام دروازہ کی آڑ میں ہو گئی لڑکی نے مڑ کر دروازہ بند نہیں کیا۔ بلکہ وہ سیدھی شاور کی طرف چلی۔

مادام نے جیب سے ریوالور نکال کر اچانک اس کی پشت سے لگا دیا۔ اور ساتھ ہی کرخت آواز میں بولی۔

"ہینڈز اَپ" ـــــــ لڑکی کے منہ سے ایک ہلکی سی خوف سے بھرپور چیخ نکلی۔

وہ تیزی سے مڑی۔ لیکن اپنے سامنے ایک نقاب پوش کو ہاتھ میں ریوالور لیئے کھڑا دیکھ کر اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔ آنکھیں خوف سے پھٹ گئیں۔

"ہاتھ اونچے کرو" ـــــــ مادام نے دوبارہ اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

لڑکی نے تیزی سے ہاتھ اونچے کر لیئے۔

"باہر کمرے میں چلو" ـــــــ مادام نے اسے کمرے کی طرف چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مم ـــــــ مم ـــــــ مگر" ـــــــ لڑکی نے ہکلاتے ہوئے کچھ کہنے کی کوشش کی۔

"باہر نکلو ورنہ گولی مار دوں گی" ـــــــ مادام نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"مار دو ـــــــ مم ـــــــ مم ـــــــ مگر تم عورت ہو" لڑکی واقعی ذہین تھی۔ جو مادام کے فقرے کو اس حالت میں بھی بھانپ گئی۔ اور پھر اسے یقین ہو گیا کہ ریوالور والی واقعی عورت ہے۔ کیونکہ اب اس نے غور سے اس کے

جسم کی ساخت دیکھی تھی۔

نہ جانے مدِ مقابل کو عورت پا کر اس کا خوف قدرے کم کیوں ہو گیا۔ پھر وہ چپ چاپ بڑے کمرے میں آگئی۔ مادام بھی اس کے پیچھے تھی۔

کمرے میں آکر مادام نے اسے دیوار کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا۔ لڑکی چپ چاپ دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو گئی۔

مادام نے پھرتی سے ریوالور جیب میں ڈالا۔ اور پھر جیب سے پتلی رسی کا ایک گچھا نکال کر آگے بڑھی۔

دوسرے لمحے لڑکی مادام کے بازوؤں کی گرفت میں تھی۔

لڑکی نے اپنے آپ کو چھڑانے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن مادام عورت ہونے کے باوجود کافی طاقت ور اور اس سے کہیں زیادہ چست تھی۔ چند لمحے کی زور آزمائی کے بعد مادام اسے فرش پر گرانے میں کامیاب ہو گئی۔ اس نے اس کے دونوں ہاتھ پشت پر کس کر باندھ دیئے۔ اور پھر پیر بھی باندھ دیئے۔ اسے اٹھا کر اس نے صوفے پر ڈال دیا۔

اور خود کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

"لڑکی اگر تم سسک سسک کر مرنا نہیں چاہتی ہو تو مجھے اپنے متعلق تفصیل سے بتاؤ" ——— مادام نے تلخ اور تیز لہجے میں پوچھا۔

"مجھے کچھ پتہ نہیں مجھے کھولو" ——— لڑکی نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو" ——— مادام نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا۔

لڑکی کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

"اگر اب تم نے زبان نہ کھولی تو" ——— مادام نے اچانک جیب سے ایک لمبا سا چاقو نکال کر کھول دیا۔

لڑکی سسکیاں لے کر رونے لگی۔

میں اس چاقو سے تمہاری یہ خوبصورت آنکھیں نکال دوں گی۔

مادام نے چاقو کی نوک اس کی آنکھوں کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں ٹھہر جاؤ ——— میری آنکھیں مت نکالو۔ پوچھو میں سب بتا دوں گی" ——— لڑکی نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

چاقو کی نوک اپنی آنکھوں کی طرف بڑھتی دیکھ کر اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا

"تمہارا نام کیا ہے" ——— مادام نے پہلا سوال کیا۔

"ربیکا" ——— لڑکی نے جواب دیا۔

"تم یہاں کیا کام کرتی ہو" ——— مادام نے دریافت کیا۔

"میں یہاں آپریٹر ہوں" ——— ربیکا نے جواب دیا۔

"کس شعبے میں" ——— مادام نے پھر دریافت کیا۔

اور ربیکا نے اسے شعبہ بتلا دیا۔

چند لمحے بعد مادام نے ربیکا سے تمام تفصیلات پوچھ لیں۔ پھر اچانک اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"ک ——— ک ——— کیا" ——— لڑکی ریوالور کو دیکھ کر زرد پڑ گئی۔

"تمہاری زندگی میرے لئے موت کا باعث ہے۔ تمہیں مرجانا چاہئے" ——— مادام نے سرد آواز میں کہا۔

"نہیں نہیں آہ" ——— ربیکا کا فقرہ پورا ہونے سے پہلے مادام کے سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور سے گولی نکلی اور ربیکا کی پیشانی میں سوراخ ہو گیا۔ مادام نے

جھپٹ کر ربیکا کو ہاتھوں پر اٹھایا اور پھر اسے پھرتی سے لے جا کر باتھ روم میں پڑے
ٹب میں ڈال دیا۔ اس نے ایسا اس لئے کیا۔ تاکہ ربیکا کے جسم سے بہنے والا خون
صوفے پر دھبے نہ ڈال دے۔

ربیکا چند لمحے تک تڑپنے کے بعد ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ ٹب اس کے خون سے
سرخ ہو چکا تھا۔ اب خون نکلنا بند ہو چکا تھا۔

مادام نے اپنی پتلون کی جیب سے ایک میک اپ بکس نکالا۔ یہ ایک چھوٹا لیکن
جدید ترین میک اپ بکس تھا۔

مادام شاید شروع سے ہی ہر قسم کی تیاریاں کر کے نکلی تھی۔ اس نے پھرتی
سے ربیکا کا میک اپ اپنے چہرے پر کرنا شروع کر دیا۔

ربیکا کے سر کے بال سرخ تھے۔ مادام نے اپنے بالوں پر ایک سلوشن لگا کر
انہیں سرخ کلر میں رنگ دیا۔

تقریباً آدھ گھنٹے بعد وہ فارغ ہو چکی تھی۔

مادام میک اپ کے فن میں ماہر تھی۔ میک اپ سے فارغ ہونے کے بعد وہ
ربیکا کی لاش کے متعلق یہ سوچنے لگی کہ اسے کس طرح ٹھکانے لگایا جائے۔ آخر اس
بے رحم مکار عیار ذہن میں ایک تجویز آ گئی۔

اس نے جیب سے چاقو نکالا۔ اور پھر اسی ٹب میں ہی مردہ ربیکا کے جسم کے
ٹکڑے کرنے لگی۔

مادام بظاہر عورت ہی تھی۔ لیکن یہ عمل شاہد تھا کہ اس کے جسم کے اندر
دل نہیں پتھر کا ٹکڑا ہے۔ وہ بڑے اطمینان اور سکون سے ربیکا کی لاش کو تیز چاقو
کی مدد سے ٹکڑے کر رہی تھی۔

تقریباً ایک گھنٹے تک وہ لاش پر چاقو چلانے میں مصروف رہی۔ ایک گھنٹے

کے بعد ٹب انسانی گوشت کے چھوٹے چھوٹے لوتھڑوں سے بھرا ہوا تھا۔

اسے وارڈ روب سے ایک چھوٹی سی ہتھوڑی بھی مل گئی تھی۔ جس کی مدد سے
اس نے ربیکا کی ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ کر دیں۔ پھر اس نے فلش کے گٹر پر لگی ہوئی
جالی اٹھا کر ایک طرف رکھ دی۔ اور گوشت کے ٹکڑے گٹر میں ڈالنے لگی۔ کافی سارے
ٹکڑے ڈال کر وہ پانی کھول دیتی۔

پانی انسانی گوشت کے ٹکڑوں کو بہا کر لے جاتا۔

اسی طرح اس نے ٹب خالی کر دیا۔ اس نے دوبارہ گٹر کے دہانے پر
جالی لگا دی۔

پھر ٹب پر گرم پانی کا نل کھول دیا۔ ٹب میں پانی بھرنا شروع ہو گیا۔ اس نے
ہاتھوں سے مل مل کر اچھی طرح ٹب کو صاف کیا۔ پھر ٹب صاف کرنے کا پاؤڈر کا
ڈبہ اٹھا کر اس نے ٹب میں چھڑکا۔ اس پاؤڈر سے ٹب سے خون کے معمولی
سے معمولی دھبے بھی صاف ہو گئے۔ اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اور
پھر وہ کپڑے اتارنے لگی۔ اس نے اپنے جسم پر پہنے ہوئے تمام کپڑے اتار
کر وارڈ روب کے نچلے خانے میں پھینک دیئے۔ اور خود مرحومہ ربیکا کا گاؤن
پہن کر بستر پر دراز ہو گئی۔ اب وہ مکمل طور پر ربیکا کا روپ دھار چکی تھی۔

عمران کے جاتے ہی صفدر بستر پر دراز ہو گیا۔ یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ جاپانی لڑکی جو عمران کے متعلق اتنی شدومد سے پوچھ گچھ کر رہی ہے کون ہے۔

اور آیا یہی اصل مجرم ہے یا اصل مجرم کوئی اور ہے۔

ویسے اس کا اپنا خیال یہ تھا کہ اصل چکر کچھ اور ہے۔

اور اس وقت کوٹھی کا اس طرح خالی ہونا بھی اس بات کی دلیل تھی کہ مجرموں کا گروہ کسی اور مقصد کے پیچھے سرگرم عمل ہے۔

عمران پر حملے صرف ایک آڑ ہیں۔ انہی خیالات میں گم آخر کار اسے نیند آگئی۔ اس کی نیند اس وقت کھلی جب اسے دروازہ باہر سے کھلنے کی آواز آئی۔

اس نے آنکھیں کھولیں۔ اور ریسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ تو صبح کے آٹھ بج گئے تھے۔

دروازہ کھلا اور ایک انتہائی خوبصورت جاپانی لڑکی ایک اور جاپانی نوجوان کے ہمراہ جس کے ہاتھ میں برین گن پکڑی ہوئی تھی اندر داخل ہوئی۔

"مسٹر فاروق گڈ مارننگ" ـــــ لڑکی نے مسکراتے ہوئے صفدر سے کہا۔

صفدر خاموش رہا۔ بس اس نے صرف مسکرانے پر ہی اکتفا کیا۔

"دیکھیے آپ مجھے سختی پر مجبور نہ کیجیے۔ شرافت سے عمران کا موجودہ پتہ بتلا دیں" ـــــ لڑکی نے بغور صفدر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"یقین کیجیے مجھے عمران کے موجودہ پتے کا علم نہیں" ـــــ صفدر نے عمران کے بتائے ہوئے فاروق کے لہجے میں کہا۔

اچانک مادام ہاساشی کی نظر صفدر کی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر پڑ گئی۔ وہ گھڑی دیکھ کر زور سے چونکی۔ کیونکہ وہ صاف پہچان گئی کہ یہ وہ گھڑی نہیں جو فاروق کے ہاتھوں پر بندھی ہوئی تھی۔

آپ اسے غلطی سمجھیے یا جلد بازی کا نتیجہ کہ انہوں نے کپڑے تبدیل کرنے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ گھڑیاں تبدیل نہیں کیں۔ صفدر نے اسے چونکتا ضرور دیکھا۔ لیکن وہ سمجھ نہیں سکا کہ لڑکی کس چیز پر چونکی ہے۔

"فاروق کہاں ہے" ـــــ لڑکی کی آواز میں سختی آگئی۔

"کیا مطلب" ـــــ اب صفدر کے چونکنے کی باری تھی۔

"مطلب یہ کہ آپ کون ہیں اور فاروق کہاں ہے۔ جسے کل یہاں قید کیا گیا تھا" ـــــ لڑکی کی آواز میں سختی بڑھتی جا رہی تھی۔

لڑکی کے منہ سے یہ فقرے سنتے ہی اس کے ساتھ کھڑے ہوئے نوجوان نے برین گن جلدی سے سیدھی کی۔

"میں فاروق ہوں" ـــــ صفدر نے اطمینان سے جواب دیا۔

"یانگ انہیں روم نمبر تھری میں لے چلو" ـــــ اچانک لڑکی نے ساتھ کھڑے نوجوان کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"چلو مسٹر" ـــــ یانگ نے صفدر کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔

صفدر چپ چاپ بستر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مادام پہلے ہی کمرے سے باہر

جا کھڑی ہوئی تھی۔

صفدر دروازے کی طرف بڑھا۔ برین گن والا اس کے پیچھے آ گیا۔ صفدر جب دروازے کے قریب پہنچا۔ تو اچانک اسے ایک ترکیب سوجھ گئی۔ مادام دروازے کی ایک طرف کھڑی اسے جاتا بغور دیکھ رہی تھی۔ صفدر جب اس کے قریب سے گزرا تو اچانک اس نے بجلی کی طرح لپک کر مادام کو جھپٹ کر اپنے آگے کر لیا۔ مادام کافی تڑپی۔ لیکن گرفت صفدر کی تھی۔ جسے اس معاملے میں جونک کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

بہرحال پانگ اب کشمکش در پیچ میں پھنس گیا تھا۔ صفدر کا ایک بازو اچانک مادام کی گردن سے لپٹ گیا۔ اس نے بازو کی گرفت تنگ کرنی شروع کر دی۔

"اپنے آدمی سے کہو کہ برین گن پھینک دے۔ ورنہ میں گردن توڑ دوں گا۔" صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

مادام کی آنکھیں باہر نکلنے لگیں۔ لیکن وہ خاموش رہی۔ صفدر نے کچھ سوچ کر گرفت ذرا ڈھیلی کر دی۔

پانگ ابھی تک برین گن ہاتھ میں لیے کشمکش میں مبتلا تھا۔

صفدر نے جب اس طرح دال گلتی نہ دیکھی تو گرفت کو اور زیادہ تنگ کرنا شروع کر دیا۔

اچانک مادام کے گلے سے پھنسی پھنسی سی آواز نکلی۔

"پانگ برین گن پھینک دو" ـــــ مادام نے پانگ کو کہا۔

اور پانگ نے برین گن نیچے پھینک دی۔

"دس قدم پیچھے ہٹ جاؤ" ـــــ صفدر سانپ کی طرح پھنکارا۔

پانگ نے غیر اختیاری طور پر صفدر کے حکم پر عمل کیا اور دس قدم پیچھے ہٹ

گیا۔ صفدر مادام کو لئے ہوئے آگے بڑھا۔ اور برین گن کے قریب پہنچ کر اچانک اس نے مادام کو زور سے پانگ کی طرف دھکیلا۔

مادام ایک جھٹکے سے پانگ پر جا پڑی۔

صفدر نے پھرتی سے برین گن اٹھائی۔

"اب تم دونوں ہاتھ اونچے کر لو۔ ورنہ ابھی بھون کر رکھ دوں گا" ـــــ صفدر نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا۔

اور دونوں نے خاموشی سے ہاتھ اونچے کر لیے۔

"لڑکی بتاؤ تمہاری عمران کے ساتھ کیا دشمنی ہے" ـــــ صفدر نے لڑکی سے پوچھا۔

"وہ میرا محبوب ہے۔ اس نے مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ پھر بے وفائی کر کے بھاگ گیا۔ اب میں ہر قیمت پر اس سے ملنا چاہتی ہوں" ـــــ مادام نے دشمنی کی وجہ بتلاتے ہوئے کہا اور صفدر دشمنی کی وجہ سن کر اپنے قہقہے پر قابو نہ پا سکا۔

اس کے زوردار قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔

"ٹھیک ٹھیک بتلاؤ تم مجھ سے زیادہ عمران کو نہیں جانتی" ـــــ صفدر نے کہا۔

"میں نے صحیح بتایا ہے" ـــــ مادام نے اطمینان سے کہا۔

اچانک پانگ کو نجانے کیا سوجھی کہ وہ اپنی جگہ سے اچھل کر صفدر پر آنے لگا۔

صفدر نے بے دریغ ٹریگر دبا دیا۔ گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی۔ اور پانگ کا جسم ہوا میں قلابازیاں کھا گیا۔

اور پھر دھپ سے فرش پر آ گرا۔ اس کے جسم میں ان گنت سوراخ ہو گئے تھے۔

"یہ تم نے کیا کیا" ——— مادام چیخ اٹھی۔ مگر صفدر نے اس کے چیخنے کا کوئی نوٹس نہ لیا۔

"اب صحیح صحیح بتلا دو ——— ورنہ تمہارا بھی یہی حشر ہوگا" ——— صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

یانگ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

"میں کچھ نہیں جانتی مجھے عمران کا پتہ معلوم کرنے حکم ملا تھا" ——— مادام نے روتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب تمہیں یہ حکم کس نے دیا تھا" ——— صفدر الجھ گیا۔

"مادام باساشی نے" ——— لڑکی نے روتے ہوئے کہا۔

"لیکن یانگ تمہیں بھی مادام کے نام سے پکار رہا تھا" ——— صفدر نے الجھن آمیز لہجے میں کہا۔

لیکن دوسرے لمحے اچانک اسے اتنے زور کا دھکا لگا کہ وہ منہ کے بل فرش پر جا گرا۔

برین گن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ جسے مادام نے پھرتی سے اٹھا لیا۔

صفدر تیزی سے فرش پر سے اٹھا۔ مگر اب وہ دو برین گنوں کے نشانے پر تھا۔

دھکا دینے والا ایک قوی ہیکل جاپانی تھا۔ صفدر سے غلطی یہ ہوئی تھی کہ عین دروازے کے درمیان کھڑا تھا۔ اس نے دروازہ بند نہیں کیا تھا۔ اس لیے دوسرے آدمی کو آتا ہوا نہ دیکھ سکا۔ اور مار کھا گیا۔

"منگی اسے رسی سے باندھ دو" ——— لڑکی کا لہجہ اچانک سخت ہو گیا۔

آنے والے جاپانی کا نام منگی تھا۔ اس نے برین گن ایک طرف رکھی اور جیب سے رسی نکال کر صفدر کی طرف بڑھا۔

"خبردار اگر تم نے کوئی حرکت کی تو میں بے دریغ گولی چلا دوں گی" ——— لڑکی نے غراتے ہوئے کہا۔

پھر صفدر برین گن کے سامنے مجبور ہو گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر کس کر باندھ دیئے گئے۔

"اسے لے کر روم نمبر تھری میں چلو" ——— لڑکی نے منگی کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

اور منگی نے برین گن اٹھا کر صفدر کی پشت سے لگا دی۔

"چلو کمرے سے باہر نکلو" ——— اس کی آواز میں تلوار کی سی کاٹ تھی۔

صفدر چپ چاپ کمرے سے باہر نکل آیا۔ پھر مختلف راہداریوں اور کمروں سے گزرنے کے بعد اسے ایک بڑے کمرے میں لے جایا گیا۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی میز پڑی تھی۔ جس کے اردگرد چمڑے کے تسمے نصب تھے۔ اسے برین گن کی مدد سے اس میز پر لیٹنے پر مجبور کر دیا گیا اور پھر منگی نے اس کے جسم کو چمڑے کے ان تسموں سے اچھی طرح کس دیا۔ اب صفدر بے بس تھا۔

"منگی اس کا میک اپ صاف کر دو" ——— لڑکی نے مخاطب ہوتے ہوئے

"میک اپ" ——— منگی نے حیرت سے کہا۔

"ہاں کیونکہ یہ وہ نہیں۔ جسے ہم نے قید کیا تھا۔

اس کی اور اس کی گھڑی میں فرق ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ اس کے

میک اپ میں ہے۔ لڑکی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

" اوکے مادام " ---- میں ابھی امونیا لے آتا ہوں۔ منگی نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ صفدر خاموش تھا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اب یہاں سے چھٹکارا کیسے حاصل کیا جائے۔ چند ہی لمحے بعد منگی دوبارہ اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں امونیا کی بوتل تھی۔

" اس کا منہ صاف کرو " ---- مادام نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

اور منگی سیدھا صفدر کے چہرے کے قریب بڑھا۔ پھر امونیا سے اس کا میک اپ صاف کر دیا گیا۔

اب صفدر اپنی اصلی شکل میں میز پر پڑا تھا۔

" اب بتاؤ تم کون ہو اور وہ فاروقی کہاں گیا " ---- مادام نے صفدر کے قریب آ کر پوچھا۔ اس سے پہلے کہ صفدر جواب دیتا۔ کمرے سے ایک تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔

مادام ایک لمحے کے لیے چونکی۔ پھر کمرے میں لگی ہوئی ایک الماری کی طرف تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی بڑھ گئی۔

اس نے الماری کھول کر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا۔ سیٹی کی آواز اسی ٹرانسمیٹر سے آ رہی تھی۔ اس نے بٹن آن کر دیا۔

سیٹی کی آواز آنی بند ہو گئی۔ اب اس کی بجائے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آواز آنے لگی۔

" ہیلو ---- ہیلو مادام باساشی سپیکنگ " ---- اس نے تین دفعہ فقرہ دہرایا تو دوسری طرف سے آواز آئی۔

" مادام باساشی دس اینڈا اوور " آواز بھی کسی عورت کی تھی۔

اس عورت کے لہجے میں بلی کی سی غراہٹ تھی۔

" یس مادام اوور " ---- باساشی نے کہا۔

" مادام باشاشی عمران کا کوئی پتہ چلا " ---- اوور۔

" نو مادام میں بھرپور کوشش کر رہی ہوں۔ میں نے کل اس کے ایک دوست کو پکڑا تھا۔ لیکن وہ بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب ایک اور گرفتار کیا ہے۔ اس وقت اس سے پوچھ گچھ کر رہی ہوں " ---- مادام باساشی نے تفصیل سے بتلاتے ہوئے کہا۔

" جلد از جلد اسے ڈھونڈ نکالو۔ تم نے اس بار اپنے مشن میں کافی دیر لگا دی ہے " ---- اوور دوسری طرف سے آواز آئی۔

" مادام میں کیا کروں فلیٹ کی تباہی کے بعد وہ گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو گیا ہے " ---- اوور باساشی نے جواب دیا۔

" میں کچھ نہیں جانتی۔ مجھے ہر قیمت پر جلد از جلد اس کی لاش چاہیئے " ---- اوور۔

اوکے مادام میں بہت جلد آپ کو خوشخبری سناؤں گی " ---- اوور

" اوکے اوور اینڈ آل " ---- دوسری طرف سے آواز آنی بند ہو گئی۔

اب ٹرانسمیٹر سے دوبارہ زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

باساشی نے بٹن آف کیا۔ اور پھر ٹرانسمیٹر کو دوبارہ الماری میں رکھ کر وہ صفدر کی طرف مڑی۔

" ہاں اب بتاؤ " ---- اس نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کیا بتاؤں " ---- صفدر کے لہجے میں جھنجلاہٹ تھی۔

" تمہارا نام کیا ہے "۔

"سعید" ——— صفدر نے اپنے نام کا آخری حصہ بتلایا۔

"فاروق کہاں ہے" ——— باساشی نے پوچھا۔

"کون فاروق" ——— صفدر نے حیرت سے کہا۔

"جس کے میک اپ میں تم تھے" ——— باساشی نے پھر دریافت کیا۔

"اور اس نے اپنا نام تمہیں فاروق بتلایا تھا" ——— صفدر نے حیرت آمیز لہجے میں کہا۔

"تو کیا اس کا نام فاروق نہیں" ——— باساشی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مادام باساشی صاحبہ وہ عمران تھا فاروق نہیں" ——— صفدر نے رک رک کر بڑے ڈرامائی انداز میں جواب دیا۔ اور باساشی یوں زور سے اچھلی۔ جیسے اسے کسی بچھو نے کاٹ لیا ہو۔

"کک ——— کک ——— کیا مطلب کیا وہ عمران تھا" ——— اس کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹنے کے قریب ہو رہی تھیں۔

"جی ہاں وہ میک اپ میں تھا" ——— صفدر نے اطمینان سے جواب دیا۔

"تم یہاں کیسے آئے" ——— باساشی نے دریافت کیا۔

"اپنے پیروں پر چل کر" ——— صفدر نجانے کیوں مطمئن تھا۔

"شٹ اپ سیدھی طرح تمام سوالات کا جواب دو۔ ورنہ میں کھال ادھیڑ دوں گی" ——— باساشی کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"اگر رعب دے رہی ہو تو میں نہیں بتلاتا۔ جو کچھ بگاڑنا ہے بگاڑ لو" ——— صفدر بھی شاید ضد میں آ گیا تھا۔

"منگی چاقو نکال لو" ——— مادام نے منگی سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو میز کے قریب ہی کھڑا تھا۔

"او کے مادام" ——— منگی نے ادب سے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

اس نے جیب سے ایک لمبا سا شکاری چاقو نکال کر کھول لیا۔

"اس کی بائیں آنکھ نکال دو" ——— باساشی کا لہجہ انتہائی بے رحم تھا۔

اور منگی نے شکاری چاقو کی نوک آہستہ آہستہ صفدر کی بائیں آنکھ کی طرف بڑھانی شروع کر دی۔

صفدر کے جسم کا خون سمٹ کر اس کے چہرے پر آ گیا۔ اس نے اپنے آپ کو چھڑانے کی بے حد کوشش کی لیکن چمڑے کے مضبوط تسمے اسے ہلنے بھی نہیں دے رہے تھے۔

چاقو کی نوک لمحہ بہ لمحہ اس کی آنکھ کے قریب آتی جا رہی تھی۔

"اب بھی وقت ہے۔ اگر تم سب کچھ بتلانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تو تمہاری آنکھ بچ سکتی ہے" ——— باساشی نے صفدر کو کہا۔

"نہیں اب میں کچھ نہیں بتاؤں گا" ——— صفدر نے مضبوط لہجے میں جواب دیا

"آنکھ نکال دو" ——— باساشی نے کہا۔

اور منگی نے جس کے چاقو کی نوک صفدر کی بائیں آنکھ کے قریب پہنچ چکی تھی۔ یکدم چاقو کو جھٹکا دیا اور پھر کمرہ ایک زوردار چیخ سے گونج اٹھا۔

صبح کے نو بجے کا وقت تھا۔ عمران اپنی اصلی شکل میں ہوٹل مالابار کے ہال میں بیٹھا چائے پی رہا تھا۔ اس سے تیسری میز پر بلیک زیرو بھی موجود تھا۔

عمران نے مجرموں کو ٹریس کرنے کے لیے فیصلہ کیا تھا کہ وہ آج تمام دن اصل شکل میں ہوٹل گردی کرے گا۔ چنانچہ اس پروگرام کے تحت عمران اور بلیک زیرو اس وقت ہوٹل میں موجود تھے۔

بلیک زیرو بظاہر اخبار پڑھنے میں مصروف تھا مگر اس کی نظریں ہوٹل میں بیٹھے ہوئے ایک ایک فرد کی نگرانی کر رہی تھیں۔ عمران بڑی سنجیدگی سے چائے پینے میں مصروف تھا۔ چائے پینے کے بعد اس نے ویٹر کو بلا کر بل ادا کیا۔ اور پھر اٹھ کر ہوٹل سے باہر نکل آیا۔

بلیک زیرو اپنا بل پہلے ہی ادا کر چکا تھا۔ عمران کے باہر جانے کے بعد وہ بھی چند منٹ تک ہوٹل میں موجود رہا۔ اس نے دیکھا کہ عمران کے باہر نکلتے ہی ایک نوجوان پھرتی سے اپنی میز سے اٹھا اور ہوٹل سے باہر نکل گیا۔ بلیک زیرو بھی اس کے پیچھے پیچھے باہر نکل آیا۔ اس وقت عمران کی کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکل رہی تھی۔

وہ نوجوان بھی پارکنگ شیڈ میں موجود ایک سرخ رنگ کی کار میں سوار ہو گیا

بلیک زیرو نے بھی اپنی کار اس کے پیچھے لگا دی۔ دو تین سڑکیں پار کرنے کے بعد بلیک زیرو کو یقین ہو گیا کہ سرخ کار عمران کا تعاقب کر رہی ہے۔ اس نے کار میں لگے ہوئے ٹرانسمیٹر کو آن کیا۔

"ہیلو عمران صاحب سرخ رنگ کی کار آپ کا تعاقب کر رہی ہے یہ ہوٹل سے ہی آپ کے پیچھے لگی تھی" ــــــ بلیک زیرو نے عمران کو تعاقب سے باخبر کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے علم ہے۔ بلیک زیرو تم بس اس کا تعاقب کرتے رہو۔ لیکن اسے تعاقب کا علم نہیں ہونا چاہیے" ــــــ عمران کی سنجیدگی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

اور بلیک زیرو نے اوکے کہہ کر ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ عمران کی کار اس وقت شہر کی ایک مصروف ترین سڑک پر سے گزر رہی تھی۔ سرخ رنگ کی کار عمران کی کار سے دو کاریں چھوڑ کر پیچھے تھی۔ اور اس سے دو کاریں چھوڑ کر بلیک زیرو چل رہا تھا۔ اس سڑک سے گزرنے کے بعد عمران نے ساحل سمندر کی طرف جانے والی سڑک پکڑ لی۔ یہاں ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔

کافی دور جا کر عمران نے اچانک اپنی کار سڑک کی ایک سائیڈ پر روک دی۔ اور خود اس سے باہر نکل کر کھڑا ہو گیا۔ اس سے تقریباً دو سو گز پیچھے سرخ رنگ کی کار آ رہی تھی۔

عمران سڑک کے درمیان آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کار روکنے کے لیے ہاتھ کا اشارہ کیا۔

سرخ رنگ کی کار آہستہ آہستہ ہوتی ہوئی اس کے قریب آ کر رک گئی۔ اسے وہی نوجوان چلا رہا تھا جو عمران کے بعد ہوٹل سے نکلا تھا۔ اس نے کھڑکی سے سر نکال کر پوچھا۔

"فرمائیے"

"آپ کے پاس نمک دانی ہو گی" ــــــــ عمران نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔

"جی" ــــــــ نوجوان نے بوکھلا کر پوچھا۔

"کمال ہے آپ کار رکھ سکتے ہیں۔ مگر نمک دانی نہیں رکھ سکتے" ــــــــ عمران نے جھنجلاتے ہوئے کہا۔

اور نوجوان حیرت کی زیادتی سے خاموش ہو گیا۔

استنے میں بلیک زیرو کی کار بھی ان کے قریب آکر رک گئی۔

بلیک زیرو کار سے اتر کر اس نوجوان کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی وہ کھڑکی کے قریب پہنچا۔ عمران نے اسے اشارہ کر دیا۔ اس نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کی کنپٹی سے لگا دیا۔

"شرافت سے باہر نکل آؤ ورنہ ابھی سر میں سوراخ ہو جائے گا" ــــــــ بلیک زیرو غرایا۔

اور پھر نوجوان اور کوئی چارہ نہ دیکھ کر خاموشی سے کار سے باہر نکل آیا لیکن ابھی وہ دو قدم بھی نہیں چلا ہو گا کہ پیچھے سے ایک سیاہ رنگ کی کار تیز رفتاری کے ساتھ دوڑتی ہوئی لمحہ بہ لمحہ ان کے قریب آتی گئی۔ سب سے پہلے عمران نے خطرہ محسوس کیا۔

"طاہر بچو" ــــــــ خطرہ ــــــــ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو نوجوان کو لے کر اپنی کار کی طرف بھاگا۔ لیکن اتنے میں کار ان کے قریب سے گزری۔ اس میں سے برین گن کا برسٹ مارا گیا۔

بلیک زیرو اسے چھوڑ کر سڑک کے نشیب میں چھلانگ لگا چکا تھا۔ اس لیئے وہ تو بال بال بچ گیا۔ البتہ ایک گولی نے اس کی بائیں پنڈلی پر ہلکی سی خراش ضرور ڈال دی تھی۔ لیکن وہ نوجوان براہ راست گولیوں کی زد میں آگیا تھا۔ اس لیئے وہ بھونتا

گیا۔ عمران جو پہلے ہی اپنی کار کی آڑ لے چکا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کی کار کے پچھلے ٹائر پر ریوالور سے گولی چلا دی۔ مگر نشانہ صحیح نہیں لگا۔ کیونکہ کار کافی تیز رفتاری سے جا رہی تھی۔ عمران نے پھرتی سے اپنی کار کا دروازہ کھولا۔ اور پھر دوسرے لمحے اس کی کار بھی انتہائی تیزی سے سیاہ رنگ کی کار کے پیچھے دوڑ رہی تھی۔

بلیک زیرو نے بھی عمران کی پیروی کی اور اس کی کار بھی عمران کے پیچھے لگ گئی۔

اب تینوں کاریں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑ رہی تھیں۔ عمران نے اپنی کار کا فاصلہ سیاہ رنگ کار سے بہت زیادہ رکھا تھا۔ کیونکہ اسے علم تھا۔ کہ ان کے پاس برین گن ہے ہو سکتا ہے۔ رائفل بھی ہو۔ بہر حال وہ اس کا تعاقب کرنا چاہتا تھا۔

سیاہ کار مختلف سڑکوں پہ سے ہوتی ہوئی شہر میں داخل ہو گئی۔

عمران نے اب اپنی کار کی رفتار تیز کر دی۔ کیونکہ شہر میں زیادہ فاصلہ رکھ کر وہ اس کار کو ہاتھ سے گنوانا نہیں چاہتا تھا۔ سیاہ رنگ کی کار اچانک ہوٹل مالا بار کے کمپاؤنڈ میں گھس گئی۔ عمران نے ایک لمحے کے لیئے سوچا۔ پھر اس نے بھی اپنی کار ہوٹل مالا بار کے کمپاؤنڈ میں موڑ دی۔ اس نے اپنی کار عین اس سیاہ کار کے قریب جا کھڑی کی۔ کمپاؤنڈ میں داخل ہوتے ہی اسے اس سیاہ کار سے دو جاپانی اترتے نظر آئے۔

جس وقت عمران کی کار رکی۔ اس وقت وہ دونوں جاپانی ہوٹل کے مین گیٹ کے قریب پہنچ چکے تھے۔

عمران کار سے اترا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ ان کے پیچھے چل پڑا۔

بلیک زیرو کی کار بھی کمپاؤنڈ میں داخل ہو چکی تھی۔

بلیک زیرو اس دوران ریڈی میڈ میک اپ کر چکا تھا۔ یعنی نقلی مونچھیں اس نے ہونٹوں پر چپکائی تھیں۔ عمران جب ہال میں داخل ہوا تو ان میں سے ایک جاپانی کاؤنٹر پر کھڑا کسی کو ٹیلیفون کرنے میں مصروف تھا۔ دوسرا ایک ٹیبل پر بیٹھا ہوا

تھا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سیدھا اس میز کی طرف بڑھا۔ جہاں وہ جاپانی بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں" ـــــ عمران اس کے قریب جا کر رک گیا

جاپانی نے ایک نظر بغور عمران کی طرف دیکھا۔ پھر مسکراتے ہوئے بولا۔

ضرور تشریف رکھیں۔ آپ کے لیے ہی تو ہم اس ہوٹل میں آئے ہیں۔

عمران کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میرے لیے آپ اتنے بڑے ہوٹل میں کیوں آئے ہیں۔ میں تو تندور پر بھی بیٹھ کر کھانا کھانے کا عادی ہوں" ـــــ عمران نے بھی ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا۔

اتنے میں دوسرا جاپانی بھی ٹیلیفون سے فارغ ہو کر میز کی طرف آیا۔

وہ عمران کو وہاں بیٹھا دیکھ کر ایک لمحے کے لیے ٹھٹھک گیا۔ پھر ساتھ والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"آپ بڑے دیدہ دلیر ہیں" ـــــ پہلے جاپانی نے عمران کو کہا۔

"شکریہ آپ کی ذرہ نوازی ہے ویسے آپ کے تو دیدے خوردبین سے دیکھنے پڑتے ہیں" ـــــ عمران نے جاپانی کو کہا۔

اچانک پاس بیٹھے جاپانی نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کی نالی عمران کی طرف کر دی۔

ریوالور بالکل چھوٹا سا تھا۔ دوسرا اس کے دستے پر رومال لپٹا ہوا تھا۔ جو کسی کو پہلی نظر میں نظر نہیں آسکتا تھا۔

"مسٹر عمران اب آپ شرافت سے اٹھ کر ہوٹل سے باہر چلیے" ـــــ دوسرے جاپانی جو انتہائی سنجیدہ معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے عمران کو کہا۔

"آپ کو جس نے بھی عمران کے متعلق بتایا ہے۔ غلط بتایا ہے۔ آپ اس ٹیڈی

ریوالور سے عمران کو ڈرانے چلے ہیں" ـــــ عمران کو بھی غصہ آگیا۔

بلیک زیرو نے بھی جاپانی کو ریوالور نکالتے دیکھ لیا تھا۔

لیکن وہ خاموش اپنی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"بہرحال آپ خاموشی سے ہوٹل سے باہر نکل چلیے" ـــــ اب دوسرے جاپانی کے ہاتھ میں بھی ریوالور نظر آ رہا تھا۔

"چلیے صاحب۔ دو ملاؤں میں مرغی حرام تو ہو ہی جاتی ہے" ـــــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر عمران آگے آگے اور وہ دونوں جاپانی ریوالوروں کو جیبوں کے اندر پکڑے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے ہوٹل سے باہر نکل آئے۔

"اس کار میں بیٹھ جائیے" ـــــ ایک جاپانی نے اسے سیاہ کار کی پچھلی سیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

عمران خاموشی سے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے جاپانی نے ڈرائیونگ سنبھالی اور پھر کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکل آئی۔

"کیوں دوست تم میں سے کون کون شادی شدہ ہے" ـــــ عمران نے دونوں سے کہا۔

"کوئی بھی نہیں" ـــــ ڈرائیور نے جواب دیا۔

"اور پھر تو ٹھیک ہے۔ ورنہ مجھے تو خطرہ پیدا ہو گیا تھا" ـــــ عمران نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا خطرہ" ـــــ اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے جاپانی نے کہا۔ جو ہاتھ میں ریوالور لیے بیٹھا تھا۔

"یہی کہ" ـــــ عمران نے اس کے کان کی طرف جھکتے ہوئے کہا اور دوسرے

سمھا اس کا ریوالور عمران کے ہاتھ میں تھا۔

عمران نے ریوالور کی نالی جاپانی کے پہلو سے لگا دی۔

آگے بیٹھے ہوئے جاپانی کو معلوم بھی نہیں ہو سکا کہ اتنی خاموشی سے حالات بدل جائیں گے۔

ایک موڑ پر جیسے ہی کار آہستہ ہوئی اچانک وہ جاپانی کار کا دروازہ پھرتی سے کھول کر نیچے کود گیا۔

ڈرائیور نے اضطراری طور پر بریک لگا دی۔

"چلو دوست تم تو چلو" ——— عمران نے ریوالور اس کی پشت سے لگاتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ سب کچھ کیسے ہو گیا" ——— جاپانی نے حیرت سے کہا۔

"تم چلو ورنہ گولی مار دوں گا" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

جاپانی نے کار چلا دی۔

اب اس کی رفتار انتہائی تیز تھی۔ عمران اسے ہدایات دیتا جا رہا تھا۔

"مسٹر عمران میرے ساتھ تم بھی مرنے کو تیار ہو جاؤ" ——— اچانک جاپانی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا مطلب" ——— عمران نے حیرت سے کہا۔

لیکن پھر یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹ گئیں کہ کار سڑک سے اتر کر انتہائی تیز رفتاری سے ایک عمارت کی ننگی دیوار کی طرف دوڑ رہی تھی۔ دوسرے لمحے کار دیواروں کے قریب پہنچ گئی۔ اب ٹکراؤ میں چند لمحے رہ گئے۔ ایک لمحہ۔ دوسرا لمحہ تیسرا لمحہ اور پھر کار ایک زبردست دھماکے سے دیوار سے ٹکرا گئی۔ ٹکراؤ اتنا زوردار تھا کار بالکل اس طرح پچک گئی جیسے غبارے سے ہوا نکال دی جائے۔

جولیا ورکنگ گون پہنے ایک مشین کے سامنے بیٹھی تھی۔ جس ہال میں وہ کام [illegible]رہی تھی۔ وہاں چاروں طرف چھوٹی بڑی بے شمار مشینیں کام کر رہی تھیں۔ جولیا [illegible]یہ دیکھ کر حیرت ہوئی تھی کہ تقریباً آدھی سے زیادہ مشینوں کو لڑکیاں اپریٹ [illegible]رہی تھیں۔

جولیا پچھلے دو دنوں سے یہاں ڈیوٹی دے رہی تھی۔ اس کی ڈیوٹی بے حد [illegible]سان تھی۔

جس مشین پر اسے بٹھایا گیا تھا۔ وہ تقریباً مکمل طور پر آٹومیٹک تھی۔ اس کا کام [illegible]رف اتنا تھا کہ وہ ہر ایک گھنٹے کے بعد مشین پر لگے ہوئے ڈائل کی ریڈنگ ایک نوٹ [illegible]بک پر درج کرتی جائے۔

جولیا کو ان دو دنوں کے دوران بے حد کوشش کرنے کے باوجود بھی کسی [illegible]پراسرار نقل و حرکت کا احساس نہ ہو سکا۔ اس نے صرف اتنا سنا تھا کہ پچھلے دنوں [illegible]یہاں تین نقاب پوشوں کو گرفتار کیا گیا تھا جن میں سے ایک پہرے دار کی برین گن [illegible]ی نظر ہو گیا تھا۔ دوسرے نے پراسرار طور پر خودکشی کر لی تیسرا جو ایک پہرے دار [illegible]ی وردی پہنے ہوتے تھا کسی نے پوچھ گچھ سے پہلے اسے گولی مار دی۔ گولی مارنے [illegible]والے کو بے حد تلاش کیا گیا۔ لیکن کوئی پتہ نہ چلا۔

جولیا کی ان دنوں میں صرف ایک ہی دوست بنی تھی۔ اس کے پاس مشین پر کام کرنے والی قدرے جاپانی خدوخال والی لڑکی ربیکا ——— ربیکا بڑی خوش اخلاق اور ہنس مکھ لڑکی تھی۔

"جولیا آؤ کنٹین میں چائے پی کر آئیں" ——— ڈیوٹی آف ہوتے ہی ربیکا نے اسے دعوت دیتے ہوئے کہا۔

اور جولیا نے اس دعوت کو قبول کر لیا۔ جولیا کو جنرل منیجر کے ایک سپیشل آرڈر سے گھومنے پھرنے کی مکمل آزادی دے دی گئی تھی۔ جس کی وجہ سے ڈیوٹی کے بعد جولیا آزاد تھی۔ کہ وہ ان تہہ خانوں میں جہاں چاہے آجا سکتی تھی۔

چنانچہ ربیکا اور وہ دونوں کنٹین میں چائے پینے چلی گئیں۔

"آپ کی جنرل منیجر سے واقفیت بہت گہری معلوم ہوتی ہے" ——— ربیکا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں" ——— جولیا نے ٹالتے ہوئے کہا۔

"آپ کب سے یہاں کام کر رہی ہیں" ——— جولیا نے موضوع بدلنے کے لیے ربیکا سے سوال کیا۔

"پچھلے دو سال سے" ——— ربیکا نے اطمینان سے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے آپ کو یہاں کام کرتے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا ہے" ——— جولیا نے حیرت سے کہا۔

"جی ہاں اب کل پرسوں تک میری ترقی ہونے والی ہے اور میں خفیہ شعبے میں ہی جاؤں گی" ——— ربیکا نے اسے بتایا۔

"خفیہ شعبہ کیا ہے" ——— جولیا نے حیرت سے پوچھا۔

"یہاں خفیہ شعبے کے متعلق کچھ بتلانا جرم ہے۔ آپ کو خود بخود آہستہ آہستہ پتہ چل

جائے گا" ——— ربیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہوں ٹھیک ہے" ——— جولیا نے کہا اور پھر چائے پینے میں مشغول ہو گئی اس طرح چائے پینے کے دوران ان میں مختلف موضوعات پر بات چیت ہوتی رہی۔ پھر دونوں اٹھ کر اپنے اپنے کمروں کی طرف چل دیں۔

جولیا اپنے کمرے میں آئی۔ اس نے ورکنگ گاؤن اتار کر دوسرے کپڑے پہنے اور پھر بستر پر لیٹ گئی۔ اچانک اسے خیال آیا کہ ربیکا سے پتہ کیا جائے کہ آیا وہ کل ہمارے شعبے میں کام کرے گی۔ یا کل سے ہی خفیہ شعبے میں چلی جائے گی۔

پہلے اس نے سوچا کہ ٹیلیفون کر کے پوچھ لے۔ لیکن پھر اسے خیال آیا کہ کہیں ربیکا سو نہ گئی ہو۔ میں چل کر خود دیکھ لیتی ہوں۔ اگر سو چکی ہوگی تو پھر نہ پوچھوں گی ورنہ گھنٹہ دو گھنٹہ گپ شپ ہو جائے گی۔ وہ کمرے سے باہر نکلی۔ اس نے کمرے کو بند کیا۔ اور پھر ربیکا کے کمرے کی طرف چل پڑی۔ ربیکا کا کمرہ ایک اور راہداری میں تھا۔ اس لیے اس کمرے تک پہنچنے کے لیے دس منٹ لگ گئے۔ ربیکا کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔ دروازے کو ہاتھ سے دبایا۔ لیکن دروازہ اندر سے بند تھا۔

یہ دیکھنے کے لیے کہ ربیکا سو چکی ہے یا نہیں۔ اس نے ہول سے آنکھ لگا کر اندر دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر چونک اٹھی کہ ربیکا اپنے ہاتھ کی انگوٹھی کو منہ لگا کر آہستہ آہستہ باتیں کر رہی ہے۔

اس کے بولنے کے انداز سے وہ قدرے کھٹک سی گئی۔ اس نے ایک لمحے کے لیے راہداری میں دیکھا۔ راہداری خالی تھی۔ اس نے کان کی ہول سے لگا دیے اس کے کانوں میں ہلکی ہلکی آواز آنے لگی۔

ربیکا کہہ رہی تھی۔

"یس مادام باساشی سپیکنگ اوور"۔
اور یہ سن کر جولیا کو یقین ہوگیا کہ ربیکا باساشی ٹرانسمیٹر پر کسی سے باتیں کر رہی ہے۔

اس کی انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی دراصل انگوٹھی نہیں بلکہ ہلکے جدید قسم کا ٹرانسمیٹر تھا۔ قدرت نے اتفاقاً اسے یہ موقعہ دے دیا تھا جو وہ کبھی خواب میں بھی تصور نہیں کر سکتی تھی کہ ربیکا بھی مجرم ہو سکتی ہے۔

"یس مادام ابھی تک مجھ پر کسی نے شک نہیں کیا اور اتفاق سے میں نے یہاں جس لڑکی کا روپ دھارا ہے۔ وہ سب سے سنیئر اور با اعتماد تھی۔

"اوور"—— پھر وہ انگوٹھی کو کان سے لگا کر سنتی رہی اور پھر بولی۔
"یس میں کل سیکرٹ ڈیپارٹمنٹ میں تبدیل ہو جاؤں گی۔ اور وہیں ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا"

"یس مجھے امید ہے کہ پرسوں آپ کو خوشخبری سناؤں گی مادام اوور"——
جولیا نے اندازہ لگایا کہ دوسری طرف بھی کوئی عورت ہے اس لیے ربیکا باساشی اسے بار بار مادام کے نام سے پکار رہی ہے۔
اچانک جولیا نے محسوس کیا کہ کوئی شخص آرہا ہے۔ اس نے پھرتی سے کی ہول سے کان ہٹا کر دروازہ پر دستک دی۔
تقریباً دو منٹ بعد دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والی خود ربیکا تھی۔ جولیا کمرے کے اندر داخل ہو گئی۔

کیپٹن شکیل آدھی رات سے شہزاد کالونی کی کوٹھی کے باہر ایک درخت پر
[illegible]یٹھا ہوا تھا۔ تقریباً بارہ بجے کے قریب ایکسٹو نے اسے فون کر کے حکم دیا تھا کہ فوراً شہزاد
[illegible]لونی چلا جائے۔ اور کوٹھی نمبر ۱۲۶ کی نگرانی کرے۔ کسی قسم کی بھی پراسرار نقل و حرکت
[illegible]نظر رکھنا اس کی ڈیوٹی میں شامل ہے۔
اس کے علاوہ ایکسٹو نے اسے بھی بتایا تھا کہ صفدر میک اپ میں اسی
[illegible]ٹھی کے ایک تہہ خانے میں بند ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مجرم اس سے پوچھ گچھ کریں۔ یا
[illegible]س پر سختی کریں تو وہ حالات دیکھ کر اسے کوٹھی میں داخلے کی بھی اجازت ہے اور
[illegible]س کے بعد وہ موقع مناسب سے جو مناسب سمجھے کرے۔ چنانچہ ایکسٹو کے حکم کی
[illegible]ہ پوری رات بھر سے یہاں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ وہی کوٹھی تھی۔ جس کی نشاندہی اس
[illegible]ایکسٹو کو کی تھی۔ لیکن کوٹھی بالکل تاریک اور سنسان پڑی تھی۔ اس میں زندگی
[illegible]لی کوئی آثار نہیں تھے۔
پہلے کیپٹن شکیل نے سوچا کہ کوٹھی کے اندر داخل ہو کر معلومات کرے۔ لیکن پھر
[illegible]نے کیا سوچ کر وہ رک گیا۔ چنانچہ وہ باہر ہی درخت پر بیٹھا رہا۔ تقریباً چار بجے کے
[illegible]ب جب کہ ابھی تاریکی پوری طرح چھٹی نہیں تھی۔ ایک کار رکی۔ کار کی لائٹیں بجھی
[illegible]ی تھیں۔ اس لیے وہ دیکھ نہ سکا کہ کار کے اندر کتنے افراد موجود ہیں۔

کار کوٹھی کے پھاٹک پر آکر رک گئی۔ کار میں سے ایک شخص اترا۔ وہ چند لمحے پھاٹک کے قریب رکا رہا۔ پھر کیپٹن شکیل نے دیکھا کہ وہ پھاٹک کھول رہا ہے۔ پھاٹک پوری طرح کھولنے کے بعد وہ ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

کار پھاٹک کے اندر چلی گئی۔ اس شخص نے پھاٹک دوبارہ بند کر دیا۔ لیکن شکیل نے سوچا کہ اب صفدر کے متعلق ضرور کچھ نہ کچھ ہو گا۔ اس لیے مناسب یہی ہے کہ کوٹھی کے اندر داخل ہوا جائے۔ کیونکہ نجانے کب صفدر کو اس کی ضرورت پڑ جائے۔ وہ درخت سے اترا اور پھر کوٹھی کی پشت کی طرف چلا آیا۔ کوٹھی کی پشت کی دیوار کے ساتھ ہی اتفاق سے ایک طویل اور گھنا درخت موجود تھا جس کی مدد سے دیوار پر چڑھ گیا۔ دیوار پھاند کر وہ پائیں باغ میں رینگتا ہوا عمارت کی پشت پر آ گیا۔ پہلے اس نے سوچا کہ عمارت کے اندر داخل ہو جائے۔ لیکن پھر اس نے اپنا یہ خیال بدل دیا۔

اور اب وہ ایک پانی کے پائپ کے ذریعے عمارت کی چھت پر چڑھ گیا۔ اب کافی روشنی پھیل چکی تھی۔ چھت پر وہ رینگتا ہوا سیڑھیوں والے دروازے کے قریب پہنچا اور پھر سیڑھیوں سے ہوتا ہوا گیلری میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک ایسی گیلری تھی جس میں بہت سے کمروں کے روشندان پڑتے تھے۔ ایک روشندان سے کیپٹن شکیل کو اپنے مطلب کی چیز نظر آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ کسی شخص کو ایک میز پر تسموں سے کسا جا رہا ہے۔ کیپٹن شکیل نے اندازہ لگایا کہ یہی صفدر ہو گا۔ کیونکہ ایکسٹو نے بتلایا تھا کہ صفدر میک اپ میں ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کا شک یقین میں بدل گیا۔ جب اس شخص کا میک اپ صاف کیا گیا تو وہ واقعی صفدر تھا۔

کیپٹن شکیل بڑی خاموشی سے یہ تمام کارروائی دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر ہونے والی تمام گفتگو بھی سنی۔ اور اسے یہ سن کر بے حد حیرت ہوئی کہ لڑکی

اپنے آپ کو باساشی کے نام سے پکار رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا۔ کہ باساشی کا لفظ اس نے پہلے بھی کہیں سنا ہوا تھا۔ اس وقت اسے یاد نہیں آ رہا تھا۔ پھر یہ دیکھ کر وہ چوکنا ہو گیا۔ کہ باساشی کے گرگے کا چاقو لمحہ بہ لمحہ صفدر کی آنکھ کے قریب بڑھ رہا تھا۔ اس نے پھرتی سے ریوالور جیب سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ ریوالور پر سائلنسر لگا ہوا تھا۔ چاقو کی نوک صفدر کی آنکھ کے اور قریب ہو گئی۔

کیپٹن شکیل نے سوچا شاید باساشی صفدر کو خوفزدہ کر کے کچھ اگلوانا چاہتی ہے اس لئے یہ چاقو کی طرف دھمکی ہی ہے۔ یہی سوچ کر وہ ابھی تک اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھا۔

لیکن دوسرے لمحے اس نے دیکھا کہ چاقو کی نوک صفدر کی آنکھ کے قریب پہنچ گئی ہے تو اس نے رسک لینا مناسب نہ سمجھا کہ کہیں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جائے۔ تو صفدر اپنی آنکھ سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ چنانچہ اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اسی لمحے چاقو والے نے بھی چاقو کو جھٹکا دیا تھا۔ شاید وہ وار کرنا چاہتا تھا۔ لیکن کیپٹن شکیل کے ریوالور سے نکلی ہوئی گولی اس کے ہاتھ پر پڑی۔ اور اس کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی چاقو ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا پڑا۔ صفدر جس نے لاشعوری طور پر چاقو کا وار ہوتے دیکھ کر آنکھ بند کر لی تھی۔ چیخ کی آواز سن کر اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ تو اسے سائیڈ میں ایک روشندان پر کیپٹن شکیل نظر آیا۔

" مادام باساشی اور اس کا ساتھی دونوں اپنے ہاتھ اونچے کریں ورنہ گولی ان کے دل میں بھی پیوست ہو سکتی ہے۔ مادام باساشی نے پھرتی سے ریوالور نکالنا چاہا۔ لیکن کیپٹن شکیل نے فائر کر دیا۔ اور گولی مادام باساشی کے کان کے پاس سے اس طرح گزری کہ اس کے کان کی آدھی سے زیادہ لو اڑاتی گئی۔

باساشی کے منہ سے غراہٹ سی نکلی۔ منگی پہلے ہی ہاتھ اٹھائے کھڑا تھا۔ گو

اس کے ایک ہاتھ سے ابھی تک خون بہہ رہا تھا لیکن اس نے حکم کی تعمیل ضرور کی تھی۔

"اس آدمی کے تسمے کھولو" ـــــ کیپٹن شکیل نے گرجتے ہوئے صفدر کی طرف اشارہ کیا۔

اور منگی نے ایک لمحے کے لیے مادام باساشی کی طرف دیکھا۔ جو اپنے ہاتھ اونچے کئے کھڑی تھی۔ اور جس کے بائیں کان سے ابھی تک خون قطرہ قطرہ نیچے فرش پر ٹپک رہا تھا۔

مادام باساشی نے اسے صفدر کو کھولنے کا اشارہ کر دیا۔ منگی نے صفدر کے گرد لگے ہوئے تسمے کھول دیئے۔ صفدر پھرتی سے اٹھ بیٹھا۔ اس نے کونے میں پڑا ہوا ریوالور اٹھا کر ان دونوں کو روک لیا۔

"میں نیچے آ رہا ہوں۔ تم ان دونوں کا خیال کرنا" ـــــ کیپٹن شکیل نے مطمئن ہو کر صفدر سے کہا۔

"بے فکر ہو کر آؤ۔ لیکن جلدی" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔ اور کیپٹن شکیل گیلری سے دوبارہ سیڑھیوں کی طرف بھاگا۔ وہ اکٹھی دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے برآمدے میں پہنچ گیا۔ اور پھر اسے وہ کمرہ ڈھونڈنے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ کوٹھی میں شاید اور کوئی فرد نہیں تھا۔ کمرے کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس نے کمرے کو زور سے کھٹکھٹایا آواز دی۔

"صفدر دروازہ کھولو"۔

"صفدر انہیں روکے ہوئے پیچھے ہٹا اور پھر اس نے لپک کر چٹخنی کھول دی۔
لیکن اسی لمحے منگی کا داؤ چل گیا۔ اس نے پھرتی اور انتہائی تیزی سے چھلانگ لگائی چھلانگ انتہائی بچی تلی تھی۔ وہ سیدھا صفدر پر آیا۔ اور صفدر کے ہاتھ سے ریوالور

نکل کر دور جا گرا۔

ادھر چٹخنی کھل چکی تھی۔ کیپٹن شکیل لپک کر اندر آیا لیکن اس دوران مادام باساشی اپنا ریوالور نکال چکی تھی۔ اس نے کیپٹن شکیل پر فائر کر دیا۔ کیپٹن شکیل نے پھرتی سے ایک طرف ہٹ کر بچنا چاہا لیکن گولی اس کے بازو کا گوشت ادھیڑتی ہوئی نکل گئی کیپٹن شکیل نے ٹریگر دبا دیا۔ مادام باساشی صاف گولی کی زد میں تھی۔

لیکن منگی جو اس لمحے فرش سے اٹھ رہا تھا۔ پھرتی سے دوڑ کر آگے آ گیا۔ گولی اس کے سینے میں گھس گئی۔ اس کے منہ سے ایک طویل لیکن کربناک چیخ نکلی۔ اور وہ دونوں ہاتھوں سے سینہ پکڑ کر دوہرا ہوتا چلا گیا۔ واقعی اس نے وفاداری کا حق نبھا دیا تھا۔ اور اپنی مالکہ پر قربان ہو گیا تھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل اس کے ایثار پر بت بنے کھڑے رہ گئے۔ ادھر مادام باساشی جو میز کے قریب کھڑی تھی۔ اچانک فرش میں غائب ہو گئی۔ صفدر چونک کر ادھر بڑھا۔ لیکن فرش اپنی جگہ پر مل چکا تھا۔ اس نے بٹن ڈھونڈنے کی بیحد کوشش کی۔ لیکن بے سود اور پھر اسے کیپٹن شکیل کا خیال آ گیا۔ جس کے بازو سے ابھی تک خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔ اس کے کپڑے خون سے تر ہو چکے تھے اس نے پھرتی سے اپنا رومال بازو پر سے اس کی قمیض پھاڑ کر وہ رومال زخم پر رکھ کر کیپٹن شکیل کا رومال اور اچھی طرح کس کر باندھ دیا۔

"اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیئے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"یقیناً" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

اتنا خون بہنے کے باوجود اس کے چہرے پر کرب یا اضطراب کی ہلکی سی لکیر بھی نہیں تھی۔ اور وہ اسی طرح سپاٹ تھا جیسے حسب معمول ہوتا ہے۔ اور وہ دونوں پھرتی سے دروازہ سے باہر نکلے آگے کا نظارہ ان کی توقع کے خلاف تھا۔

وہ پھرتی سے برآمدے کے ستونوں کی آڑ میں ہو گئے۔ پوری کوٹھی کی دیوار کے ساتھ ساتھ تقریباً کوئی بیس آدمی ہاتھوں میں رائفلیں لئے کھڑے تھے۔ ان دونوں نے حیرانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ انہیں حیرت اس بات پر تھی کہ جب وہ اندر داخل ہوئے تھے۔ تو کوٹھی بالکل خالی تھی۔ یہ اچانک رائفل بردار کہاں سے نکل آئے۔

"چھت کی طرف بھاگو" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

اور پھر کیپٹن شکیل نے ایک کھمبے کی طرف دوڑ لگا دی۔ گولیوں کی بوچھاڑ آئی لیکن کیپٹن شکیل بچ گیا۔ یقیناً وہ دیکھ لیے گئے تھے۔ اچانک صفدر نے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا اور پھر چار چیخیں بلند ہوئیں۔ چونکہ وہ سامنے تھے۔ اس لیے جلد نشانہ مل گیا لیکن دوسرے لمحے باقی آدمی پھرتی سے زمین پر لیٹ گئے۔ اسی لمحے صفدر نے دوڑ لگائی۔ اور بھاگ کر دوسرے ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ گولیاں ضرور چلیں لیکن کوئی گولی صفدر کو نہ چھو سکی۔ پھر وہ باری باری اسی طرح عمل دہراتے رہے کیپٹن شکیل فائر کرتا۔ تو صفدر آگے بھاگ کر اگلے ستون تک پہنچ جاتا۔ صفدر فائر کرتا۔ تو کیپٹن شکیل آگے پہنچ جاتا۔ اسی طرح انہوں نے برآمدہ پار کیا۔ اور پھر وہ بھاگتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔ اور دوسرے لمحے وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے چھت پر پہنچ گئے۔ لیکن یہ دیکھ کر پھر الجھن میں پڑ گئے کہ کوٹھی کے پچھلی طرف بھی رائفل بردار موجود تھے۔

اب وہ گھیرے جا چکے تھے۔ انہوں نے سیڑھیوں کا دروازہ بند کر لیا۔ اور انہیں امید تھی۔ چونکہ دن کا وقت ہے۔ اس لیے فائرنگ کی آواز سن کر ضرور کوئی نہ کوئی پولیس کو اطلاع دیدے گا۔

اور پھر پولیس اور مجرموں میں مقابلہ کے دوران وہ بچ کر نکل سکتے ہیں۔ پھر وہ چھت پر رینگتے ہوئے چھت کی اگلی منڈیر تک پہنچے۔ اب کوٹھی کے سامنے والا

حصہ خالی تھا۔ شاید حملہ آور برآمدے کے اندر پہنچ چکے تھے۔

کیوں نہ ہم برآمدے کی چھت پر کود کر اگلے حصے سے نکلنے کی کوشش کریں کیپٹن شکیل نے ساتھ پڑے ہوئے صفدر سے پوچھا۔

"لیکن برآمدے کی چھت سے نیچے کس طرح جائیں گے" ——— صفدر نے سوال کیا۔

"کوشش کر دیکھتے ہیں۔ آگے اللہ مالک ہے کوئی نہ کوئی راستہ نکل ہی آئے گا" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

اور صفدر نے اس بات پر سر ہلا دیا۔

برآمدے کی چھت کوٹھی کی اصل چھت سے تقریباً کوئی آٹھ فٹ کے قریب نیچی تھی اس لیے کیپٹن شکیل اور صفدر ہاتھوں کی مدد سے نیچے لٹک گئے۔ کیپٹن شکیل کے بازو میں بری طرح ٹیس سی اٹھ رہی تھی۔ اور اب لٹکنے کی وجہ سے اس میں سے خون دوبارہ رسنے لگا تھا۔

اتنے میں سیڑھیوں کے دروازہ کو زور سے دھکا لگا۔ وہ سمجھ گئے کہ حملہ آور دروازے تک پہنچ گئے ہیں۔ وہ دونوں نیچے کود گئے۔ ہلکا سا دھما کا ہوا۔ اب دروازہ توڑا جا رہا تھا۔

انہیں امید تھی کہ دروازہ جلد ہی ٹوٹ جائے گا۔ کیونکہ وہ اتنا مضبوط نہیں تھا۔ اور اگر دروازہ ٹوٹنے سے پہلے پہلے وہ نکل نہ گئے تو بری طرح گھیرے میں آجائیں گے۔ وہ تقریباً بھاگتے ہوئے برآمدے کی چھت کی منڈیر تک جا پہنچے سامنے والے حصے میں کوئی بھی نہیں تھا۔

ادھر پورچ کی چھت پر صفدر نے کیپٹن شکیل کا بازو پکڑ کر کہا۔ اور پھر وہ دونوں برآمدے سے جڑی ہوئی پورچ کی چھت پر جا پہنچے۔ پورچ کے سامنے کے

رخ گلو کی بیلیں نیچے سے چھت تک پہنچی ہوئی تھیں۔

بیلوں کو سیدھا کرنے کے لیے ان سے رسیاں بندھی ہوئی تھیں۔ صفدر نے ایک بیل کو پکڑ کر اس کی مضبوطی کا اندازہ کیا۔ رسی بندھی ہونے کی وجہ سے وہ کافی مضبوط تھی۔ وہ اسے پکڑ کر تقریباً گھسٹتا ہوا نیچے بخیریت پہنچ گیا۔

دوسرے لمحے کیپٹن شکیل بھی اسی طریقے نیچے پہنچنے میں کامیاب ہو گیا انہوں نے برآمدے میں دیکھا تو انہیں ایک رائفل بردار باہر سے آتا ہوا نظر آیا۔ شاید وہ بیلوں کی سرسراہٹ سن کر ادھر آ رہا تھا۔

وہ دونوں بیلوں کے ساتھ دبک گئے۔ اتنے میں اوپر سے دروازہ ٹوٹنے کی زوردار آواز سنائی دی۔ اور رائفل بردار اس آواز کو سن کر واپس مڑ گیا۔

وہ دونوں تقریباً بھاگتے لان عبور کر کے پھاٹک کے قریب آ پہنچے۔ پھاٹک بند تھا۔ صفدر نے پھرتی سے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھولی۔ لیکن وہ ابھی باہر نہیں نکل پائے تھے کہ اوپر سے دیکھ لیے گئے۔ اور پھر دونوں نے فائرنگ کھول دی۔ صفدر نے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ کھڑکی سے باہر جا گرا۔

کیپٹن شکیل نے بھی اس کی پیروی کی اور ایک گولی شائیں کی آواز پیدا کرتی ہوئی اس کے کان کے پاس سے گزر گئی۔ وہ بال بال بچ گیا۔ وہ دونوں جیسے ہی رکے انہیں سامنے والے موڑ سے ایک پولیس جیپ بڑی تیز رفتاری سے کوٹھی کی طرف بڑھتی نظر آئی۔

اس جیپ سے مسلسل تیز سائرن کی آواز آ رہی تھی۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے سوچا کہ اگر ہمیں دیکھ لیا گیا۔ تو جان چھڑانی مشکل ہو جائے گی۔ اس لیے انہوں نے ایک دوسرے کو اشارہ کیا اور پھر پھرتی سے گیٹ کے چوکیدار کے کیبن میں گھس گئے۔ اندر سے فائرنگ اب بند ہو چکی تھی۔ شاید پولیس کے سائرن کی آواز سن کر

دوسرے لمحے پولیس کی جیپ ان کے پاس آ کر رک گئی۔

جیپ سے ایک انسپکٹر اور سپاہی نیچے اترے۔ کیپٹن شکیل رینگتا ہوا جیپ کے نیچے چھپ گیا۔ کیونکہ وہ جس جگہ چھپا ہوا تھا۔ وہاں سے پولیس کو صاف نظر آ جاتا اس نے سوچا۔ جیپ کے نیچے زیادہ محفوظ رہوں گا۔

ادھر صفدر جمپ لگا کر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا۔ اسے علم نہیں تھا کہ کیپٹن شکیل جیپ کے نیچے چھپا ہوا ہے۔ جیپ کا انجن سٹارٹ تھا۔

انہوں نے دونوں کو نہیں دیکھا تھا۔

صفدر نے ایک لمحے کے لیے کیپٹن شکیل کو ادھر ادھر دیکھا۔ دوسرے لمحے اس نے گیئر بدل کر ایکسیلیٹر پہ پاؤں رکھ دیا۔

کیپٹن شکیل جو جیپ کے نیچے پڑا ہوا تھا۔ اس نے گیئر بدلنے کی آواز سنی۔ اور دوسرے لمحے وہ چونک کر جیپ کے نیچے سے نکل آیا۔ کیونکہ جیپ کے نیچے کچلے جانے سے پولیس کے ہاتھوں میں آنا بہتر تھا۔ پھر جیسے ہی وہ سائیڈ میں ہوا۔ اسے ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر نظر آیا۔ اور وہ اچھل کر اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ یہ سب کچھ تقریباً ایک لمحے میں ہو گیا۔

صفدر کے گیئر بدلتے بدلتے کیپٹن شکیل ان کے پاس پہنچ چکا تھا۔ صفدر نے پورے ریس گیئر لگائی تھی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ پولیس والے چونکتے گاڑی انتہائی تیز سپیڈ سے پیچھے کے رخ بھاگنے لگی۔

انسپکٹر اور سپاہی بے اختیار جیپ کی طرف بھاگے۔ لیکن جیپ اب سڑک پہ پہنچ چکی تھی۔ اسے ایک جھٹکا سا لگا اور وہ ہوا ہو گئی۔ انسپکٹر اور سپاہی اضطراری طور پر کافی دور تک اس کے پیچھے بھاگتے رہے۔ لیکن وہ انتہائی تیزی سے بھاگتی ہوئی جیپ کو کہاں پکڑ سکتے تھے۔ چنانچہ تھک کر کھڑے ہو گئے۔

اگر مجھے ایک لمحے کی دیر ہو جاتی تو تم نے آج مجھے مروا دیا تھا۔ کیپٹن شکیل نے صفدر کو مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم جیپ کے نیچے گھس گئے تھے" ــــــ صفدر نے حیرت سے پوچھا۔

اور کیا وہ تو میرے کانوں نے گیئر بدلنے کی ہلکی سی آواز محسوس کی۔

"ورنہ آج شہید جیپ ہو جاتے" ــــــ صفدر نے فقرہ مکمل کر دیا اور دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

عمران نے ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں حالات کا جائزہ کر لیا تھا۔ دیوار سے کار کا ٹکراؤ ناگزیر تھا۔

چنانچہ اس سے پہلے کہ کار دیوار سے ٹکراتی۔ عمران کار کا دروازہ کھول کر باہر چھلانگ لگا چکا تھا۔ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی۔ تو وہ بھی گاڑی کے ساتھ ہی پچک چکا ہوتا۔ کار کی تیزی کی وجہ سے وہ جیسے ہی زمین پر گرا۔ دور تک قلابازیاں کھاتا ہوا چلا گیا۔ جس وقت اس کا جسم زمین سے ٹکرایا۔ اسی لمحے کار ایک زوردار دھماکے سے دیوار کے ساتھ ٹکرا گئی۔ دس بارہ قلابازیاں کھا کر وہ پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا اس کا سوٹ مٹی مٹی ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو کی کار اس کے قریب آ کر رکی۔ بلیک زیرو نے دروازہ کھول دیا۔ اور عمران لپک کر اس میں سوار ہو گیا۔ بلیک زیرو کی کار ہوا

ہو گئی۔ عمران آج بھی بال بال بچ گیا تھا۔ جبکہ جاپانی نے اپنے ساتھ عمران کو بھی مروانے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

"آپ کی کار سے کودنے والا جاپانی بھاگ جانے میں کامیاب رہا" ــــــ بلیک زیرو نے عمران کو بتایا۔

"مجھے علم ہے" ــــــ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ کو کیسے علم ہو گیا" ــــــ بلیک زیرو نے حیرت سے کہا۔

"اس طرح کہ اگر وہ بھاگ جانے میں کامیاب نہ ہوتا تو اس وقت تمہاری کار میں موجود ہوتا" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے وضاحت کی اور بلیک زیرو بھی ہنس پڑا۔ اور پھر وہ دونوں دانش منزل پہنچ گئے۔

عمران سیدھا اپنے مخصوص کمرے میں آیا۔ بلیک زیرو بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ عمران نے فون کے ساتھ منسلک ٹیپ ریکارڈ آن کیا۔ تاکہ اگر اس دوران کوئی فون آیا ہو تو وہ سن لے۔ ٹیپ ریکارڈ آن ہوتے ہی اسے صفدر کی آواز سنائی دی۔ اور عمران چونک پڑا۔ صفدر نے تفصیل کے ساتھ تمام روئیداد سنا دی۔ عمران نے ٹیپ ریکارڈ کا بٹن آن کیا۔ اور پھر ٹیلیفون پر صفدر کے نمبر ملانے لگا۔ چند لمحے بعد صفدر سے رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو صفدر سپیکنگ" ــــــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ــــــ عمران نے مخصوص آواز میں جواب دیا۔

"یس سر" ــــــ صفدر کا لہجہ اس بار مودبانہ تھا۔

"صفدر کیا تمہیں یقین ہے کہ اس لڑکی نے ٹرانسمیٹر پر اپنا نام باساشی بتلایا تھا" ــــــ عمران کے لہجے میں قدرے تجسس تھا۔

"یس سر ـــــــ میں نے اچھی طرح سنا تھا۔ وہ اپنے آپ کو مادام باساشی کے نام سے پکار رہی تھی" ـــــــ صفدر نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"اوہ" ـــــــ عمران نے کہا۔

"سر میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس نام کی کیا اہمیت ہے" ـــــــ صفدر نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا۔

"صفدر۔ یہ جاپانی سیکرٹ سروس کی ایک چالاک اور عیار ترین ایجنٹ ہے۔ اس کی چالوں اور سازشوں کو پہلی نظر میں ہی پرکھا نہیں جا سکتا۔ بہرحال تم اپنے فلیٹ پر رہو گے۔ جب تک میں تمہیں کوئی اور حکم نہ دوں" ـــــــ عمران نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر" ـــــــ صفدر نے جواب دیا۔ اور پھر دوسری طرف سے لائن بے جان ہو گئی۔

عمران نے ریسیور رکھ دیا۔ بلیک زیرو خاموشی سے بیٹھا سن رہا تھا۔

عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھا اور کہا۔

"بظاہر اگر وہ واقعی وہی باساشی ہے تو پھر معاملہ ہمارے اندازے سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔"

"لیکن ابھی تک سوائے آپ کے قتل کی کوششوں کے اور کوئی معاملہ سامنے نہیں آیا" ـــــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اسی پر تو مجھے بھی حیرت ہے کہ باساشی اس ملک میں صرف مجھے قتل کرنے کا مشن لیکر نہیں آئی۔ درپردہ اس کا ٹارگٹ کچھ اور ہو گا" ـــــــ عمران نے کہا۔

اور پھر ہلکی سی سیٹی کی آواز سن کر چونک پڑا۔ یہ سیٹی میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے آ رہی تھی۔

عمران نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

بٹن آن ہوتے ہی سیٹی کی آواز آنی بند ہو گئی۔ اب وہاں زاں زاں کی آوازیں ہی تھیں۔ عمران خاموش بیٹھا تھا۔ اچانک اس میں سے ایک آواز ابھری۔

"ہیلو ـــــــ ہیلو ـــــــ ہواز اٹنڈنگ"

اور عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی پہچان گیا کہ یہ آواز جولیا کی ہے۔

"ہیلو ایکسٹو سپیکنگ جولیا" ـــــــ عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر میں فیکٹری سے بول رہی ہوں۔ ایک اہم رپورٹ ہے" ـــــــ جولیا نے کہا۔

اور پھر اس نے ربیکا کے متعلق تمام رپورٹ تفصیل کے ساتھ سنا دی۔

جولیا کے منہ سے مادام باساشی کا لفظ سن کر عمران بُری طرح چونک پڑا۔

"کیا کہا جولیا ـــــــ کیا اس نے اپنا نام مادام باساشی کہا تھا" ـــــــ عمران نے دوبارہ تصدیق کرنے کے لیے پوچھا۔

"یس سر میں نے اچھی طرح سنا تھا" ـــــــ جولیا نے جواب دیا۔

"اوکے جولیا تمہاری رپورٹ انتہائی اہم ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ تم نے اپنا کام بڑی ت سے کیا ہے۔ ویسے دراں ایک بات کا خاص خیال رکھنا کہ تم ہر وقت اپنے گرد د سے ہوشیار رہنا۔ اور خصوصاً ربیکا یا مادام باساشی سے اسے کسی حالت میں بھی تم ک نہیں ہونا چاہیئے" ـــــــ عمران نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر ایسا ہی ہو گا" ـــــــ جولیا نے کہا۔

اور پھر عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"بلیک زیرو معاملہ واقعی خطرناک نکلا" ـــــــ عمران نے بلیک زیرو کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

جولیا کی رپورٹ سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ واقعی یہ جاپانی ایجنٹ باساشی ہمارے ملک میں کام کر رہی ہے۔

لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔ ادھر صفدر رپورٹ دے رہا ہے کہ کوٹھی میں موجود لڑکی اپنا نام مادام باساشی بتا رہی تھی۔ ادھر جولیا فیکٹری سے رپورٹ دے رہی ہے کہ ربیکا نامی لڑکی اپنا نام مادام باساشی بتلا رہی ہے۔ یہ چکر کیا ہے۔ ایک وقت میں دو مادام باساشیاں" کیسے موجود ہو گئیں"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو کا لہجہ حیرت سے بھرپور تھا۔ اور عمران بلیک زیرو کے اس اعتراض پر ہنس دیا۔

بلیک زیرو شاید تم نے جاپانی ایجنٹ مادام باساشی کی مکمل ہسٹری نہیں پڑھی۔ یہ انتہائی عیار اور چالاک ترین ایجنٹ مانی گئی ہے۔ یہ جس جگہ بھی کام کرتی ہے۔ اپنی دو تین اسسٹنٹ عورتوں کو مختلف کاموں پر لگا دیتی ہے اور ان میں سے ہر اسسٹنٹ اپنے آپ کو مادام باساشی کہلواتی ہے۔ اس لیے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ اصلی مادام باساشی کون سی ہے۔

اس وقت ہمارے سامنے دو مادام باساشی ہیں۔ ایک مادام باساشی وہ ہے جس کے سامنے صرف میرے قتل کا مشن ہے۔ دوسری مادام باساشی وہ ہے جس کی رپورٹ جولیا نے کی ہے۔ ابھی تو صرف یہ دو ہیں۔

آگے آگے دیکھو کتنی مادام باساشی ظاہر ہوتی ہیں۔ ویسے میرا خیال ہے۔ جس کو یہ دونوں ٹرانسمیٹروں پر رپورٹ دے رہی تھیں۔ وہ بھی مادام باساشی ہی ہوگی۔

میرے خیال میں اگر رپورٹ لینے والی عورت ہے تو وہی اصلی مادام باساشی ہو گی۔ بلیک زیرو نے کسی فیصلے پر پہنچتے ہوئے کہا۔

ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک اصلی مادام باساشی ان دونوں

میں سے کوئی ایک ہو۔ اور اس نے ہم لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے کسی ڈمی عورت کو مادام باساشی کا نام دے کر بٹھا دیا ہو۔ جس کا کام رپورٹ لینا ہو۔

کیونکہ عموماً یہ خیال فوراً ذہن میں آتا ہے کہ جو عورت رپورٹ لیتی ہے وہ کسی خاص عہدے یا حیثیت کی مالک ہوتی ہے۔ اس لیے وہی اصلی مادام باساشی ہو گی۔

"اس طرح تو پھر کسی کے متعلق بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اصلی مادام باساشی کون سی ہو گی"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو باساشی کے گورکھ دھندے میں الجھ گیا۔

"ہاں ویسے ابھی اندازہ ہی ہے کہ رپورٹ لینے والی عورت ہی ہو گی۔ ہو سکتا ہے اندازہ غلط ہو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ ان دونوں باساشیوں کو گرفتار کر لیا جائے۔ اور پھر ان دونوں سے اصل حقیقت کا علم ہو جائے گا"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ہے تو ٹھیک لیکن وہ مادام باساشی جو صفدر وغیرہ کو ملی ہے۔ وہ تو اب غائب ہو چکی ہو گی۔ کیونکہ جیسے ہی پولیس وہاں پہنچی ہو گی۔ کوٹھی خالی ہو گی۔ اسے ڈھونڈنے کے لیے تو مجھے ایک بار پھر اصل شکل میں بازاروں میں گھومنا پڑے گا"۔

"اور باساشی نمبر۲"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں باساشی نمبر ۲ ابھی ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ اس کا اصل مشن کیا ہے۔ اور میرے خیال میں صرف باساشی نمبر دو کا مشن ہی اصل مشن ہوگا جس کے لیے باساشی اس ملک میں آئی ہے۔

"میرے قتل کا مشن ایک ڈھونگ ہے۔ محض مجھے الجھانے کے لیے اور تم نے دیکھا کہ وہ اس ڈھونگ میں کافی حد تک کامیاب رہی ہے۔ اب اگر اتفاق سے جولیا اس کی گفتگو نہ سن لیتی تو ہم تو باساشی نمبر ایک کے پیچھے ہی لگے رہتے اور ادھر اصل باساشی نمبر دو اپنا اصل مشن پورا کر کے واپس ہو جاتی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہی

باساشی نمبر ایک بھی غائب ہو جاتی۔ اور ہم ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ جاتے"۔۔۔۔۔۔
عمران اس وقت بے حد سنجیدہ تھا۔
بلیک زیرو عمران کی اس انتہائی سنجیدگی کی وجہ سے خود بھی محتاط تھا۔ کیونکہ عمران کی سنجیدگی بتلا رہی تھی۔ کہ معاملہ انتہا سے زیادہ اہم اور خطرناک ہے۔
" میرے خیال میں باساشی نمبر دو ہی اصل باساشی ہے"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے رائے دیتے ہوئے کہا۔
" اتنی جلدی نتیجے پر چھلانگ مت لگایا کرو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو کو فہمائش کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں قدرے تلخی نمایاں تھی۔
" سوری سر"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مودبانہ آمیز لہجے میں کہا۔
عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ دیوار کی طرف نظریں کئے کچھ سوچ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پرانی حماقتوں کا پردہ اس وقت ہٹ چکا تھا۔ اب وہ کوئی اور عمران نظر آ رہا تھا۔ انتہائی باوقار سنجیدہ عمران۔ بلیک زیرو عمران کے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا ں پر سنجیدگی کتنی بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ اچانک عمران اپنے خیالوں سے چونکا اور پھر یک زیرو کی طرف دیکھ کر بولا۔
" طاہر ایسا کرو۔ کیپٹن شکیل کو جولیا کی مدد کے لیے ٹیکرڈی میں بھیج دو۔ اسے ہدایت دو کہ وہ وہاں پلاسٹک میک اپ میں جائے۔ اور وہ اشد ضرورت کے بغیر جولیا سے بطہ قائم کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اور جولیا کو کیپٹن شکیل کی موجودگی کی اطلاع نہ دینا ں جولیا کی موجودہ شکل وصورت سے کیپٹن شکیل کو ضرور آگاہ کر دینا۔ اسے وہاں یہ معلوم ہے کہ ریکا یا مادام باساشی کا اصل مشن کیا ہے۔ اور آیا وہ وہاں اکیلی کام کر رہی ہے سکے کچھ اور ساتھی بھی ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو کو تفصیل سے ہدایات ہوئے کہا۔

" اوکے سر"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
اور پھر عمران نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر صفدر کے ٹیلیفون نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ چند لمحے بعد رابطہ قائم ہو گیا۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی
" ہیلو صفدر سپیکنگ"۔
" ایکسٹو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔
" یس سر"۔۔۔۔۔۔ صفدر کی مودبانہ آواز عمران کے کانوں سے ٹکرائی
" صفدر اب سے ٹھیک پندرہ منٹ بعد تم کیفے دی مال پر موجود رہنا"۔۔۔۔۔۔ عمران وہاں آئے گا۔ لیکن اپنی اصلی شکل میں تم نے اسے چیک کرنا ہے کہ کون عمران کا تعاقب یا نگرانی کرتا ہے اور پھر اس تعاقب کنندہ کے متعلق تمام تفصیلات معلوم کر کے مجھے رپورٹ دینا"۔۔۔۔۔۔ اس نے حکم دیتے ہوئے کہا۔
" اوکے سر"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔
" اس بات کا خیال رکھنا کہ عمران کے ساتھ جو کچھ بھی گزرے تم نے دخل اندازی نہیں کرنی۔ تمہاری ڈیوٹی صرف اس کی نگرانی کرنے والوں کا تعاقب اور ان کے متعلق تفصیلات کا پتہ چلانا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے اسے ضروری ہدایات دیتے ہوئے کہا۔
" ایسا ہی ہو گا سر"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔
" اوکے" عمران نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔
دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر ڈائل گھما رہا تھا۔ چند لمحے بعد دوسری طرف سے سلسلہ مل گیا۔
" ہیلو کون بول رہا ہے"۔۔۔۔۔۔ تنویر کی کرخت اور خوب چلاتی ہوئی آواز عمران کے کانوں سے ٹکرائی۔
" ایکس ٹو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور شاید ایکسٹو کی آواز سن کر تنویر لوکھلا گیا

تھا۔ کیونکہ اس کے منہ سے صحیح فقرہ نہیں نکل رہا تھا۔

"سس ــــ سس ــــ سس ــــ سر" ــــ تنویر کی بوکھلاہٹ سے بھرپور آواز سنائی دی۔ اور عمران ایک لمحے کے لیے مسکرا دیا۔

"تنویر تم ہوش میں تو ہو" ــــ عمران نے انتہائی سرد آواز میں کہا۔

"سس ــــ سر ــــ مجھے معاف کیجئے ــــ مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ ہیں" ــــ تنویر نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"میری بات غور سے سنو۔ اب سے کوئی ایک گھنٹہ پہلے الکم روڈ کے تیسرے چوراہے کے قریب کار کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ کار دیوار کے ساتھ ٹکرا گئی ہے۔ تم ابھی وہاں جاؤ اور کار کے نمبر نوٹ کر کے رجسٹریشن آفس سے تمام تفصیلات کا پتہ چلاؤ۔ اور دوسرا اس میں سے جو لاش نکلی ہو۔ اس کے متعلق پتہ چلاؤ کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے کیا کام کرتا ہے" ــــ عمران نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر" ــــ تنویر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کتنی دیر میں رپورٹ لے سکو گے" ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"ایک گھنٹہ بعد جناب" ــــ تنویر نے جواب دیا۔

"اوکے" ــــ عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

اور پھر بلیک زیرو سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا۔

"طاہر اب میں چلتا ہوں تم بحیثیت ایکسٹو فیکٹری کے جنرل منیجر کو کیپٹن شکیل کے خفیہ شعبے میں تعیناتی کا کہہ دو اور کیپٹن شکیل کو وہاں بھیج دو اور ہاں نعمانی کو کہنا کہ فوراً کیفے ڈی مال پہنچے۔ اسے صفدر کی نگرانی کرنی ہے" ــــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر میں ابھی انتظامات کرتا ہوں" ــــ بلیک زیرو نے بھی تعظیماً کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر عمران لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

صفدر ایکسٹو کا حکم ملنے کے ٹھیک دس منٹ بعد کیفے ڈی مال پہنچ چکا تھا۔ اس کے نیچے موٹر سائیکل تھا اور اس نے ہلکا سا میک اپ بھی کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے اسے آسانی سے پہچانا نہ جا سکتا تھا۔ وہ موٹر سائیکل فٹ پاتھ کے قریب روک کر کیفے ڈی مال کے باہر بنے ہوئے بک سٹال پر سے اخبار خرید کر اسے پڑھنے میں مشغول تھا۔ لیکن اس کی بے چین آنکھیں بار بار اخبارات کے صفحات سے ہٹ کر گرد و پیش کا مشاہدہ کر رہی تھیں۔ تقریباً سات منٹ بعد اسے عمران سفید رنگ کی چھوٹی سی کار میں سوار نظر آیا۔ عمران کی کار تقریباً ایک منٹ کے لیے کیفے ڈی مال کے سامنے رکی۔ عمران نے کیفے کی طرف یوں دیکھا۔ جیسے فیصلہ نہ کر پایا ہو کہ کیفے میں جائے گا۔ یا نہیں۔ پھر کار آگے پھسلتی چلی گئی۔ جب کار کافی دور آگے بڑھ گئی تو صفدر نے اخبار لپیٹ کر جیب میں ڈالا۔ اور موٹر سائیکل سٹارٹ کر کے عمران کے پیچھے چل پڑا۔

ادھر نعمانی جو ابھی ابھی وہاں پہنچا تھا۔ اس نے صفدر کی موٹر سائیکل پہچان لی۔ وہ بھی کافی فاصلہ دے کر اس کا تعاقب کرنے لگا۔ وہ خود بھی موٹر سائیکل پر سوار تھا۔ دو موٹر سائیکلیں اور ایک کار خاموشی سے ایک دوسرے کا تعاقب کر رہی تھیں۔ عمران کی کار شہر کی معروف سڑکوں پر درمیانہ رفتار کے ساتھ گزرتی جا رہی تھیں۔ عمران نے ایک جنرل سٹور کے سامنے کار روک دی۔ اور خود باہر نکل کر لاپرواہ انداز میں سست رفتار کے ساتھ جنرل سٹور میں داخل

گیا۔ اس سٹور میں تمام کاؤنٹرز پر خوبصورت لڑکیاں تھیں عمران بھی ایک کاؤنٹر کے سامنے رک گیا۔ یہ کاؤنٹر لیڈیز کے سامانِ آرائش کے لیے مخصوص تھا۔ اس پر اب بھی خوبصورت جوان اور سمارٹ لڑکیوں کا ایک ہجوم تھا۔ جو مختلف چیزوں کی خریداری کر رہی تھیں عمران خاموشی سے لڑکیوں کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی معصومیت آمیز حماقت اسے اور بھی زیادہ خوبصورت بنا رہی تھی اور پھر اس وقت اس کے جسم پر لباس بھی سلیقے کا تھا۔ اس لیے چند لڑکیاں اسے کنکھیوں سے دیکھ کر ایک دوسرے کو کہنی مار رہی تھیں۔ پھر ایک دوسرے سے سرگوشی کر کے سب مسکرا دیتیں۔ عمران سب کچھ سمجھ رہا تھا اچانک کاؤنٹر گرل کی نظر اس پر پڑی۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

" فرمائیے "۔۔۔۔ آپ کو کیا درکار ہے "۔۔۔۔ کاؤنٹر گرل نے کاروباری مسکراہٹ اپنے خوبصورت ہونٹوں پر لاتے ہوئے کہا۔

" ایک نظرِ عنایت "۔۔۔۔ عمران نے معصومانہ انداز میں کہا۔

اور لڑکیاں اس کا فقرہ سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

کاؤنٹر گرل باوجود بے باک ہونے کے یہ سچوئیشن دیکھ کر نروس ہو گئی لیکن جلد ہی اپنے آپ پر قابو پا کر اس نے پوچھا۔

" کیا فرمایا آپ نے ؟"

" میں نے کوئی فارسی تو نہیں بولی۔ جو آپ کی سمجھ میں نہیں آ رہی "۔۔۔۔ عمران نے قدرے خشک لہجے میں کہا۔

اور کاؤنٹر گرل سنجیدہ ہو گئی۔

" معاف کیجیے۔ میں نے سنا نہیں تھا "۔۔۔۔ اس نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

" ایک نظرِ عنایت "۔۔۔۔ عمران نے دوبارہ کہا۔

اور لڑکیاں ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

کاؤنٹر گرل نے خاموشی ہی میں عافیت سمجھی۔ آخر ان میں سے ایک شوخ لڑکی نے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

" کیا یہ کسی نئے کاجل کا نام ہے "۔۔۔۔ بظاہر اس نے عمران پر طنز کیا تھا۔

" جی ہاں جب کس (KISS) پروف لپ سٹک ہو سکتی ہے تو نظرِ عنایت کاجل کیا بُرا ہے "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور لڑکی کٹ کر رہ گئی۔

" ایسا کوئی کاجل ہمارے پاس موجود نہیں "۔۔۔۔ کاؤنٹر گرل نے اس کا مطلب سمجھتے ہوئے جلدی سے کہا۔

" اوہ یہ تو بہت بُرا ہوا۔ بیگم تو جوتیاں مار کر میرا سر پلپلا کر دے گی "۔۔۔۔ عمران نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

" کیا مطلب "۔۔۔۔ کیا آپ کی بیگم آپ کو جوتیاں بھی مارتی ہے "۔۔۔۔ ایک لڑکی سے نہ رہا گیا۔ اور اس نے پوچھ ہی لیا۔

" جی ہاں بیگم بڑی ظالم اور بے رحم واقع ہوئی ہے۔ اگر اس کی فرمائش پوری نہ ہو تو اتنی جوتیاں مارتی ہے کہ نانی اماں یاد آ جاتی ہیں "۔۔۔۔ عمران نے انتہائی مظلومانہ آواز میں کہا۔

" آپ چپکے سے مار کھاتے ہیں۔ ان میں سے ایک قدرے بھاری جسم والی لڑکی نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں حقیقی ہمدردی نمایاں تھی۔

" جی ہاں "۔۔۔۔ وہ ہتھنی جیسا ڈیل ڈول رکھتی ہے۔ بالکل آپ کی طرح "۔۔۔۔ عمران نے بھی مظلومیت سے کہا۔

لیکن لڑکی اس کے جملے کے آخری فقرے سے چراغ پا ہو گئی۔ اس کی ساری ہمدردی ایک منٹ میں کافور ہو گئی۔

" یو شٹ اپ نان سنس۔ اس نے چیختے ہوئے کہا۔"

"بالکل بالکل اسی طرح وہ بھی کہتی ہے" ——— عمران نے کہا۔

اور اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا۔ عمران نے شاپ سپروائزر کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔ اور یک لخت مڑا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا جنرل سٹور سے باہر نکل گیا۔

لڑکیاں حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔

صفدر نے دیکھا کہ عمران ابھی جنرل سٹور میں ہی تھا۔ کہ ایک سرخ رنگ کی کار مقابل کے فٹ پاتھ سے آ لگی۔

اس میں دو آدمی بیٹھے تھے۔ جو شکلوں سے ہی غنڈے معلوم ہوتے تھے۔ صفدر ان کے خطرناک ارادے ان کے چہروں سے ہی پڑھ چکا تھا۔ چونکہ اسے ایکسٹو نے دخل اندازی کی قطعی ممانعت کر دی تھی۔ اس لیے وہ خاموش کھڑا رہا۔

اتنے میں عمران جنرل سٹور سے باہر نکلتا نظر آیا۔ دوسرے لمحے صفدر کو کار کی کھڑکی سے رائفل کی نالی کی جھلک نظر آئی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور سوچتا۔ ماحول ایک خوفناک دھماکے سے گونج اٹھا اور دوسرے لمحے دھماکے سے زوردار چیخ عمران کی گونجی اور وہ وہیں جنرل سٹور کے سامنے گر کر تڑپنے لگا۔ گولی یقیناً۔ اسی کار سے چلائی گئی تھی عمران کو گر کر تڑپتے دیکھ کر ایک لمحے کے صفدر کے حواس باختہ ہو گئے۔ لیکن اسے ایکسٹو کی ہدایات یاد آ گئیں۔ اور وہ ہونٹ بھینچ کر موٹر سائیکل پر سوار ہو گیا۔ کار دھماکہ ہوتے ہی ہوا ہو چکی تھی۔ صفدر فوراً موٹر سائیکل پر سوار ہو گیا۔ کار دھماکہ ہوتے ہی ہوا ہو چکی تھی اس نے موٹر سائیکل کو کک لگائی اور اس کی موٹر سائیکل کار کے پیچھے روانہ ہو گئی۔

دھماکہ۔ عمران کی چیخ اور اس کے گرتے ہی ارد گرد کے لوگ تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔ جنرل سٹور میں کھڑی ہوئی لڑکیاں اور دوسرے افراد بھی پریشانی کے عالم میں باہر نکل آئے۔

"کیا۔ کیا ہوا" ——— سب چیخ رہے تھے۔

عمران ایک بار پھر بچ گیا تھا۔ گولی اس کے شانے سے ہلکی سی مس ہوتی ہوئی گزر کر شوکیس کے شیشے میں لگی تھی۔

اس میں قدرت کی مہربانی کے علاوہ عمران کی پھرتی کا بھی دخل تھا۔ عمران سٹور سے باہر نکلتے ہی سامنے والی کار میں سے رائفل کی جھلک دیکھ چکا تھا۔ اس لیے وہ پھرتی سے نیچے گرا تھا۔ وہ اب بھی فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ گولی کی رگڑ سے اس کے کوٹ کا کپڑا ادھڑ گیا تھا۔

"گولی کہاں لگی" ——— ایک شخص نے چیختے ہوئے کہا۔

اور عمران تڑپنا چھوڑ کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے جسم پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"کہیں نہ کہیں تو لگی ہو گی" ——— عمران نے کہا۔

"بچ گیا ہے۔ گولی صرف اس کے کوٹ کا استر پھاڑتی ہوئی گزر گئی ہے" ایک شخص نے کہا۔

اور عمران یہ سن کر جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہائے میں مارا گیا۔ میرا نیا سوٹ برباد کر دیا ظالموں نے۔ اب تو میری بیوی جان سے مار دے گی۔ کاش گولی مجھے لگ جاتی" ——— عمران کی آنکھوں میں ٹپ ٹپ آنسو نکلنے لگے۔ اور لوگ حیرت سے منہ پھاڑے اس عجوبہ روزگار کو دیکھ رہے تھے کہ جسے اپنے بچ جانے سے زیادہ فکر اپنے کوٹ کی تھی۔ اور عمران رونے کے ساتھ ساتھ یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ جیسے اپنے رونے کی داد وصول کر رہا ہو۔

اس کے گرد لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہوتا گیا۔ جنرل سٹور والوں نے شاید پولیس کو فون کر دیا تھا۔ اس لیے چند ہی لمحوں بعد پولیس وہاں پہنچ گئی۔ پولیس کو دیکھ کر ہجوم منتشر ہو گیا۔ عمران ابھی تک رو رہا تھا۔ اور وہی بھاری بھرکم لڑکی جسے پہلے عمران پر شدید غصہ آیا تھا۔ اب عمران کو روتا دیکھ کر اپنا غصہ بھول چکی تھی۔ اور اسے کھڑی بڑی ہمدردی سے دیکھ رہی

تھی۔ جیسے روتے ہوئے بچے کو بہلایا جاتا ہے۔ شاید اس لڑکی میں ممتا کے جذبہ کی فراوانی تھی۔ پولیس انسپکٹر سیدھا عمران کے پاس پہنچ گیا۔

پولیس کو دیکھ کر عمران کی آنکھوں سے بے پناہ خوف یکدم جھلکنے لگا۔ اسے دیکھ کر ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے پولیس والے اس کے لیے موت کے فرشتے ثابت ہونے والے ہوں۔

عمران کو خوف زدہ دیکھ کر انسپکٹر کا سینہ اور چوڑا ہو گیا۔ اس نے بڑے تلخ لہجے میں عمران سے پوچھا۔

"کیا بات ہے مسٹر"۔

"گگ ــــ گگ ــــ کوئی بات نہیں۔ خدا کی قسم کوئی بات نہیں" ــــ خوف کی وجہ سے عمران کے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ اور انسپکٹر عمران کو اس قدر خوفزدہ دیکھ کر خود بھی حیرت میں پڑ گیا۔ اتنے میں مجمع میں سے کسی نے انسپکٹر کو تفصیل سے بتلایا۔

اچانک عمران کی نظریں سامنے بائیں سائیڈ والی بلڈنگ کی ایک کھڑکی پر پڑی۔ اسے محسوس ہوا۔ وہاں سے دور مار رائفل کی نال کی جھلک نظر آئی۔ اور دوسرے ہی لمحے وہ ایک چیخ مار کر دوبارہ فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ اس کی چیخ کی بازگشت ختم ہو۔ ایک اور کربناک چیخ بلند ہوئی۔ اور انسپکٹر جو اضطرابی طور پر عمران کی چیخ سن کر جھکا تھا۔ گولی اس کے سر کو پاش پاش کر گئی تھی مجمع میں ایک دفعہ پھر بھگدڑ شروع ہو گئی۔ عمران بھی پھرتی سے اٹھا۔ اور اپنی کار کا دروازہ کھول کر اس میں گھس گیا۔ اب بلڈنگ سے لگاتار کار پر فائرنگ ہونے لگی۔ مجرم شاید اپنی ناکامی کی بناء پر پاگل پن کی سرحدوں کو چھو چکے تھے۔ لیکن گولیاں عمران کی کار میں سوائے گڑھے ڈالنے کے اور کچھ نہ کر سکیں اور کار تیزی سے دوڑتی ہوئی سامنے والا چوک کراس کر گئی۔

ایک نیم تاریک سا کمرہ تھا۔ اندھیرے اور ہلکی سی روشنی کے امتزاج نے کمرے کے ماحول کو پُراسرار بنا دیا تھا۔ اس کمرے کے ایک کونے میں ایک لمبی چوڑی میز پر چند چھوٹے چھوٹے ٹیپ ریکارڈ نما آلات پڑے تھے۔ اور میز کے پیچھے گہرے اندھیرے میں ایک نوجوان عورت کانوں پر ہیڈ فون چڑھائے خاموشی سے بیٹھی تھی۔ دونوں ٹیپ ریکارڈ آن تھے۔ اور کچھ پُراسرار قسم کی گفتگو اس عورت کے کانوں میں پہنچ رہی تھی۔

"ہیلو ــــ ہیلو ــــ مادام باساشی سپیکنگ اوور"۔

"مادام باساشی دس اینڈ اوور"۔

"یس مادام اوور"۔

باساشی عمران کا کوئی پتہ چلا اوور"۔

"نو میڈم میں بھرپور کوشش کر رہی ہوں"۔

"میں نہیں جانتی۔ مجھے ہر قیمت پر جلد از جلد اس کی لاش چاہیے اوور"۔

"میں بہت جلد آپ کو خوشخبری سناؤں گی اوور"۔

"اوکے اوور اینڈ آل"۔

میز کے پیچھے بیٹھی ہوئی عورت کے لبوں پر پُراسرار مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک آلے کا بٹن دبا دیا۔ اب دوبارہ آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔

آوازیں انہیں دو عورتوں کی تھیں۔ جن کی گفتگو اس سے پہلے سنی تھی۔ لیکن اب پہلے جو رپورٹ دے رہی تھی۔ اب وہ رپورٹ دے رہی تھی۔ جن کی گفتگو کا موضوع یہ تھا۔

"مادام باساشی سپیکنگ اوور"۔

"یس مادام ابھی تک مجھ پر کسی نے شک نہیں کیا اوور"۔

"اتفاق سے میں نے جس لڑکی کا روپ دھارا وہ سب سے سنئیر اور با اعتماد تھی اوور"۔

"تم نے اس کی لاش کا کیا کیا اوور"۔

"مادام میں نے اس کی لاش کا قیمہ کر کے گٹر میں بہادی تھی"۔

"مشن کب مکمل ہو رہا ہے"۔

"کل سے سیکرٹ ڈیپارٹمنٹ میں تبدیل ہو جاؤں گی اور وہیں ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا"۔

"تو اس کا مطلب ہے جلد ہی تم خوشخبری سنا رہی ہو"۔

"یس مجھے اُمید ہے پرسوں آپ کو خوشخبری سناؤں گی مادام"۔

"اوکے اوور اینڈ آل"۔

"اوور اینڈ آل"۔

اور پھر آوازیں آنی بند ہو گئی۔

گفتگو سننے والی عورت نے دونوں آلات کے بٹن آف کر دیئے۔ ہیڈ فون کانوں سے اتار کر میز پر رکھ دیا۔ پھر اس نے میز کی سائیڈ پر لگا ہوا بٹن دبایا۔ چند لمحے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک دیوہیکل نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے قدرے جھک کر کہا۔

"یس مادام باساشی میرے لائق کوئی خدمت"۔

"بیٹھو کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ عورت نے جسے مادام باساشی کے نام سے پکارا گیا تھا۔ قدرے تیز لہجے میں کہا اور وہ دیوہیکل نوجوان بڑے مودبانہ انداز میں میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہیٹو عمران کے متعلق کیا رپورٹ ہے"۔

"مادام عمران بری طرح الجھ چکا ہے۔ اسے ابھی تک ہمارے مشن کا ہی پتہ نہیں چل رہا۔ وہ یہی سمجھ رہا ہے کہ مادام باساشی اس کے قتل کا مشن لے کر ہی آئی ہے۔ ویسے اس پر دو مزید حملے کئے جا چکے ہیں۔ ایک بار ہمارے ایک آدمی نے اپنی جان پر کھیل کر اسے ختم کرنا چاہا۔

اس نے وہ کار دیوار کے ساتھ ٹکرا دی جس میں عمران موجود تھا۔ لیکن عمران ٹکراؤ سے دو لمحے پہلے کار سے نکل گیا۔ اس طرح وہ جان بچانے میں کامیاب ہو گیا۔

دوسری بار اس پر اس وقت گولی چلائی۔ جب وہ جنرل سٹور سے نکل رہا تھا۔ لیکن گولی اس کے کوٹ کا استر پھاڑتی ہوئی گزر گئی۔ پھر ایک بلڈنگ کی کھڑکی سے اس پر گولی چلائی گئی۔ لیکن اس کی بجائے ایک پولیس انسپکٹر کی زد میں آ گیا۔

"ہمارے مشن کا کیا بنا"۔

"اس سلسلے میں تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ آج حکومت کے دفاعی نظام کا تفصیلی نقشہ حاصل کر لیا جائے گا۔

"کس طرح" ______ مادام باساشی نے پوچھا۔

"ہمیں اس جگہ کا علم ہو گیا ہے۔ جہاں نقشہ موجود ہے"۔

"آج رات وہاں ریڈ کر کے اس نقشے کا فوٹو گراف حاصل کر لیا جائے گا"۔

"انہیں شک نہیں پڑنا چاہیئے کہ اس نقشے کا فوٹو لیا گیا ہے۔ ورنہ وہ دفاعی نظام میں فوراً بنیادی تبدیلیاں کر لیں گے۔ اور اس طرح ہمارے مشن کا مقصد فوت ہو جائے گا۔"

"آپ بے فکر رہیں مادام ——— انہیں کبھی بھی علم نہیں ہو سکے گا۔

"عمران کے کانوں میں اس مشن کی بھنک تک بھی نہیں پڑنی چاہیئے۔"

"مادام آپ قطعی بے فکر رہیں۔ عمران بُری طرح الجھ چکا ہے۔ اس کے تصور میں بھی نہیں ہوگا کہ ہمارا اصل مشن کیا ہے۔

اتنے میں میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ مادام نے رسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

"مادام میں زیرو ون بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے مردانہ آواز ابھری۔

"یس کیا بات ہے" ——— مادام نے حیرت سے پوچھا۔

"میں آج جنرل منیجر کے کمرے میں چائے دینے گیا۔ تو میں نے اسے وہاں اس کی آنکھوں کی رنگت کی وجہ سے پہچان لیا" ——— کوئی گفتگو بھی سنی۔

کچھ الفاظ سننے میں کامیاب ہوا ہوں۔ مجھے اندر آتا دیکھ کر وہ خاموش ہو گئے تھے۔

"وہ الفاظ کیا تھے۔ وہ بتاؤ۔ مجھے اس سے دلچسپی نہیں کہ وہ خاموش ہو گئے تھے یا بول رہے تھے۔"

مادام باساشی نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"یس مادام وہ الفاظ سیکرٹ ڈیپارٹمنٹ اور ریکا تھے۔ جو میرے کانوں میں پڑے۔

"اوہ تمہیں اچھی طرح یاد ہے کہ یہی الفاظ تھے" ——— مادام کے لہجے میں

سنجیدگی نمایاں تھی۔

"کمرے کے باہر نکلنے کے بعد بھی تم نے گفتگو سننے کی کوشش کی"

"یس مادام لیکن اس وقت سپرنٹنڈنٹ نے مجھے بلا کر ایک کام پر بھیج دیا۔ اس لیئے میں اور کچھ نہ سن سکا۔

"او کے ٹھیک ہے۔ تمہاری رپورٹ بہت اہم ہے۔ مجھے خوشی ہوئی" مادام باساشی کی تعریف نے اسے بے پایاں مسرت بخشی تھی۔

"او کے" ——— مادام نے مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور ہیٹو کی طرف متوجہ ہو گئی۔ جو اس دوران خاموش اور مؤدب بیٹھا تھا۔

ہیٹو اس رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارا مشن نمبر ۲ بھی عمران کی نظر میں آ گیا ہے۔

معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ مادام لیکن ایک بات میں آج تک نہیں سمجھ سکا کہ اس ملک میں عمران کی پوزیشن کیا ہے۔ آپ اس سے اتنی خوفزدہ کیوں ہیں" ——— ہیٹو کا لہجہ قدرے ناخوشگوار تھا۔

"ہیٹو کیا تم ہوش میں نہیں ہو۔ جو تمہیں میرے ساتھ اس قسم کی گفتگو کی جرأت ہوئی" ——— مادام کے لہجے میں شدید غصہ جھلک رہا تھا۔

"سوری مادام غلطی ہو گئی۔ معافی دے دیجئے۔ دراصل میں اس عمران کے متعلق سنتے سنتے تنگ آ گیا ہوں۔ اس لیئے اس جھنجھلاہٹ میں یہ گستاخی کر گیا۔ مجھے معاف کر دیجئے" ——— ہیٹو کا لہجہ انتہائی عاجزانہ اور قدرے خوف زدہ تھا۔

"نہیں تم مادام باساشی کے حضور میں گستاخی کرنے کے ملزم ہو۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ اس گستاخی کی کیا سزا ہے" ——— مادام باساشی کی آواز زیادہ کرخت ہو گئی۔

"مم ——— مم ——— معلوم ہے۔ مادام اس گستاخی کی سزا موت ہے لیکن

رحم کیجئے" ـــــ ہیٹو کا رنگ فق ہو گیا۔ اس کے منہ سے صحیح الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔

"کھڑے ہو جاؤ ہیٹو" ـــــ مادام نے انتہائی کرخت آواز میں کہا۔

ہیٹو پھرتی کے ساتھ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن خوف کی وجہ سے اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔

"پہلی غلطی ہے۔ مم مم معاف" ـــــ ہیٹو بے حد خوفزدہ تھا۔

"شٹ اپ" مادام نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا۔

"ہیٹو تمہاری یہ گستاخی ناقابل معافی ہے۔ لیکن ایک تو چونکہ یہ تمہاری پہلی غلطی ہے۔ دوسرا تمہاری پچھلی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں تمہیں نرم سزا دیتی ہوں لیکن آئندہ اگر اس قسم کی گستاخی کا تصور بھی کیا" ـــــ مادام نے یہ فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔

ہیٹو کے چہرے پر مادام کے یہ الفاظ سن کر قدرے رونق آ گئی۔

"ہیٹو سامنے الماری سے ایک بڑا چاقو نکالو" ـــــ مادام کا لہجہ اسی طرح کرخت تھا۔

ہیٹو نے چاقو نکالنے میں بے انتہا پھرتی دکھائی۔ اسے علم تھا کہ اگر ذرا بھی سستی ہو گئی تو ہو سکتا ہے کہ سزا دوبارہ موت کی شکل میں تبدیل ہو جائے۔

"چاقو کھول کر اپنی بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کا ناخن اکھاڑ ڈالو" ـــــ مادام نے اسے سزا سناتے ہوئے کہا۔

"مم ـــــ مم" ـــــ مادام ہیٹو کا چہرہ دوبارہ بے رونق ہو گیا۔

کیونکہ اسے اچھی طرح علم تھا کہ چاقو کی نوک سے ناخن اکھاڑنے میں کتنی تکلیف ہو گی۔

"ہیٹو" ـــــ مادام نے کرخت لہجے میں کہا۔

اور ہیٹو نے جلدی سے چاقو کھول کر اس کی نوک اپنے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں گھسیڑ دی۔ دوسرے لمحے ایک ہی جھٹکے سے ناخن اکھڑ کر دور جا گرا۔ لیکن ہیٹو کے چہرے پر تکلیف کے آثار نمایاں نہ ہوئے۔ اس کی انگلی سے خون بہہ رہا تھا۔

"انگلی کی مرہم پٹی کر کے واپس آؤ" ـــــ مادام نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا اور وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

مادام نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکالا۔ اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ چند لمحے بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو مادام باساشی سپیکنگ اوور" ـــــ مادام باساشی نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔

"یس مادام باساشی سپیکنگ دس اینڈ اوور" ـــــ دوسری طرف سے بلی کی غراہٹ ابھری۔

"مادام باساشی مشن میں کتنی کامیابی ہوئی ہے۔ اوور" ـــــ "مادام میں آج سیکرٹ ڈیپارٹمنٹ میں منتقل ہو چکی ہوں۔ ابھی ابھی میں ڈیوٹی سے فارغ ہو کر آئی ہوں۔ میں نے آج وہاں کا تفصیلی جائزہ لے لیا ہے۔ امید ہے کہ ہمارا مشن تکمیل تک پہنچ جائے گا اوور"

"مادام باساشی تمہیں وہاں ٹریس کیا جا چکا ہے۔ اسی لئے تم فوراً کسی دوسری لڑکی کا روپ دھار لو اوور"

"آپ کیا کہہ رہی ہیں، مادام اوور" ـــــ مادام باساشی کی حیرت سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"میں جو کچھ کہہ رہی ہوں، صحیح کہہ رہی ہوں۔ مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے۔ میں تمہیں آگاہ کر رہی ہوں۔ اوور"

"مادام آپ کی اطلاع کا شکریہ میں ابھی اس کا انتظام کرتی ہوں اوور"۔

"ٹھیک ہے جتنی جلدی ہو سکے۔ اپنے بچاؤ کا انتظام کر لو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مشن کی تکمیل فوری طور پر ہونی چاہیئے۔ اوور اینڈ آل" ——— مادام باساشی نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کرتے ہوئے ٹرانسمیٹر کو دوبارہ میز کی دراز میں رکھ دیا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس کم ان" مادام باساشی نے سرد آواز میں کہا۔

دروازہ کھلا اور ہیٹو اندر داخل ہوا۔ اس کی چھوٹی انگلی پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ وہ اندر داخل ہو کر مودبانہ طور پر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھ جاؤ" ——— مادام باساشی کی آواز اسی طرح سرد تھی۔

ہیٹو خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

تم پوچھ رہے تھے کہ عمران کی اس ملک میں کیا پوزیشن ہے اور میں اسے کیوں اتنی زیادہ اہمیت دے رہی ہوں تو سنو۔

"تمہیں اچھی طرح علم ہے کہ جس ملک میں کوئی مشن لے کر جاتی ہوں۔ پہلے وہاں کے حالات کا جائزہ لیتی ہوں۔ تاکہ مشن میں جو ممکنہ رکاوٹیں پیش آ سکتی ہیں۔ اُن کو دور کرنے کا بندوبست کر سکوں۔ عمران کی اس ملک میں بظاہر کوئی آفیشل پوزیشن نہیں لیکن اس کے باوجود کسی بھی غیر ملکی ایجنٹ کے لیے وہ سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہوتا ہے۔ میں بسیار کوشش کے باوجود بھی یہ پتہ نہیں چلا سکی کہ بظاہر ایک احمق نظر آنے والا یہ نوجوان اس ملک میں کیا آفیشل پوزیشن رکھتا ہے۔ بہرحال ہمارے مشن کے لیئے سب سے بڑی رکاوٹ یہی عمران تھا۔ چنانچہ ہم نے اسے ختم کرنے کی بھی کوشش کی۔ لیکن تمہیں علم ہے کہ ہماری کوششوں کا کیا نتیجہ نکلا" ——— مادام باساشی نے تفصیل سے ہیٹو کو عمران کے متعلق بتایا۔

"ٹھیک ہے۔ مادام میں سمجھ گیا لیکن امید ہے کہ عمران ایک نہ ایک دن ہمارے ہاتھوں ہی مارا جائے گا۔ اور اگر مارا بھی نہ گیا۔ تب بھی ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو جائیں گے" ہیٹو نے خوشامدانہ لہجے میں جواب دیا۔

ٹھیک ہے آج رات تم کوشش کر کے وہ نقشہ حاصل کرو۔

"اب تم جا سکتے ہو" ——— باساشی نے اس کے خوشامدانہ لہجے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے مادام" ہیٹو نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

کیپٹن شکیل سپروائزر کے روپ میں سیکرٹ ڈیپارٹمنٹ میں موجود تھا۔ اسے آج ہی سیکرٹ ڈیپارٹمنٹ میں پہنچایا گیا تھا۔ اس نے جس سپروائزر کا میک اپ کیا تھا۔ اسے پہلے ہی وہاں سے ہٹا لیا گیا تھا۔ اس لیئے اسے کسی نے چیک نہیں کیا۔ اس کی خصوصی ڈیوٹی سیکرٹ ڈیپارٹمنٹ میں تھی۔ ویسے اس کی پوسٹ کچھ اس نوعیت کی تھی۔ وہ بے روک ٹوک سارے ڈیپارٹمنٹ میں آ جا سکتا تھا۔

اس نے دوسرے ڈیپارٹمنٹ میں جولیا کو بھی کام کرتے دیکھا تھا۔ سیکرٹ ڈیپارٹمنٹ میں اس نے خاص طور پر ربیکا پر نظر رکھی۔ اس کی نشاندہی اسے پہلے

سے کرادی گئی تھی۔ ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد وہ اپنے رہائشی کمرے کی طرف چلا گیا۔
وہاں تنہائی میں وہ کافی دیر تک سوچتا رہا کہ اسے کون سا لائحہ عمل مرتب کرنا چاہیئے
جس سے مجرموں کا مقصد آشکارا ہو۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ ربیکا کے کمرے کی خفیہ
تلاشی لے۔ شاید کسی چیز سے اسے ان کے مقصد کا علم ہو جائے۔

اسے معلوم تھا کہ اس وقت ربیکا کھانا کھانے کے لیے میس میں گئی ہو گئی۔ اس
لیے تلاشی لینے کا یہ بہترین موقع تھا۔ وہ اٹھا۔ اور اپنے کمرے سے نکل کر تیزی سے
میس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ایک نظر میس کے دروازے کے باہر لگے
ہوئے لوکن بکس پر نظر ڈالی۔ ربیکا کا لوکن غائب تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ ربیکا اس وقت
میس میں موجود ہو گی۔ کیونکہ وہاں کی میس میں یہ انتظام کیا گیا تھا کہ جو ممبر بھی میس میں
جائے۔ وہ لوکن بکس سے اپنا مخصوص لوکن نکال کر اندر کاؤنٹر گرل کو دے دے
تب ہی اسے کھانا لیا کیا جاتا تھا۔ وہاں سے سیدھا ربیکا کے کمرے کی طرف بڑھا۔
اس نے اِدھر اُدھر گیلری میں نظر ڈالی۔ گیلری سنسان پڑی ہوئی تھی۔ اس نے
جیب سے ایک چھوٹی سی تار نکالی۔ اور دوسرے لمحے اسی تار کی مدد سے کمرہ
کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اور اندر داخل ہو کر اس
نے دروازہ بند کر کے چٹخنی لگا دی۔ سوائے ایک ٹرانسمیٹر کے اسے ایسی کوئی چیز نہ ملی۔
جس سے اس پر مجرموں کا مقصد واضح ہوتا۔ اس نے سوچا کہ شاید کوئی چیز نظروں
سے رہ گئی ہو۔ اس لیے اس نے ایک بار پھر تفصیلی تلاشی لینی شروع کر دی۔

اس نے کمرے کا کونہ کونہ چھان مارا۔ لیکن ایسی کوئی چیز اسے نہ ملی جس سے
اس کا مقصد پورا ہو جاتا۔ اسے جلدی بھی تھی۔ کیونکہ کافی وقت ہو گیا تھا۔ ربیکا میس
سے واپس آنے والی تھی۔ اس نے آخری بار نظر ڈالی۔ تو اسے دروازے کے پاس
ردی کی ٹوکری پڑی ہوئی نظر آئی۔ بس یہی ایک چیز رہ گئی تھی جسے وہ فضول سمجھ کر

نظر انداز کر گیا تھا۔

اس نے سوچا چلو ایک بار اس کو بھی دیکھ لوں۔ اس نے ٹوکری کو اٹھا کر فرش
پہ الٹا کر دیا۔ ٹوکری میں سے برآمد کاغذوں کے پرزے اٹھا اٹھا کر دیکھنے شروع کر دیئے۔
اچانک اس کی نظر ایک مڑے تڑے کاغذ پر پڑ گئی۔ کاغذ کی حالت ایسی تھی۔ جیسے
کسی نے بے خیالی سے اسے مروڑ کر ٹوکری میں پھینک دیا ہو۔

اس نے کاغذ کھول کر دیکھا تو اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اسے ایک اشارہ
مل گیا تھا۔ اس نے جلدی جلدی باقی کاغذ بھی دیکھ ڈالے لیکن وہ سب فضول تھے۔
اس نے پرزے سمیٹ کر دوبارہ ٹوکری میں ڈالے اور پھر ٹوکری واپس اسی جگہ پہ رکھ
دی۔ جہاں سے اس نے اسے اٹھایا تھا۔ مڑا تڑا کاغذ اس نے جیب میں ڈال لیا بعد
پھر دروازے کی چٹخنی کھول دی۔ ابھی اس نے دروازے کے ہینڈل میں ہاتھ رکھا ہی
تھا۔ کہ اسے باہر قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ ٹھٹھک گیا۔ قدموں کی آواز دروازے
کے سامنے آ کر رک گئی۔ کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ ربیکا واپس آ گئی ہے۔ اسے واقعی دیر ہو چکی
تھی۔ پھر اسے تالے میں چابی گھمانے کی آواز آئی۔ اس نے ایک نظر کمرے پر ڈالی۔
فوری طور پر چھپنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ وہ دروازے کے ساتھ دیوار سے
چمٹ کر کھڑا ہو گیا۔ کمرے کی لائٹ تو پہلے ہی اس نے بجھا دی تھی۔ دروازہ آہستہ
آہستہ کھلا اور پھر ایک عورت کا سایہ اندر داخل ہوا۔ کیپٹن شکیل آتے ہی پھرتی۔ بعد
احتیاط کے ساتھ دروازے سے باہر ہو گیا۔

اسی لمحے چٹ کی آواز آئی۔ اور کمرہ روشن ہو گیا۔ وہ ربیکا کی نظروں میں آنے
سے بال بال بچ گیا تھا۔ دروازے سے باہر نکلتے ہی گیلری کی دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا
شکر ہے، کہ گیلری سنسان تھی۔ ورنہ وہ خواہ مخواہ مشکوک ہو جاتا۔ دروازہ بند
ہو گیا۔ کیپٹن شکیل نے اطمینان کی طویل سانس لی۔ اور پھر احتیاط سے قدم اٹھاتا ہوا

کمرے سے دور ہوتا گیا۔ اس نے حتی الامکان کوشش کی تھی۔ کہ قدموں کی آواز نہ اُبھرے۔
اور وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہی رہا۔ کافی دور نکل آنے کے بعد وہ تیزی سے چلنے لگا۔
اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ اندر سے بند
کیا۔ اور جیب سے وہی کاغذ نکال کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے اب پوری طرح غور سے
کاغذ کو دیکھنا شروع کیا۔

کاغذ عجیب وغریب الفاظ اور لائنوں سے بھرا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ ربیکا
کچھ سوچتے ہوئے بے خیالی میں کاغذ پر بے معنی اور بامعنی الفاظ لکھتی گئی ہے۔ کیونکہ
چند لوگوں میں یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ جب بھی کچھ سوچنے لگتے ہیں تو اپنے سامنے
رکھے ہوئے کاغذ پر لاشعوری طور پر کچھ نہ کچھ الفاظ یا لائنیں پھول پتیاں بنانا شروع کر دیتے
ہیں۔ شاید یہی عادت ربیکا میں بھی تھی۔ کاغذ پر بے شمار لائنیں پڑی ہوئی تھیں۔
کہیں کہیں ریوالور بھی بنائے گئے تھے۔ جو بنانے والی کی مجرمانہ خصلت کو آشکارا کرتے
تھے۔ جس چیز کو دیکھ کر کیپٹن شکیل چونکا تھا۔ وہ تین الفاظ تھے۔ جو پاس پاس لکھے گئے تھے
یعنی فیکٹری تباہی، ڈائنامیٹ۔

ان الفاظ سے مجرموں کے مقصد کا پورا اشارہ ملتا تھا کہ وہ فیکٹری کو ڈائنامیٹ
سے تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

کیپٹن شکیل نے اور غور سے کاغذ پر لکھے ہوئے مختلف الفاظ اور لائنوں پر غور
کرنا شروع کر دیا۔ ایک جگہ اسے کونے میں ایک تاریخ لکھی نظر آئی۔ جو آنے والی
کل کی تھی۔ اس کے گرد گول دائرہ کھینچا ہوا تھا۔ اور اسی پر موت کی تصویر یعنی دو
ہڈیاں اور ایک کھوپڑی بنائی گئی تھی۔ وہ اس کے متعلق سوچتا رہا۔ اچانک اس
کے دماغ میں روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا۔ اب سب کچھ اس کی سمجھ میں آ گیا تھا۔
مجرموں کا پلان مکمل تھا تباہی کے لیے کل کی تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ یعنی

اب جو کچھ کرنا تھا۔ آج ہی کرنا تھا۔

اس نے اپنے بیگ سے ایک چھوٹا سا لائٹر نکالا۔ یہ مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر
تھا جس کا احاطہ عمل بہت وسیع تھا۔ اس پر اس نے ایکسٹو کو کال کرنا شروع کر دیا
چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔ اس نے کاغذ اور اس کے الفاظ کے متعلق تمام تفصیل
ایکسٹو کے گوش گزار کر دی۔ ایکسٹو نے اس کی ذہانت کی داد دی اور اسے بتلایا
کہ وہ آج ہی عمران کو فیکٹری بھیج دے گا۔ عمران اس سے رابطہ قائم کرے گا۔ اور پھر
عمران کی سرکردگی میں انہیں مجرموں کا مشن فیل کرنا اور اسے گرفتار کرنا ہے۔
کیپٹن شکیل نے مطمئن ہو کر ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ لائٹر جیب میں رکھا۔ اور پھر کھانا
کھانے کے لیے کمرے سے نکل کر میس کی طرف بڑھ گیا۔

ربیکا دروازہ بند کر کے سیدھی باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ باتھ روم کا دروازہ
بند ہو گیا۔ چند لمحے بعد پانی گرنے کی آوازیں آنے لگیں۔ ربیکا نہا رہی تھی۔ نہانے کے بعد
وہ باتھنگ گون پہنے باہر نکلی۔ اس سے اس نے جسم سکھایا۔ اس نے چہرے پر پانی نہیں
لگنے دیا تھا۔ تاکہ میک اپ خراب نہ ہو۔ پھر اس نے کپڑے پہنے۔ الماری سے ایک
بیگ نکالا۔ اور پھر بیگ میں مختلف چیزیں اٹھا اٹھا کر رکھنے لگی۔ پھر بیگ بند کر کے اس
نے ایک گہری نظر کمرے پر ڈالی۔ اور دروازہ کھول کر کمرے سے باہر آ گئی۔ کمرے کا دروازہ

بند کر کے وہ گیلری میں بائیں ہاتھ پر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی چلنے لگی۔ چند لمحے بعد ایک اور کمرے کے دروازے پر دستک دینے لگی۔ دستک دینے کے فوراً بعد دروازہ کھلا۔ اور اور ایک حسین لڑکی کا چہرہ دروازے میں نظر آیا۔

ربیکا کو دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ اس نے دروازہ کھول دیا۔

"آیئے آیئے تشریف لایئے مس ربیکا" ——— کمرے میں موجود لڑکی نے مسکراہٹ سے اس کا استقبال کیا۔ ربیکا کو اندر آنے کا راستہ دینے کے لیئے ایک طرف ہٹ گئی۔

ربیکا بھی مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوگئی۔

لڑکی نے اس کے اندر داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر دیا۔

ربیکا اس اثناء میں صوفے پر بیٹھ چکی تھی۔ بیگ اس نے پاس رکھ لیا تھا۔ لڑکی بھی اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"کہیئے کیسے تکلیف کی" ——— لڑکی نے مسکراتی ہوئی نظروں سے پوچھا۔

اسے حقیقتاً ربیکا کے آنے پر خوشی ہوئی تھی۔ کیونکہ یہاں پر لڑکیاں صرف اپنے کام سے کام رکھتی ہیں۔ بہت کم لڑکیاں ایک دوسرے کو ملنے کے لیئے جاتی ہیں۔ اس لیے لڑکی کو ربیکا کی آمد پر حیرت بھی تھی۔ اور خوشی بھی۔

"مس صوفیہ بس آپ سے ملنے کو جی چاہا۔ اپنے کمرے میں پڑی پڑی بور ہو رہی تھی۔ سوچا چلو مس صوفیہ سے مل کر باتیں ہی کر لوں۔ کیونکہ آپ کو پتہ ہے۔ عورتیں اگر خاموش رہیں۔ تو ان کا ذہنی توازن بگڑ جاتا ہے" ——— ربیکا نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور صوفیہ اس کے اس جملے پر بے اختیار ہنس پڑی۔

اس کے بعد دونوں میں باتوں کا طویل سلسلہ چل نکلا۔

صوفیہ نے ربیکا کو اپنے متعلق تقریباً سب کچھ بتا دیا۔ کیونکہ عورتوں کی عادت ہوتی

ہے کہ جب بھی وہ مل بیٹھیں۔ انہیں اپنے اور اپنے خاندان کے متعلق باتیں کرتے میں بڑا لطف آتا ہے۔

ربیکا نے بھی اسے اپنے متعلق تھوڑا بہت بتلایا لیکن ——— وہ زیادہ تر صوفیہ سے کرید کرید کر اس کے حالات۔ کردار۔ عادات کے متعلق پوچھتی رہی۔

جب اس نے سوچا کہ اب سب کچھ پتہ چل گیا ہے۔ اس نے اپنا بیگ اٹھا لیا اسے کھولا۔ اور دوسرے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا۔ ریوالور چمک رہا تھا۔ ریوالور دیکھ کر صوفیہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"یہ ——— یہ ——— کک ——— کیا ہے" ——— صوفیہ کو اپنی حیرت پر قابو پانا مشکل ہوگیا۔ کیونکہ اس کے تصور میں بھی نہیں تھا۔ کہ ربیکا کے پاس ریوالور بھی ہو سکتا ہے۔

"تمہاری موت" ——— ربیکا نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"کک ——— کک ——— کیا مطلب میرا قصور" ——— صوفیہ کے لہجے میں اب خوف بھی شامل تھا۔

"تمہارا قصور ——— ہوں تمہارا قصور صرف اتنا ہے کہ تم جسامت میں میرے جتنی ہو اور تمہارے میرے کٹ قد سے جاپانی ہیں۔ اور سب سے بڑا قصور یہ کہ تم بھی میرے ساتھ ہی سیکرٹ ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتی ہو" ——— ربیکا نے جواب دیا۔ اس کی آواز میں بلی جیسی غراہٹ تھی۔

"لیک ——— لیکن ——— آہ ——— صوفیہ نے کچھ کہنا چاہا"

لیکن الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے۔ ریوالور کی گولی ٹھیک اس کی پیشانی میں گھس گئی تھی۔

ربیکا نے ریوالور ایک طرف رکھ کر اسے پکڑ کر اٹھا لیا اور دوسرے لمحے وہ اسے

اٹھاکر بھاگتی ہوئی باتھ روم میں گھس گئی۔ اور اس نے پھرتی سے اس کے کپڑے اتار کر ایک طرف پھینک دیئے۔ اور اس کا مردہ جسم ٹب میں ڈال دیا۔ پھر وہ دوڑ کر کمرے سے اپنا بیگ اٹھا کر لے آئی۔ بیگ میں میک اپ کا سامان تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ میک اپ سے فارغ ہو گئی۔ اب وہ ربیکا کی بجائے صوفیہ کا روپ دھار چکی تھی۔ صوفیہ جو اس کے سامنے مردہ پڑی تھی۔ پھر اس نے صوفیہ کی لاش کا بھی وہی حشر کیا جو اس سے پہلے ربیکا کا کر چکی تھی۔ یعنی اس کے جسم کا بڑے شکاری چاقو اور ہتھوڑی سے قیمہ کر کے گٹر میں بہا دیا۔ اور چند لمحوں بعد وہاں سے صوفیہ کی لاش کا نام ونشان بھی غائب کر دیا۔

مادام باساشی نے اپنے جسم سے ربیکا والے کپڑے اتارے۔ انہیں بھی وہیں باتھ روم میں جلا دیا۔ اور ان کی راکھ بھی گٹر میں بہا دی۔

پھر وہ صوفیہ کے کپڑے پہن کر اس کے بیڈ پر بڑے اطمینان سے لیٹ گئی اور کل اس نے جو مشن سرانجام دینا تھا۔ اس کی آخری تفصیلات پر غور کرنے لگی چند لمحے بعد اس اطمینان سے سو رہی تھی۔ جیسے اس نے ایک عورت کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ ایک معمولی مکھی کو مار دیا ہے۔

عمران آج کل بے حد مصروف تھا۔ باساشی کے چکر نے اسے چکرا کر رکھ دیا تھا۔ نہ اصل باساشی کا پتہ چل رہا تھا۔ اور نہ ہی اس کے اصل مشن کا۔

لیکن باساشی بہرحال اس کے ملک میں مصروف کار تھی۔

اس وقت وہ چائے پینے کے لیے ٹپ ٹاپ میں آ گیا تھا۔ تاکہ اطمینان سے بیٹھ کر اس کے متعلق کچھ سوچ سکے۔

اس نے ہال میں ایک دور کونے والی میز اس مقصد کے لیے مناسب سمجھی۔ کیونکہ اس کونے میں رش کی کمی تھی۔ بس اکا دکا میزیں رکی ہوئی تھیں۔

عمران نے ویٹر سے چائے لانے کو کہا۔ اور خود آنکھیں بند کر کے سوچ کی گہری جھیلوں میں غوطہ زن ہو گیا۔ لیکن اچانک اسے ان جھیلوں سے واپس آنا پڑا۔ اس کے کان میں باساشی کا لفظ پہنچا تھا۔ اور یہی لفظ اُسے چونکا دینے کے لئے کافی تھا۔ گفتگو اس کی پشت والی میز پر جاپانی میں ہو رہی تھی۔ لیکن عمران اس زبان سے اس طرح واقف تھا۔ جیسے وہ اس کی مادری ـــــ زبان ہو۔ عمران نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی غلطی نہ کی۔ بلکہ سامنے ستون میں لگے ہوئے زیباشی آئینے میں اس پچھلی میز پر بیٹھے ہوئے افراد کا عکس بخوبی نظر آ رہا تھا۔ میز پر دو آدمی تھے۔ ایک تو دیوہیکل جسم کا مالک تھا۔ اور دوسرا پتلا دبلا سا لیکن خطرناک چہرے والا تھا۔ دونوں آہستہ آہستہ گفتگو

کر رہے تھے۔

عمران نے اخبار اٹھا کر سامنے کر لیا۔ اور پھر اپنی پوری توجہ اس گفتگو پر مرکوز کر دی۔ اس کے کانوں میں کبھی کبھی چند الفاظ پڑ جاتے۔ لیکن یہی الفاظ اس کے چہرے کی رنگت بدلنے کے لیے کافی تھے۔ وزارت دفاع کی عمارت دفاعی نظام کے نقشے کا فوٹو گراف اور باساشی کے الفاظ اس کے لیے کافی تھے۔

اتنے میں ویٹر نے چائے اس کے سامنے رکھ دی۔ اس نے چائے بنائی اور آہستہ آہستہ پینے لگا۔ پھر اسے پتہ چل گیا کہ باساشی کے آدمی آج رات دفاعی نظام کے نقشے کا فوٹو گراف حاصل کرنے کے چکر میں ہیں۔ یہ ایک انتہائی خطرناک اور سیریس کیس تھا۔ عمران نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ یہی باساشی کا اصل مشن ہو۔ عمران کو اپنے پہچان لیے جانے کا فکر تو تھا نہیں۔ کیونکہ وہ آج کل ہر وقت میک اپ میں رہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد گفتگو بند ہو گئی۔ اور وہ دونوں خاموش ہو کر شراب کی چسکیاں لینے لگے۔

عمران بھی چائے پی چکا تھا۔ اس نے ویٹر کو بلا کر بل ادا کیا۔ اور پھر بغیر دیکھے وہ سیدھا چلتا ہوا ہال کے باہر نکل گیا۔ اس نے باہر برآمدے میں لگے ہوئے پبلک کال بوتھ سے بلیک زیرو کو فون کیا۔ دوسری طرف سے رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو عمران سپیکنگ"۔۔۔ عمران نے قدرے سنجیدہ آواز میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ طاہر بول رہا ہوں۔

دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"طاہر میں اس وقت ٹپ ٹاپ سے بول رہا ہوں۔ مادام باساشی کے ایک اور مشن کا پتہ چلا ہے۔ اس کی تفصیل میں تمہیں وہیں آکر بتاؤں گا۔ ابھی تم ایسا کرو کہ تنویر اور صدیقی کو یہاں ٹپ ٹاپ میں بھیج دو۔ انہوں نے دو آدمیوں کا تعاقب کرنا ہے۔ ان کے پاس واٹر کولڈ موٹر سائیکلیں بھی ہونی چاہیں۔ میں انہیں ٹپ ٹاپ

کے باہر دائیں سائیڈ پر مل جاؤں گا۔ انہیں جلد از جلد بھیجو۔ پانچ منٹ تک وہ یہاں موجود ہوں۔

"بہتر سر"۔۔۔ میں ابھی انہیں ہدایات دیتا ہوں۔۔۔ بلیک زیرو نے مودبانہ جواب دیا۔

"اوکے"۔۔۔ عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اور پھر بوتھ سے باہر نکل آیا۔

ابھی تک وہ دونوں آدمی باہر نہیں نکلے تھے۔

عمران ٹپ ٹاپ کے مین گیٹ سے نکل کر دائیں سائیڈ والی سڑک پر ٹہلنے لگا۔ تقریباً چھ منٹ بعد اسے دور سے موٹر سائیکلیں آتی نظر آئیں۔ عمران رک گیا۔ یہ دونوں تنویر اور صدیقی تھے۔

وہ دونوں بھی عمران کے قریب آکر رک گئے، کیونکہ عمران کے موجودہ میک اپ کو وہ پہچانتے تھے۔

"کیا چکر ڈالا ہے پھر"۔۔۔ تنویر نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں پوچھا جیسے اسے یہ ڈیوٹی ناگوار گزری ہو۔

"چکر ہی چکر ہے پیارے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہیں وہ آدمی"۔۔۔ تنویر نے بے دلی سے پوچھا۔

"میری جیب میں"۔۔۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"شٹ اپ"۔۔۔ تمہیں مجھ سے مذاق کرنے کا کوئی حق نہیں۔

تنویر آج کل سنجیدہ رہنے کی مشق کر رہا تھا۔ اس نے سوچا تھا عمران کو نہ منہ لگاؤں گا اور نہ جھڑپیں ہوں گی۔

"ارے یہ تم کیا کہہ رہے ہو کہ میرا تمہارے ساتھ مذاق کا رشتہ نہیں"۔۔۔ عمران نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

تنویر اور زیادہ چڑ گیا۔
" تو کیا میں تمہارا سالا لگتا ہوں" ——— اس کے تیور خطرناک ہو گئے تھے۔
" میں جولیا سے عنقریب شادی کرنے والا ہوں۔ اب تم سوچ لو کہ میرا تمہارا مذاق کا رشتہ ہے یا نہیں" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور صدیقی بھی ہنس پڑا۔
" شٹ اپ" ——— تنویر غصے سے دھاڑا۔
" تو کیا تم نے ہنسنے پر بھی ٹیکس لگایا ہوا ہے" ——— صدیقی نے جو تنویر کی عادت کو اچھی طرح جانتا تھا۔ بُرا نہ مانتے ہوئے اس نے پوچھا۔ اس سے پہلے کہ تنویر کوئی جواب دیتا۔ عمران بول پڑا۔
" صدیقی تمہیں پتہ نہیں تنویر صاحب آجکل مسکراہٹ ٹیکس آفیسر لگے ہوئے ہیں"
" مسکراہٹ ٹیکس آفیسر، خوب خوب" ——— صدیقی نے قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔ اور تنویر کا پارہ ایک سو دس ڈگری سے بھی اوپر پہنچ گیا۔
وہ موٹر سائیکل سے اتر کر اسے اسٹینڈ کرنے لگا۔ صدیقی بھی اس کا ارادہ سمجھ گیا۔ اب وہ بھی سنجیدہ ہو گیا۔
" ارے ارے موٹر سائیکل سے کیوں اترے ہو۔ کیا کوئی کرتب دکھانے کا ارادہ ہے۔ لیکن میری جیب میں تو بھائی ایک پیسہ بھی نہیں جو تمہیں انعام دے دوں گا" ——— عمران نے تقریباً رو دینے والے انداز میں کہا۔
تنویر عمران کا فقرہ سن کر رک گیا۔
پھر تیزی سے کچھ سوچ کر وہ دوبارہ موٹر سائیکل پر بیٹھ گیا۔ اور اسے کک مار کر اسٹارٹ کرنے لگا۔
اتنے میں مین گیٹ سے وہ دونوں مطلوبہ آدمی باہر نکل آئے۔ چونکہ شام کا

وقت تھا۔ اور ٹپ ٹاپ ہوٹل شہر سے کافی دور واقع ہوا تھا۔ اس لیے باہر سڑک پر اندھیرا تھا۔ ویسے ٹیکسیاں عموماً یہاں مسافروں کو لے آنے اور لے جانے کے لیے چکر لگایا کرتی تھیں۔ اس لیے دونوں آدمیوں کو ٹیکسیاں جلد ہی مل گئیں۔ اور دونوں نے ان کی طرف توجہ ہی نہ کی۔
عمران کا اس وقت مذاق کرنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ ان کے باہر نکلنے تک دونوں کو باہر روکے رکھے۔ کیونکہ عمران کے دوبارہ اندر جانے سے ہو سکتا تھا کہ وہ دونوں کھسک جاتے۔
" یہی ہیں وہ دونوں جن کا تم نے تعاقب کرنا ہے" ——— عمران نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تنویر اور صدیقی سے کہا۔ اور وہ دونوں لڑائی بھول کر ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔
وہ دونوں چونکہ علیحدہ علیحدہ ٹیکسیوں میں بیٹھے تھے۔ اس لیے تنویر اور صدیقی علیحدہ علیحدہ ان کے پیچھے چلے گئے۔
عمران نے اسی خدشے کے پیشِ نظر دو آدمیوں کو بلوایا تھا۔ ان کے جانے کے بعد عمران واپس ٹپ ٹاپ میں چلا گیا۔ اس کی کار پارکنگ سٹینڈ میں کھڑی تھی اس نے کار اسٹارٹ کی۔ اور پھر تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف چل دیا۔

عمران اس وقت وزارتِ دفاع کی عظیم الشان عمارت کے باہر موجود تھا۔ چونکہ مجرموں کے ریڈ کرنے کے وقت کا علم نہیں تھا۔ اس لیئے وہ دانش منزل سے جلد ہی ادھر آگیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ مجرموں کو رنگے ہاتھوں گرفتار کیا جا سکے۔

بلیک زیرو کو بھی اس نے اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ وہ دُبلا پتلا جاپانی جس کے تعاقب میں صدیقی گیا تھا۔ وہ صدیقی کو ڈاج دے جانے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ لیکن تنویر نے بڑی کامیابی سے اس ولو ہیکل جاپانی کا تعاقب کیا۔ وہ شہزاد کالونی کی کوٹھی نمبر تیرہ میں آگیا تھا۔ اور تنویر اس وقت اس کوٹھی کی نگرانی پر مامور تھا

عمران نے چونکہ آج فیکٹری میں کیپٹن شکیل کی مدد کو جانا تھا۔ چونکہ وہ کام بھی خاصا اہم تھا۔ اس لیئے عمران نے اپنی بجائے صفدر کو بھیج دیا۔ اس وقت عمران وزارتِ دفاع کی عمارت کی پشت پر ایک درخت کے اوپر موجود تھا۔

اور بلیک زیرو سامنے کے رُخ پر ایک زیرِ تعمیر عمارت میں دونوں نائٹ ٹیلی سکوپ سے برابر عمارت کا جائزہ لے رہے تھے۔ نائٹ ٹیلی سکوپ ایسی دُوربین تھی۔ جس میں رات کے وقت بھی دور کی ہر چیز بخوبی نظر آتی تھی۔

رات کے دو بجے تک وہاں کوئی بھی نہیں آیا تھا۔ عمران نے سوچا کہیں

اس دبلے پتلے آدمی کے تعاقب کی رپورٹ ملنے پر باساشی نے اپنا ارادہ تو نہیں بدل دیا۔

لیکن بہر حال رات تو وہیں گزارنی تھی۔ ڈھائی بجے کے قریب عمارت سے تقریباً دو سو گز دور ایک کالے رنگ کی بڑی سی کار رکی اور اس میں سے چار سائے نکل کر عمارت کی طرف بڑھے۔

چاروں کا رُخ عمارت کی پشت کی طرف تھا۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بڑے محتاط انداز میں چل رہے تھے۔ عمارت کے باہر ملٹری کے سپاہی پہرہ دے رہے تھے عمران سوچ رہا تھا۔ انہیں نقشے والی جگہ کا کیسے علم ہوا۔ جب کہ یہ ٹاپ سیکرٹ چیز ہے اور عمران تک کو بھی اس جگہ کا علم نہیں تھا۔ جہاں پر نقشہ رکھا ہوا ہے۔ ویسے عمران نے کبھی اس جگہ کو جاننے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔

مجرموں کا رُخ اسی درخت کی طرف تھا۔ جس کے اوپر عمران موجود تھا۔ وہ چاروں اس درخت کے نیچے آکر رُک گئے۔

پھر ان میں سے ایک تو وہاں رک گیا۔ باقی تین آگے بڑھ گئے۔ عمارت کی پشت والی دیوار سے تقریباً بیس گز ادھر جھاڑیاں سی اُگی ہوئی تھیں۔

وہ رینگتے ہوئے ان جھاڑیوں تک جا پہنچے۔

ان سب نے چونکہ سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ اور پھر رات بھی اندھیری تھی اس لیے ان پر کسی کی نظر پڑنی قدرے مشکل ہی تھی۔

جھاڑیوں کے پاس جاکر وہ رک گئے۔ پھر انہوں نے جیب سے چھوٹے چھوٹے نلکی نما ہتھیار نکال لیے۔ جس جگہ وہ چھپے ہوئے تھے۔ وہاں دو دو پہریداروں کی ٹولی ایک دوسرے کے آگے پیچھے گشت کرتی رہتی تھی۔ پھر جیسے ہی وہ سپاہی گشت کرتے وہاں پہنچے۔ اچانک سیاہ پوشوں کی نلکیاں سیدھی ہوئیں وہ دونوں

سپاہی بغیر کوئی آواز نکالے ڈھیر ہوگئے۔ ان کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین
گنیں نیچے گر پڑیں۔ لیکن نیچے چونکہ گھاس تھی اس لیے ان سے زیادہ آواز
نہیں اٹھی۔ ان دو کے گرتے ہی دو سیاہ پوش لپک کر آگے بڑھے اور ان دونوں
سپاہیوں کو اٹھا کر ان جھاڑیوں میں لے آئے چند لمحوں بعد دو اور سپاہی ادھر
آئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو وہاں نہ پا کر حیران ہوتے ان دو کا بھی
وہی حشر ہوا۔ جو پہلوں کا ہوا تھا۔ پھر وہ دونوں گھسیٹ کر ان جھاڑیوں میں لے آئے گئے
اب میدان خالی تھا۔

پھر وہ تینوں رینگتے ہوئے دیوار کے قریب جا پہنچے۔ تھوڑی دیر بعد وہ رسی
کی مدد سے اوپر پہنچ گئے۔ دیوار چونکہ کافی چوڑی تھی۔ اس لیے وہ دیوار پر لیٹ گئے
عمران دور بین سے ان کی تمام حرکات کا جائزہ لے رہا تھا۔

اس نے سوچا کہ اب اسے خود بھی ان کے پیچھے جانا چاہیئے۔ لیکن درخت کے
نیچے کھڑے ہوئے سیاہ پوش کو ختم کرنا ضروری تھا۔ وہ بڑی احتیاط سے درخت کے
نیچے اترنے لگا۔

لیکن نیچے کھڑا ہوا سیاہ پوش بھی شاید بے حد چوکنا واقع ہوا تھا۔ عمران کی
بے انتہا احتیاط کے باوجود بھی اسے خطرے کا احساس ہو گیا۔ لیکن شاید وہ نہیں
سمجھ سکا تھا۔ کہ خطرہ کس طرف سے وارد ہو رہا ہے۔ وہ چوکنی نظروں سے ادھر ادھر
دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کو سیدھا کر لیا۔ پھر
اچانک اسے احساس ہوا کہ کوئی شخص درخت کے اوپر موجود ہے۔

لیکن اتنے میں عمران کافی نیچے اتر چکا تھا۔ اور جس لمحے اس سیاہ پوش نے سر اٹھا
کر اوپر دیکھا۔ اسی لمحے عمران نے وہیں سے اس پر چھلانگ لگا دی اور اسے لیتا ہوا
زمین پر جا گرا۔ ایک ہلکا سا دھماکا ہوا۔ عمران پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے لمحے سیاہ پوش

نے بھی اٹھنے میں پھرتی دکھانی چاہی۔ لیکن عمران کی ہتھیلی کی زوردار ضرب اس کی گردن پر
پڑی۔ اور وہ دوبارہ زمین بوس ہو گیا۔

چند لمحے تک وہ ہاتھ پیر پٹکتا رہا۔ پھر ساکت ہو گیا۔

عمران نے جھک کر اس کی نبض دیکھی وہ بے ہوش تھا۔

عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا سیدھا ہو گیا۔ پھر اس نے پھرتی سے جیب سے
ایک چھوٹا سا لائیٹر نکالا۔ اس میں ٹرانسمیٹر فٹ تھا۔ چند لمحے بعد رابطہ قائم ہو چکا تھا

"ہیلو ــــ ہیلو ــــ بلیک زیرو میں عمران بول رہا ہوں اوور" ــــ
عمران کی آواز میں تیزی نمایاں تھی۔

"یس عمران صاحب کیا بات ہے اوور" ــــ دوسری طرف سے بلیک
زیرو کی آواز آئی۔

"پیارے کھیل شروع ہو چکا ہے۔ ایک ایکٹر میرے قدموں میں پڑا ہوا بے ہوشی
کی ایکٹنگ کر رہا ہے۔ تم فوراً میرے پاس پہنچو۔ اوور" ــــ عمران اس نازک
وقت میں بھی مذاق سے باز نہ آیا۔

"میں پہنچ رہا ہوں" ــــ بلیک زیرو نے مختصر سا جواب دیا۔

اور عمران نے ٹرانسمیٹر بند کر کے لائیٹر جیب میں ڈال لیا۔ اب وہ بے چینی سے
بلیک زیرو کا انتظار کر رہا تھا۔ مجرم وزارت دفاع کی عمارت میں داخل ہو چکے تھے۔
ویسے اسے امید نہیں تھی کہ مجرم اس نقشے تک پہنچ جائیں۔ کیونکہ اس نقشہ پر ہی ملک
کے تمام دفاع کا دارومدار تھا۔ اس لیے یہ ناممکن تھا۔ کہ اس نقشے کی حفاظت کا کوئی
خصوصی انتظام نہ کیا گیا ہو۔ یقیناً اس کے لیے انتہائی خصوصی انتظامات کئے گئے
ہوں گے۔ اس نظریہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس نے سر سلطان سے نقشے کی
حفاظت کے بارے میں کوئی گفتگو نہ کی تھی۔ وہ صرف یہاں آیا بھی اس لیے تھا۔

کہ ہو سکتا ہے کہ مجرم نقشہ اڑانے میں کامیاب ہو جائیں۔ تو یہ نقشہ ان سے فوراً حاصل کر لیا جائے۔ اور کسی مجرم کو گرفتار کر کے اس کے ذریعے باساشی تک پہنچا جائے اس وقت اُسے ایک سایہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنی طرف آتا نظر آیا۔

عمران اس کی چال سے ہی پہچان گیا کہ یہ بلیک زیرو ہو گا۔ اور پھر بلیک زیرو اس کے پاس پہنچ گیا۔

"طاہر تم اسے اٹھا کر کار میں ڈال آؤ۔ یہ ابھی چار گھنٹے تک ہوش میں نہیں آسکتا میں مجرموں کے پیچھے اندر جاتا ہوں۔ اس کو کار میں چھوڑنے کے بعد تم یہاں پہرہ دو۔ اگر مجرم مجھ سے پہلے نکل آئیں تو سچویشن کو کنٹرول کرنا تمہارا کام ہو گا" ——— عمران نے اسے ہدایات دیں اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران پھرتی سے وزارتِ دفاع کی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دیوار کے پاس پہنچ کر جمپ لگایا۔ اور دوسرے لمحے وہ دیوار پر تھا۔ اندر اندھیرا تھا۔ ایک لمحے تک وہ دیوار کے اوپر بیٹھا رہا۔ پھر اس نے نیچے چھلانگ لگا دی۔ ایک ہلکا دھماکہ ہوا۔ چند لمحے تک وہ ساکت رہا۔

جب دھماکے کا کوئی ردعمل نہ ہوا تو وہ آہستہ آہستہ آگے رینگنے لگا۔ ویسے اسے حیرت ہو رہی تھی۔ کہ اس اہم عمارت کی حفاظت کے لیے اتنی لاپرواہی سے کام کیوں لیا جا رہا ہے۔ اس نے سوچا صبح صدرِ مملکت سے براہِ راست اس کی شکایت کروں گا۔ وہ رینگتا گیا۔ یہ ایک لان تھا۔ پھر وہ اصلی عمارت کے قریب پہنچ گیا۔ مجرم کہیں بھی نظر نہیں آرہے تھے۔ عمارت کی سائیڈ پر ایک کشادہ مگر طویل راہداری بھی تھی۔

وہ اس میں داخل ہو گیا۔ وہ اب بھی رینگ رہا تھا۔ راہداری کے درمیان میں ایک دروازہ اسے کھلا نظر آیا۔ وہ اٹھا اور پھر اس میں گھس گیا۔ یہ ایک طویل برآمدہ تھا۔ اب وہ احتیاط سے چل رہا تھا۔ کافی دور تک وہ چلتا گیا پھر اسے بائیں سائیڈ پر ایک دروازہ کھلا نظر آیا۔ اس کے دماغ میں ایک خیال آیا۔ اس نے جیب سے پنسل ٹارچ نکالی اور دروازہ کے پاس فرش کے ارد گرد دیکھنے لگا۔ اسے بہت سے تار کٹے ہوئے ملے۔ وہ سمجھ گیا کہ مجرموں نے دروازے میں لگا ہوا حفاظتی الیکٹرونک نظام ختم کر دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مجرم پوری تیاری سے آئے ہیں۔ اور انہیں پھر نظام کا پہلے سے ہی علم تھا۔ وہ دروازے کے اندر گھس گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں ایک سائیڈ پہ ایک میز اور کرسی رکھی ہوئی تھی۔

کمرہ خالی تھا۔

اس نے پنسل ٹارچ سے کمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔

جلد ہی اسے کمرے کے دائیں کونے میں فرش ہٹا ہوا نظر آیا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ تہہ خانے میں جانے کا راستہ ہے وہ آہستہ سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ آگے پھر ایک کمرہ تھا۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

وہ دروازہ میں گھس گیا۔ اب وہ ایک بہت بڑے ہال میں پہنچ گیا۔ جہاں چاروں طرف سٹیل کی بڑی بڑی الماریاں رکھی ہوئی تھی۔

یہاں کا ریکارڈ روم تھا۔ ہال کی سائیڈ میں ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔ جو بند تھا۔ اس کی چھٹی حس نے فوراً محسوس کر لیا کہ مجرم اسی دروازے کے دوسری طرف موجود ہیں۔ یقیناً یہیں وہ نقشہ رکھا گیا ہو گا۔ وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ میں ہلکی سی ایک جھری تھی۔ اس نے جھری سے آنکھ لگائی تو واقعی اندر تین سائے موجود تھے۔

ایک سایہ ایک سیف پر جھکا ہوا تھا۔ اس نے پنسل ٹارچ جلا رکھی تھی۔ جس کی روشنی میں وہ سیف کو کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ مجرموں کو

یہیں ٹریپ کرلے۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر وہ رک گیا۔

اس لمحے ہلکا سا کھٹکا ہوا۔ اور سیف کھل گیا۔

نقاب پوش نے سیف میں ہاتھ ڈالا۔ اب اس کے ہاتھ میں ایک لمبا تہہ کیا ہوا کاغذ تھا۔

اس نے پھرتی سے کاغذ کی تہیں کھول کر اسے فرش پر بچھا دیا۔ تہہ کھلنے سے یہ کاغذ کافی لمبا چوڑا ہو گیا۔ کمرے کی سائیڈ کی دیواروں میں اور بھی سیف موجود تھے۔

سیف کھولنے والے نقاب پوش نے نقشہ فرش پر بچھانے کے بعد بغل سے لٹکا ہوا کیمرہ اتارا۔ اور پھر اس کا رخ نقشے کی طرف کر کے بٹن دبا دیا۔ یہ ایک مخصوص ساخت کا کیمرہ تھا۔ جو بغیر فلیش کے اندھیرے میں صحیح فوٹو کھینچ لیتا تھا۔ نقاب پوش نے صرف ایک فوٹو کھینچنے پر اکتفا نہیں کیا۔ پھر اس نے وہ نقشہ فرش سے اٹھا کر دوبارہ تہہ کیا اور اسے دوبارہ سیف میں رکھ کر سیف کا دروازہ بند کر دیا۔ سیف دوبارہ بند ہو گیا۔ یقیناً اس نے اس کو اسی طرح کھولا تھا کہ تالا ٹوٹنے نہ پایا تھا۔

عمران دروازے سے ہٹ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

کیونکہ اسے علم تھا کہ اب نقاب پوش واپس آئیں گے۔ وہی ہوا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا۔ اور تینوں نقاب پوش احتیاط سے قدم اٹھاتے ہوئے دروازے سے نکلے سب سے آخر میں وہ نقاب پوش نکلا۔ جس نے فوٹو کھینچے تھے۔ عمران نے اسے یوں پہچان لیا۔ کیونکہ وہ باقی نقاب پوشوں سے زیادہ جسیم اور قوی ہیکل تھا۔ عمران نے سوچا کہ اسے یہیں پکڑ لیا جائے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ عمارت کے باہر نکلنے پر معاملہ خراب ہو جائے اور کیمرہ ہاتھ سے نکل جائے۔

اس نے ریوالور جیب میں ڈالا۔ اور پھر اچانک نقاب پوش پر الٹ پڑا۔
اس نے حتی المقدور احتیاط سے اس پر ہاتھ ڈالا۔

اس کا ایک ہاتھ اس کے منہ پر پڑا۔ اور دوسرا اس کی گردن کے گرد لپٹ گیا۔
عمران کا دراصل مقصد یہ تھا کہ آگے جانے والے نقاب پوشوں کو پچھلے نقاب پوش کے پکڑے جانے کا پتہ نہ چلے۔

لیکن نقاب پوش اس کے اندازے سے زیادہ پھرتیلا نکلا۔ ایک لمحے کیلئے تو وہ اس اچانک حملے سے گھبرا گیا لیکن دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکا دیا۔ اور عمران کا ہاتھ اس کے منہ سے ہٹ گیا۔ نقاب پوش کے منہ سے چیخ نکلی۔ آگے جانے والے نقاب پوش یکدم پلٹ پڑے۔

عمران نے ایک زوردار مکہ اس کی کنپٹی پر مارنا چاہا۔ لیکن نقاب پوش نے ایک حیرت انگیز داؤ مارا۔ اور عمران الٹ کر اس کے آگے فرش پر جا گرا۔

لیکن وہ فرش پر گر کر یوں اچھلا جیسے اس کے جسم میں سپرنگ لگے ہیں۔
اچانک نقاب پوش نے ہاتھ لہرایا۔ اور پھر اس کے ہاتھ سے وہ کیمرہ نکل کر آگے جا پڑا۔

عمران اتنے میں اس سے لپٹ چکا تھا۔
لیکن ایک نقاب پوش نے پھرتی سے کیمرہ اٹھا لیا۔ اور دوسرا عمران کی طرف لپکا۔

پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی ایک الماری سے ٹکرائے۔ ایک دھماکہ ہوا۔ اور دوسرا لمحہ نقاب پوش کے ساتھ ساتھ عمران کے لیے بھی حیرت انگیز تھا۔ کیونکہ اچانک ہال روشن ہو گیا۔ اور پوری عمارت تیز گھنٹیوں کی آواز سے گونجنے لگی۔ یقیناً اس الماری پر بھی حفاظتی نظام فٹ تھا۔

"کیمرہ لیکر بھاگو" ـــــ عمران کے نیچے آئے ہوئے نقاب پوش نے چیخ کر کہا۔

اور پھر دونوں نقاب پوش بھاگ پڑے۔

عمران نے ان کے پیچھے بھاگنا چاہا۔ لیکن نقاب پوش اس سے لپٹ گیا۔ عمران کو غصہ آگیا۔ اور پھر دوسرے لمحے اس نے اس کی گردن پر زوردار مکا مارا ـــــ نقاب پوش کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔

عمران اچھل کر اس کی گرفت سے آزاد ہوا۔ اور پھر تیزی سے ان نقاب پوشوں کی طرف بھاگتا ہوا ہال سے نکل گیا۔

فرش پر پڑے ہوئے نقاب پوش کی گردن ٹوٹ چکی تھی۔

عمران سیڑھیاں چڑھتا ہوا۔ اوپر والے کمرے میں آیا۔ اور پھر وہ اندھا دھند برآمدے میں بھاگنے لگا۔ پوری عمارت کی گھنٹیاں گونجتی سنائی دیں۔

ملٹری چوکنی ہوگئی تھی۔ وہ بھاگتا ہوا برآمدے سے باہر والی پھلواڑی میں پہنچ گیا۔ نقاب پوش اس وقت لان میں پہنچ چکے تھے۔ پھر ان پر گولیوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔

یہ یقیناً محافظ تھے۔ جو ان نقاب پوشوں پر گولیاں برسا رہے تھے ایک نقاب پوش وہیں لان میں گر گیا۔

لیکن دوسرا دیوار کے پاس پہنچ چکا تھا۔ پھر اس پر بھی گولیوں کی باڑ پڑی۔ اور وہ ہوا میں اچھل کر دیوار کے قریب گر گیا۔

لیکن دوسرے لمحے اس کا ہاتھ اٹھا اور کیمرہ تقریباً اڑتا ہوا۔ دیوار کے پار جا گرا سارا لان سرچ لائٹوں سے روشن تھا۔ ادھر عمران جیسے ہی برآمدے میں پہنچا۔ اس کے گرد مشین گنوں کا ہالہ بندھ لیا۔ وہ یکدم رک گیا۔ یہ محافظ تھے۔

"کون ہو تم" ـــــ ایک محافظ نے جو شاید ان کا آفیسر تھا۔ کڑک کر پوچھا۔

"اللہ دین کا جن" ـــــ عمران نے بوکھلاتے ہوئے جواب دیا۔

"شٹ اپ" ـــــ اسی آفیسر نے بھڑک کر جواب دیا۔

"ارے تم مجرموں کو پکڑو۔ مجھ سے تم نے کیا لینا ہے" عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ ہمیں دھوکہ دے رہے ہو تم بھی تو مجرم ہو ـــــ خبردار اگر حرکت کی تو گولیوں سے جسم چھلنی کر دوں گا" ـــــ آفیسر نے کڑکتے ہوئے کہا۔

عمران سمجھ گیا کہ وہ بری طرح پھنس چکا ہے۔ ویسے اسے اطمینان تھا۔ کہ کیمرہ باہر کھڑے ہوئے بلیک زیرو نے اٹھا لیا ہوگا۔ لیکن اب اس مصیبت سے کیسے چھٹکارا ہو۔

"اس کی تلاشی لو" ـــــ اس آفیسر نے ایک سپاہی کو کہا۔

اور اس نے آگے بڑھ کر عمران کی جیب سے ریوالور اور دیگر سامان نکال لیا جس میں وہ لائیٹر بھی تھا جس میں ٹرانسمیٹر فٹ تھا۔

"اس کے ہاتھ باندھ دو" ـــــ اس نے دوسرا حکم دیا۔

"ارے ارے غضب خدا کا میرے ہاتھ باندھ رہے ہو۔ میں کہیں بھاگ تو نہیں جا رہا" ـــــ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

لیکن دو سپاہیوں نے اس کے ہاتھ پیچھے کر کے انہیں اپنی بیلٹ سے باندھ دیا۔ اب عمران مکمل طور پر قابو میں آ چکا تھا۔

"میرے خیال میں اسے ابھی گولی مار دی جائے اور شو کیا جائے کہ حملہ میں مارا گیا ہے کیونکہ اگر یہ زندہ رہا۔ تو زیادہ سے زیادہ چار پانچ سال قید ہو جائے گا۔ میں وطن کے دشمن افراد کو زندہ رکھنے کے لیے تیار نہیں" ـــــ ایک اور آفیسر نے رائے دی۔

"ارے کیوں میرا ستیاناس مارتے ہو۔ مرنے کے لیے میں ہی رہ گیا ہوں" عمران نے شور مچاتے ہوئے کہا۔

ویسے یہ تمہارا خیال صحیح ہے۔ ایسے وطن کے دشمنوں کے ساتھ یہی سلوک ہونا چاہیئے۔

"ابھی تو معاملہ ہمارے کنٹرول میں ہے"۔۔۔۔ اسی آفیسر نے کہا اور پھر اس نے ایک سپاہی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"گل شیر اسے سامنے والے ستون سے باندھ دو۔ پشت ہماری طرف ہو۔ اور میں جیسے ہی اشارہ کروں۔ اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دو"۔

"ارے تم تو واقعی سنجیدہ ہو۔ غضب خدا کا مجھ دوست کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو"۔۔۔۔ عمران نے نقاب سے آنکھ نکالتے ہوئے کہا۔

"اس کا نقاب اتار دو" آفیسر نے عمران کے احتجاج کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہا اور ایک سپاہی نے جھپٹ کر عمران کی نقاب کھینچ لی۔

"ہوں تو یہ صورت ہوتی ہے۔ غداروں کی"۔۔۔۔ آفیسر نے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔ "چلو باندھو اسے"۔

اور سپاہی عمران کو مشین گن کی نالوں سے ٹھوکا دیتے ہوئے ستون کی طرف لے چلے۔

عمران نے سوچا کہیں یہ پاگل واقعی یہ سب کچھ کر نہ گزریں۔ اس کے چہرے پر یکدم گہری سنجیدگی چھا گئی۔ وہ رک گیا۔

"آفیسر میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ میرے ہاتھ کھول دو اور فوراً وزارت داخلہ کے سیکرٹری سر سلطان سے میری بات کراؤ"۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں انتہا سے زیادہ سنجیدگی اور وقار تھا۔

آفیسر اس کے لہجے سے ایک لمحے کے لیے ٹھٹھکا لیکن پھر پھٹ پڑا۔

"بکواس مت کرو۔ میں تمہیں ایک لمحے کی مہلت نہیں دے سکتا۔ چلو ستون

سے باندھو"۔۔۔۔ اس نے سپاہیوں سے کڑکتے ہوئے کہا۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔۔ تم جانتے ہو میں کون ہوں"۔۔۔۔ عمران نے غصے سے کڑکتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ کاٹ تھی۔

"میں جانتا ہوں کہ تم ملک کے مجرم ہو"۔۔۔۔ آفیسر نے جواب دیا۔

"شٹ اپ میں تمہاری شکایت صدر مملکت سے کروں گا"۔۔۔۔ عمران کا غصے سے برا حال تھا۔

"چلو چلو زیادہ باتیں نہ بناؤ۔ صدر مملکت سے اب قیامت کے دن بات کرنا"۔ آفیسر کا واقعی دماغ خراب ہو چکا تھا۔

عمران غصے میں بل کھا رہا تھا۔ وہ بری طرح پھنس چکا تھا۔ اس کے چاروں طرف مشین گنیں تھیں۔ اور اس کا پالا ایک پاگل آفیسر سے پڑ گیا تھا۔ اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ معاملہ یہ صورت بھی اختیار کر سکتا ہے۔

"تم انہیں فون تو کرو۔ بعد میں بے شک مجھے گولی مار دینا"۔۔۔۔ عمران نے اچانک نرم پڑتے ہوئے کہا۔

"اس وقت سر سلطان کو فون کر کے میں نے جیل جانا ہے"۔۔۔۔ آفیسر نے اسی لہجے میں کہا۔ اس پر بھی شاید ضد سوار ہو گئی تھی۔

عمران کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس سچویشن کو کیسے کنٹرول کرے۔ عجیب پوزیشن ہو گئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ یہ پاگل آفیسر اور اس کے ماتحت اسے گولی مار دینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ وہ غصے سے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ اسے اپنے آپ پر بھی غصہ آ رہا تھا۔ کہ وہ کیوں اکیلا مجرموں کے پیچھے پڑا۔ کیوں نہ انہیں محافظوں کے ذریعے مجرموں کو پکڑوا دیا جاتا۔

اتنے میں محافظ اسے مشین گنوں سے دھکیلتے ہوئے ستون کے پاس لے گئے

میں کہتا ہوں آفیسر تم ایک بار فون تو کرو۔ تم ایک بھیانک غلطی کر رہے ہو۔ ایسی بھیانک غلطی جس کی نظیر شاید دنیا میں نہ ملے۔

عمران نے ایک بار پھر اسے سمجھانے کی کوشش کی لیکن آفیسر کا شاید واقعی دماغ خراب ہوچکا تھا۔

"باندھو اسے"۔۔۔۔۔ اس نے عمران کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سپاہیوں کو ڈانٹ کر کہا۔

عمران نے سوچا کہ اب خود ہی کچھ کرنا چاہیئے لیکن اس کے ہاتھ بیلٹ سے مضبوطی کیساتھ بندھے ہوئے تھے۔ اور پھر ایک نہیں تیس چالیس مشین گنیں وہ کیا کر سکتا تھا۔ یہ ایسی سچویشن تھی کہ اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی بھی جواب دے گئی۔ اور دوسرے لمحے وہ رسیوں سے ستون سے بندھا کھڑا تھا۔ آفیسر اور سپاہیوں کی طرف اس کی پشت تھی۔ موت اس سے صرف ایک لمحے کے فاصلے پر تھی۔

ابھی آفیسر نے اشارہ کرنا تھا۔ اور اس کے جسم میں مشین گن کی سینکڑوں گولیاں گزر جاتی تھیں۔ اس نے سوچا کیا واقعی۔ اس کی موت اپنے ہی ہم وطنوں کے ہاتھوں لکھی ہوئی تھی۔ ادھر آفیسر نے جیب سے رومال والا ہاتھ اونچا کیا۔ سپاہیوں نے مشین گنیں سیدھی کرلیں۔ ان کی انگلیاں ٹریگروں پر تن گئیں۔ آفیسر کے آنکھوں میں چمک تھی۔ بس اس نے رومال نیچے کرنا تھا۔ اور عمران پر گولیوں کی بارش ہوجانی تھی۔

ریڈی ۔۔۔۔ ون ۔۔۔۔ ٹو ۔۔۔۔ تھری ۔۔۔۔ فائر ۔۔۔۔ اور فضا پے در پے دھماکوں سے گونج اٹھی۔

ختم شد

مران سیریز
مادام
مظہر کلیم ایم اے

بلیک بے ہوش سیاہ پوش کو اٹھا کر اپنی کار میں ڈال آیا اور پھر اس کے بعد واردات کر عمارت کی دیوار کے پاس کار چھپ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ مجرم یقیناً بھاگتے ہوئے یہیں سے گزریں گے۔ کافی دیر تک وہ وہاں دم سادھے پڑا رہا۔

عمارت میں مکمل خاموشی تھی۔ جو بلیک زیرو کو کچھ غیر فطری محسوس ہو رہی تھی۔ جیسے طوفان آنے سے پہلے ایک بھیانک اور پراسرار خاموشی چھا جاتی تھی، اس کے اعصاب پر نہ جانے کیوں ایک عجیب سی بے چینی چھا گئی۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ ابھی کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔ وہ خاموشی سے وہاں پڑا حالات کے وقوع پذیر ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ اچانک اسے جھٹکا سا لگا۔ کیونکہ بھیانک خاموشی کا طلسم تیز گھنٹیوں کی آواسے درہم برہم ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی عمات پر لگی ہوئی سب سرج لائٹیں چل اٹھیں۔

چند لمحے بعد لگاتار بجنے والی سیٹیوں کی آواز نے ماحول کچھ اور پراسرار بنا دیا تھا۔ پھر اچانک اندر سے مشین گنوں کی فائرنگ ک آوازیں آنی شروع ہو گئیں اور ساتھ ہی تیز قسم کی چیخیں، بلیک زیرو سمجھ گیا کہ محافظوں اور مجرموں میں ٹھن گئی ہے، لیکن عمران کہاں ہے اور کس

سچویشن میں ہے۔ اس کا وہ اندازہ نہ لگا سکا۔ ویسے اسے مکمل یقین تھا کہ عمران ہر قسم کی سچویشن پر قابو پانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ابھی وہ عمران کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک کوئی اڑتی ہوئی چیز دیوار کے پرلی طرف سے اس کے قریب آ گری۔

بلیک زیرو نے لپک کر اٹھایا تو یہ ایک چھوٹا سا کیمرہ تھا۔ یقیناً اسے اندر سے پھینکا گیا ہو گا۔ وہ سوچنے لگا کہ اس کا مجرموں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے اور پھر اس کے دماغ میں جیسے روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا۔ اور وہ سب کچھ سمجھ گیا۔ یقیناً مجرموں نے نقشہ اڑانے کی بجائے اس کا فوٹو گراف لینا بہتر سمجھا اور پھر محافظوں سے گھٹ جانے کے بعد انہوں نے یہ کیمرہ اس لئے باہر پھینک دیا کہ ان کا ساتھی جو باہر رہ گیا تھا۔ وہ کیمرہ لے کر فرار ہو جائے لیکن یہ تو انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ باہر کی سچویشن میں بھی تبدیلی آ چکی ہے اور کیمرہ ان کے ساتھی کی بجائے بلیک زیرو کے ہاتھ لگ جائے گا۔ اصل چیز تو اس کے ہاتھ لگ چکی تھی لیکن عمران اب تک عمارت سے باہر نہیں نکلا تھا۔ وہ کافی دیر تک انتظار کرتا رہا۔ لیکن نہ تو عمران عمارت سے باہر آیا اور نہ ہی مجرموں کا کوئی ساتھی۔ عمارت میں خاموشی تھی۔ سرچ لائٹیں بدستور جل رہی تھیں۔ لیکن فائرنگ بند ہو چکی تھی۔

بلیک زیرو اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ تینوں مجرم محافظوں کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں لیکن سوال تھا عمران کا کہ اس پر کیا بیتی؟ وہ اب تک باہر کیوں نہیں آیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر بھی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔ اب اسے عمران کے متعلق تشویش ہونے لگی کہ وہ کسی مشکل میں نہ پھنس گیا ہو۔ چند لمحوں کی کشمکش کے بعد بلیک زیرو نے بھی اندر داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ تاکہ عمران کا پتہ چلا سکے۔ اس نے عمارت پر جلنے والی دونوں سرچ لائٹوں کی کارکردگی کا بغور جائزہ لیا۔ اس نے محسوس کیا کہ دونوں سرچ لائٹیں گھوم کر جب واپس جاتی تھیں تو دونوں کے دائرے کے درمیان ایک چھوٹی سی جگہ ایسی تھی جہاں اندھیرا رہ جاتا تھا۔ اس نے اسی جگہ سے اندر داخل ہونے کا

فیصلہ کیا۔ کیمرہ اس نے ایک جھاڑی کے نیچے چھپا دیا وہ دیوار کے ساتھ چمٹ کر اوپر چڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔ پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ پرلی طرف کود گیا۔ دیوار کی پرلی طرف چھوٹی چھوٹی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ جس میں بلیک زیرو بے حس و حرکت لیٹا ہوا تھا۔ سرچ لائیٹ کا دائرہ اس کے اوپر سے گزر گیا۔

سرچ لائیٹ کے گزرتے ہی اس نے تیزی سے اپنی جگہ سے حرکت کی اور پھر پھرتی سے رینگتا ہوا عمارت کی طرف چل دیا۔ سرچ لائیٹ نے گردش کرنا بند کر دیا تھا۔ شائد محافظوں کی نظر اس پر نہیں پڑی تھی۔ وہ عمارت کے سامنے والے رخ کی طرف جا رہا تھا برآمدے کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا اور دوسرے لمحے وہ غیر اختیاری طور پر پھرتی سے اُٹھ کھڑا ہوا اس نے ہر احتیاط بالائے طاق رکھ دی تھی۔ کیونکہ اس نے عمران کو جس پوزیشن میں دیکھا تھا وہ اس کے تصور میں بھی نہیں آ سکتی تھی۔ اس نے پھرتی سے جیب سے ریوالور نکال لیا۔ عمران رسیوں سے بندھا ستون کے ساتھ جکڑا کھڑا تھا۔ اس کی پشت برآمدے کی طرف تھی۔ جہاں دو آفیسر اور تقریباً پچاس ساٹھ سپاہی مشین گن لئے کھڑے تھے ان میں سے تین سپاہی عمران کی پشت کی سیدھ میں مشین گن تانے کھڑے تھے اور ایک آفیسر نے ہاتھ میں رومال اٹھایا ہوا تھا۔

عمران کا چہرہ چونکہ بلیک زیرو سے سائڈ میں تھا۔ اس لئے وہ اس لمحے عمران کے چہرے پر چھائے تاثرات نہ دیکھ سکا۔ بلیک زیرو عمران کی یہ پوزیشن دیکھ کر غصہ سے سرخ ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس وقت فوری طور پر کسی ایکشن کی ضرورت ہے۔ ورنہ معاملہ خطرناک صورت بھی اختیار کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے ریوالور سیدھا کیا اور دوسرے لمحے فضا پے در پے دھماکوں سے گونج اٹھی۔ بلیک زیرو نے لگاتار چار گولیاں چلائی تھیں۔ تین گولیاں تین سپاہیوں کو چاٹ گئیں۔ جو عمران پر مشین گن تانے کھڑے تھے اور چوتھی اس آفیسر کی پسلی توڑتی ہوئی اس کے جسم میں گھس گئی جو ہاتھ میں رومال لیے آرڈر دے رہا تھا۔ بلیک زیرو

کی اس اچانک فائرنگ سے سچوئیشن یکدم تبدیل ہو گئی۔ سپاہیوں میں ایک لمحے کے لیے بھگدڑ مچ گئی وہ سب بوکھلاہٹ میں تیزی سے منتشر ہو گئے۔ بلیک زیرو نے جمپ لگائی اور پھر برق رفتاری سے اچھلتا ہوا عمران کی پشت پر آ کھڑا ہوا۔ سپاہی منتشر ہو کر مورچے بنا رہے تھے کہ بلیک زیرو نے جھپٹ کر مردہ سپاہی کے ہاتھ سے گری ہوئی مشین گن اٹھائی۔ اور پھر اس نے چاروں طرف گھوم گھوم کر اندھا دھند گولیاں برسانا شروع کر دیں۔ اس کی اور عمران کی پوزیشن اس وقت انتہائی نازک تھی۔ وہ کھلے برآمدے میں تھے۔ کہیں سے بھی گولی انہیں چاٹ سکتی تھی۔ لیکن بلیک زیرو کی اندھا دھند چلائی ہوئی گولیوں کی بوچھاڑ سے سپاہیوں میں ایک بار ہلچل مچ گئی۔

بلیک زیرو نے ایک ہاتھ میں مشین گن تھام لی۔ اور دوسرے ہاتھ سے کوٹ کی جیب سے پھرتی سے چاقو نکال لیا۔ دستے پر ذرا سا دباؤ دیتے ہی چاقو کا انتہائی تیز پھل جھٹکے سے باہر نکل آیا۔ اس نے ایک بار پھر مشین کی باڑ ماری اور پھر عمران کی رسیاں کاٹنے میں اتنی پھرتی اور تیزی دکھائی کہ عمران بھی حیران رہ گیا۔ اب عمران آزاد تھا۔

عمران نے آزاد ہوتے ہی لپک کر ایک اور مشین گن اٹھائی۔ اور ان دونوں نے ستونوں کی آڑ لے کر گولیاں چلانی شروع کر دیں۔

" میرے خیال میں اب یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے "—— عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

" جی ہاں "—— بلیک زیرو نے مختصر سا جواب دیا۔

تو پھر ایک ہی صورت ہے تم باڑ مارو اور میں بھاگ کر آگے جاتا ہوں۔ پھر میں باڑ ماروں گا اور تم میری پیروی کرنا —— بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کی مشین گن اور بھی زیادہ تیزی سے گنگنانے لگی۔

عمران نے جمپ لگایا اور اچھل کر پلاٹ میں آ گرا۔ پھر اس نے مشین گن

کی باڑ ماری اور بلیک زیرو اس کے ساتھ آ ملا۔

اس طرح وہ دونوں لان میں آ گئے۔ اچانک عمران نے مشین گن کا رخ مین سرچ لائیٹ کی طرف کر دیا دوسرے لمحے سرچ لائیٹ کے پرخچے اڑ گئے۔ اور لان کے ایک مخصوص حصے میں اندھیرا چھا گیا۔ اور وہ دونوں جھکے جھکے تقریباً بھاگتے ہوئے لان عبور کرنے لگے۔ پھر وہ جیسے ہی دیوار کے پاس پہنچے دوسری سرچ لائیٹیں گردش کرنے لگیں۔ عمران نے ایک بار پھر نشانہ سرچ لائیٹ کا لیا۔ اور باقی دو سرچ لائیٹیں بھی بجھ گئیں۔ پھر دونوں نے جمپ لگایا اور دیوار سے ہوتے ہوئے دوسری طرف جا گرے اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے ان کے چاروں طرف ریوالور اور رائفلوں کا حصار بندھ گیا یہ پولیس تھی۔ جو ابھی ابھی وہاں پہنچی تھی اور اس نے عمارت کے گرد گھیرا ڈال دیا تھا۔ عمران اور بلیک زیرو جیسے ہی باہر آ گرے انہیں کور کر لیا گیا۔

" ہینڈز اپ۔ مشین گن پھینک دو "—— ایک پولیس آفیسر نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا۔ اور ان دونوں نے وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے مشین گنیں پھینک کر ہاتھ اوپر اٹھا لیئے۔ بلیک زیرو اب بھی نقاب میں تھا۔ عمران کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ ان کے چہروں پر ٹارچوں کی روشنیاں ڈالی گئیں۔

" تمہارا انچارج آفیسر کون ہے "——؟ بلیک زیرو نے اس پولیس آفیسر سے جس نے انہیں مشین گن پھینکنے کا حکم دیا تھا۔ مخاطب ہوتے ہوئے سخت لہجہ میں پوچھا۔

" میں ہوں۔ کیا بات ہے "—— اسی آفیسر نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

" میری بائیں جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بیج نکال لو تب تمہیں پتہ چلے گا کہ میں کون ہوں "—— بلیک زیرو نے آفیسر کو حاکمانہ انداز میں کہا۔

پولیس آفیسر نے بلیک زیرو کی بائیں جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بیج نکال لیا۔

اور پھر اس نے جیسے ہی ٹارچ کی روشنی اس پر ڈالی وہ بوکھلا گیا ۔ بوکھلاہٹ میں اسکے
ہاتھ سے ٹارچ نیچے گر پڑی اور اس نے ایڑیاں ملا کر ایک زوردار سلیوٹ بلیک زیرو
کو کیا ۔

بلیک زیرو اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ نیچے گرا دیئے ۔ اپنے
آفیسر کو اس طرح سلیوٹ مارتے دیکھ کر تمام پولیس والے بھی بوکھلاہٹ میں اٹینشن
ہو گئے ۔ ان کے چہرے شدید حیرت کی وجہ سے بگڑ کر رہ گئے تھے ۔

"سر ــــ سر آپ" ــــ پولیس آفیسر کے منہ سے حیرت، بوکھلاہٹ اور
خوف سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے ۔

"ہاں ہم چند لوگوں کا تعاقب کرتے ہوئے اندر گئے تھے کہ محافظوں نے ہمیں مجرم سمجھ
کر ہم پر گولیاں چلا دیں" ــــ بلیک زیرو نے حالات کی قدرے وضاحت کرتے ہوئے
پولیس آفیسر سے کہا اور پھر بلیک زیرو بڑھ کر اسی جھاڑی کی طرف طرف گیا جہاں اس
نے کیمرہ چھپایا تھا ۔ کیمرہ ابھی تک وہیں موجود تھا ۔ اس نے کیمرہ اٹھایا اور اسے عمران کے
حوالے کر دیا ۔

عمران نے خاموشی سے کیمرہ بلیک زیرو کے ہاتھ سے لے لیا ۔ پھر وہ پولیس آفیسر
کی سرکردگی میں عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئے ۔

عمارت کے محافظوں نے پولیس کو دیکھ کر فائرنگ بند کر دی تھی اور چند ہی لمحوں
بعد عمارت اعلیٰ سرکاری افسروں سے پُر ہو گئی ۔ وزارتِ دفاع کے سیکرٹری شفقت علی
وزارتِ داخلہ کے سیکرٹری سر سلطان، سر رحمان اور اس کے علاوہ بھی متعدد اعلیٰ
آفیسر جن میں ملٹری کے اعلیٰ رینک آفیسر بھی شامل تھے ۔

سر رحمان نے وہاں عمران کو موجود پا کر منہ بگاڑ لیا ۔ ایکس ٹو ان سب سے مخاطب
ہو کر تمام حالات بتلا رہا تھا ۔

ریکارڈ روم میں پڑی ہوئی ایک مجرم کی لاش بھی اٹھوائی گئی ۔ جسے عمران نے ختم کیا
تھا ۔ وہ آفیسر جو عمران کے خاتمے کے درپے تھا ۔ بلیک زیرو کی گولی سے شدید زخمی ہو چکا
تھا ۔ مرتے وقت بھی اس نے یہی اقرار کیا کہ وہ عمران اور بلیک زیرو کو مجرم ہی سمجھ
رہا تھا ۔ اور اس کا خیال تھا کہ ملزم کو جلد ہی سزا مل جانی چاہیئے یہ تو شکر تھا کہ ایکسٹو
کی بروقت مداخلت سے عمران کی جان بچ گئی ورنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ایکسٹو نے ظاہر کیا کہ مجرم نقشہ اڑانا چاہتے تھے ۔ لیکن عمران کی وجہ سے ناکام رہ
گئے وہ کیمرہ والا معاملہ ہی گول کر گیا ۔

صفدر بھی کیپٹن شکیل کی مدد کے لیے فیکٹری میں پہنچ چکا تھا ۔ صفدر بھی ایک
آپریٹر کے روپ میں وہاں پہنچ گیا تھا ۔ کیپٹن شکیل کی اطلاع کے مطابق آج رات
مجرموں نے اپنا فائنل آپریشن انجام دینا تھا ۔ کیپٹن شکیل نے ربیکا کی نگرانی کرنے کا
فیصلہ کیا ۔ کیونکہ اس وقت وہ ہی ایک ایسا مہرہ تھا جو نظروں کے سامنے تھا ۔ شام
کے وقت اس کی مین ڈیپارٹمنٹ میں ڈیوٹی تھی ۔ لیکن ڈیوٹی شروع ہونے کے کافی دیر
بعد تک جب وہ نہ پہنچی تو کیپٹن شکیل کو شک گزرا ۔ اور وہ اس کے رہائشی کمرہ کی
طرف گیا ۔ لیکن یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی ۔ جب ربیکا کا کمرہ اس نے
خالی دیکھا ۔ اس کا مطلب تھا چڑیا اڑ گئی ۔

کیپٹن شکیل کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر ربیکا کہاں غائب ہوگئی۔ وہ کچھ سوچتا ہوا واپس مین ڈیپارٹمنٹ میں آگیا۔ مین ڈیپارٹمنٹ میں اس وقت صفدر اور جولیا بھی موجود تھے۔ جولیا آج پہلی بار مین ڈیپارٹمنٹ میں آئی تھی۔ صفدر کے ساتھ جو لڑکی کام کر رہی تھی۔ اس کا نام صوفیہ تھا۔

صفدر نے محسوس کیا کہ صوفیہ انتہائی کم گو اور سنجیدہ قسم کی لڑکی تھی۔ وہ جب سے ڈیوٹی پر آئی تھی مستقل کام میں ہی منہمک تھی۔ اس نے ایک مرتبہ بھی کام کے علاوہ صفدر سے اور کوئی بات نہیں کی تھی۔ صفدر کام کرنے کے علاوہ چوکنی نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی چھٹی حس بتلا رہی تھی کہ خطرہ اس کے آس پاس کہیں قریب ہی موجود ہے۔ لیکن اب تک وہ خطرہ کو محسوس نہیں کر سکا تھا۔ کیپٹن شکیل کے کہنے پر ربیکا کی کافی تلاش کی گئی۔ لیکن ربیکا سرے سے ہی غائب تھی۔ کیپٹن شکیل دوبارہ اپنے کام میں منہمک ہو گیا۔ صفدر سر جھکائے مشین کی ڈائلنگ نوٹ کر رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر اٹھی۔ اور اس کے دماغ میں ایک شک کی لہر گزر گئی۔ کیونکہ اس نے صاف طور پر محسوس کیا کہ صوفیہ کے بلاؤز میں ریوالور موجود تھا۔ اس نے سوچا ایک عام سی آپریٹر کو ریوالور رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ یقیناً دال میں کچھ کالا ہے۔

صوفیہ بدستور کام میں مشغول تھی۔ صفدر نے سر اٹھا کر کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا جو سر اٹھائے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے کیپٹن شکیل کو ایک مخصوص اشارہ کیا۔ اور کیپٹن شکیل اشارہ سمجھ کر ایک طرف بڑھ گیا۔ صفدر بھی مشین سے اٹھ کر ادھر ہی بڑھ گیا۔

"کیپٹن مجھے صوفیہ پر شک ہے اس کے بلاؤز میں ریوالور موجود ہے"۔۔۔۔ صفدر نے سرگوشی میں کیپٹن شکیل سے کہا۔

"میرے خیال میں اس کی فوری تلاشی لے لی جائے تو اچھا ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

ادھر وہ جیسے ہی اٹھ کر شکیل کی طرف بڑھا صوفیہ کو شک گزرا۔ اور پھر جب اس نے کن انکھیوں سے اسے کیپٹن شکیل سے سرگوشی کرتے دیکھا۔ تو وہ کھٹک گئی۔ اس نے تیزی سے بلاؤز میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے بلاؤز سے نکل کر ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے صفدر والی دراز کھول کر ریوالور اس میں ڈال دیا۔ اور دراز بند کر دی۔ اس سارے کام میں اسے زیادہ سے زیادہ چند سیکنڈ لگے۔ اور وہ دوبارہ اپنے کام میں یوں مشغول ہو گئی۔ جیسے اس نے سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا ہو۔ صفدر اور کیپٹن شکیل صوفیہ کی طرف بڑھے۔

"میڈم آپ براہ کرم اپنے بلاؤز سے ریوالور نکال کر میرے حوالے کر دیجئے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے قریب آکر صوفیہ سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب"۔۔۔۔ صوفیہ نے سر اٹھا کر حیرت سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کیپٹن شکیل وہاں چونکہ بطور انچارج کے کام کر رہا تھا۔ اس لیے وہاں اس کے پاس اس قسم کے اختیارات موجود تھے کہ وہ کسی بھی لمحے کسی کو چیک کر سکتا تھا۔ کیپٹن شکیل نے جولیا کو اشارہ کیا اور وہ اٹھ کر قریب آگئی۔ کیپٹن شکیل کے حکم پر اس نے صوفیہ کی تلاشی لی۔ لیکن اس کے پاس کوئی چیز نہ نکلی۔ صفدر اپنے اندازے پر شرمندہ ہو گیا۔ کیپٹن شکیل نے صوفیہ سے معافی مانگی۔ ویسے اس کے چہرے پر الجھنیں تھیں وہ سچوئیشن کو سمجھ نہیں پایا تھا۔ کام ہوتا رہا۔ صفدر بھی سوچ میں گم تھا۔ ویسے وہ حیران تھا کہ صوفیہ کے پاس ریوالور نہیں نکلا۔ حالانکہ اس نے اس کی موجودگی صاف طور پر محسوس کی تھی۔ اور اس کا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ پھر اتنی دیر میں ریوالور کہاں گم ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک گھنٹے کی ریسٹ ہو گئی۔ سب ورکر اٹھ کر کامن روم میں چائے وغیرہ پینے کے لیے چلے گئے۔ صوفیہ ابھی تک کام میں

مصروف تھی۔ صفدر بھی اُٹھ گیا۔ صوفیہ کام میں اسی طرح منہمک تھی۔ آدھے گھنٹے تک صوفیہ سارے ہال میں اکیلی بیٹھی کام کرتی رہی۔ صفدر کا یقین کچھ پختہ ہوتا جا رہا تھا۔ اس لیے وہ ایک کھڑکی سے چپٹا ہوا۔ صوفیہ کی نقل و حرکت کی نگرانی کر رہا تھا۔ آدھے گھنٹے بعد صوفیہ کرسی سے اٹھی۔ اس نے ایک تو بہ شکن انگڑائی لی۔ اور پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی ہال سے باہر نکل گئی۔ صفدر مایوس ہو گیا۔ اس کے اندازے بار بار غلط ہو رہے تھے۔ صوفیہ ہال سے نکل کر کامن روم میں آ بیٹھی تھی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ اطمینان تھا۔

ریسٹ کے بعد جب سارے لوگ ہال میں داخل ہوئے۔ صوفیہ بھی اپنی مشین کے سامنے آ بیٹھی۔ اتنے میں صوفیہ کو ریکارڈ روم سے بلاوا آ گیا۔ صوفیہ اٹھ کر ریکارڈ روم میں چلی گئی۔ ریکارڈ روم اس تمام لیبارٹری کا سب سے اہم اور خفیہ شعبہ تھا۔ یہاں ان تمام فارمولوں کی کاپیاں موجود ہوتی تھیں۔ جو مکمل ہو چکے تھے۔ جن پر ورک ہو رہا ہوتا تھا۔ اس شعبے میں صرف با اعتماد اور پرانے ورکر ہی جا سکتے تھے۔ حتیٰ کہ جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل کو بھی اس شعبے میں جانے کی اجازت نہیں تھی۔ ویسے بھی اس شعبے کی حفاظت کے لیے بہترین انتظام کیے گئے تھے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات بھی ملحوظِ خاطر رکھی گئی تھی۔ کہ کسی بھی ورکر کو مستقل طور پر اس شعبے میں تعینات نہیں کیا جاتا ہے۔ بس افسرِ اعلیٰ پرانے اور با اعتماد ورکرز میں سے کسی کو بھی کسی بھی وقت بغیر اطلاع دیئے اس شعبے میں بلا لیتا تھا۔ صوفیہ چونکہ کافی پرانی اور با اعتماد ورکر تھی۔ اس لیے اس وقت افسرِ اعلیٰ نے صوفیہ کو اس شعبے میں کال کر لیا تھا۔ صوفیہ کے اٹھ جانے کے بعد صفدر بھی مشین سے اُٹھ گیا۔ ہال میں کوئی شخص مشتبہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ ویسے ربیکا کے گم ہونے کی انہیں بے حد تشویش تھی وہ تینوں سوچ رہے تھے کہ ربیکا آخر کہاں جا سکتی ہے۔ فیکٹری کے محافظین برابر اس کی تلاش میں مصروف تھے۔ لیکن اس کا کہیں نام و نشان ہی نہیں مل رہا تھا۔

عمران اور بلیک زیرو آفیسروں سے جان چھڑا کر واپس اپنی کار کی طرف بڑھے کیمرہ ابھی تک عمران کے ہاتھ میں لٹک رہا تھا۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھولا اور پھر وہ ایک دھچکے سے رُک گیا۔

"کیا ہوا"——— عمران نے اسے رُکتے دیکھ کر کہا۔

"پنچھی اُڑ گیا عمران صاحب"——— بلیک زیرو نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا کیونکہ کار خالی تھی۔ وہ بے ہوش سیاہ پوش غائب تھا۔

"چل اڑ جا رے پنچھی کہ اب یہ دیس ہوا بیگانہ"——— عمران نے کان پر ہاتھ رکھ کر راگ الاپنا شروع کر دیا۔

"کیا مطلب"——— بلیک زیرو عمران کی اس بے وقت کی راگنی کو کوئی معنی نہ پہنا سکا۔

"بھئی مطلب وطلب کا تو مجھے بھی پتہ نہیں۔ بس اچانک ذہن میں کھجلی سی ہونے لگتی ہے۔ ویسے بھی پنچھی کا کام اڑنا ہی ہے۔ اگر اُڑ گیا تو اس میں حیرت کیسی"——— عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

بلیک زیرو سے کچھ جواب نہ بن سکا۔ وہ خاموشی سے کھڑا رہ گیا۔

"چلو اب بیٹھو بھی سہی یا یہیں کھڑے رہ کر چالیس دن تک سوگ منانے کا

ارادہ ہے" ——— عمران کے لہجے میں قدرے سختی تھی۔ بلیک زیرو نے بیٹھنے میں پھرتی دکھائی۔ عمران نے لاپرواہی سے کیمرہ پچھلی سیٹ پر ڈال دیا۔ اور وہ دونوں آگے والی سیٹوں پر بیٹھے تھے۔ کار میں خاموشی طاری تھی۔ دونوں اپنے اپنے خیالوں میں گم تھے۔ شہر میں اب ٹریفک شروع ہو گئی۔ ایک چوک پر کراسنگ کی سرخ بتی پر عمران کی کار رک گئی۔ زرد بتی ہوتے ہی عمران نے گاڑی گیئر میں ڈال دی۔ لیکن اس سے پہلے کہ سبز بتی جلتی۔ عمران کی کار کا پچھلا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت نوجوان لڑکی ہاتھ میں سرخ رنگ کا پرس لیے بڑے اطمینان سے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اور دروازہ بند کر لیا۔ عمران اور بلیک زیرو نے دروازہ کھلنے کی آواز سن کر مڑ کر دیکھا اور پھر دونوں اس لڑکی کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے

"آپ کو کیا تکلیف ہے محترمہ" ——— عمران کی آواز سے بھی حیرت نمایاں تھی۔

لیکن پھر لڑکی سے آواز سننے کی بجائے اسے کار چلانے کی طرف دھیان دینا پڑا۔ کیونکہ سبز بتی ہو چکی تھی۔ اور پچھلی کاروں نے لگاتار ہارن دینے شروع کر دیئے تھے عمران نے کار چلا دی۔ جب وہ کراسنگ پار کر رہے تھے کہ ایک سبز رنگ کی ڈاج ان کی کار کے بالکل قریب سے گزری۔ اسی لمحے لڑکی نے پچھلی سیٹ پر پڑا ہوا کیمرہ اٹھا کر سبز ڈاج کی پچھلی سیٹ پر پھینک دیا۔ سبز ڈاج آگے نکلتی چلی گئی۔ عمران تو کراسنگ پار کرنے کی فکر میں تھا۔ لیکن بلیک زیرو نے لڑکی کی یہ حرکت نوٹ کر لی۔ اور دوسرے لمحے اس کے ذہن میں چھنا کا سا ہوا۔

"ہوں یہ بات ہے" ——— اس نے سوچا اور اب سارا معاملہ اس کی سمجھ میں آ گیا تھا۔

"اس سبز ڈاج کا تعاقب کریں عمران صاحب کیمرہ اس میں ہے" ———
بلیک زیرو نے عمران کا شانہ جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

لیکن اسی لمحے اس لڑکی کی سخت آواز سنائی دی۔

"کار بائیں سائڈ پر لگا دو مسٹر" ——— اور اس کے ساتھ ہی عمران اور بلیک زیرو دونوں کی پشتوں سے ریوالور کی نالیاں لگ گئیں۔ لڑکی کے دونوں ہاتھوں میں ریوالور تھے۔ عمران نے ایک طویل سانس لے کر کار کا رخ بائیں سائڈ کی طرف کر دیا۔ ویسے سبز ڈاج کے نمبر اور ماڈل اس کے ذہن میں محفوظ ہو چکے تھے۔ اب کار ایک اور سڑک پر دوڑ رہی تھی ویسے سچوئیشن عجیب ہو گئی۔ ایک لڑکی نے دونوں ایکسٹوؤں کو آگے لگا رکھا تھا۔ بلیک زیرو عمران کی وجہ سے خاموش تھا۔ نقاب تو وہ کار میں بیٹھتے وقت ہی اتار چکا تھا۔

"کہاں چلنا ہے باساشی" ——— ؟ عمران نے مطمئن انداز میں سوال کیا۔ اور لڑکی یوں چونکی جیسے اس کے سر پر بم پھٹ پڑا ہو عمران بیک مرر میں اس کی یہ حالت دیکھ کر مسکرا دیا۔

"اگلی کراسنگ پر کار روک لو" ——— لڑکی نے جو باساشی کے لفظ پر چونکی تھی اپنی حالت پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کے لیے تمہیں ٹریفک کانسٹیبل کے پاس جا کر کراسنگ پر سرخ بتی کا انتظام کرانا ہو گا"۔

"شٹ اپ" ——— باساشی نے بگڑتے ہوئے کہا اتنے میں کراسنگ آ پہنچی۔ اب اسے کیا کہیئے کہ واقعی وہاں سرخ بتی جل رہی تھی۔ عمران نے کار روک دی۔ اچانک باساشی نے ہاتھ کو جھٹکا دیا۔ اور دوسرے لمحے عمران کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کے سر پر پڑا تھا۔ اس لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے مختلف رنگوں کے تارے ناچنے لگے۔ اور پھر اس نے اسٹیئرنگ سے ہاتھ اٹھا کر سر پکڑ لیا۔ بلیک زیرو عمران کی اس اچانک حالت سے چونکا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سچوئیشن سمجھتا۔ باساشی نے پھرتی سے دروازہ کھولا۔ اور پھر ساتھ فٹ پاتھ پر پیدل چلنے والے لوگوں میں مل گئی۔ یہ سب کچھ ایک سکینڈ میں ہو گیا۔ دوسرے لمحے بلیک زیرو نے

عمران کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دروازہ کھول کر چھلانگ لگا دی ۔ اور وہ بھی بھیڑ میں شامل ہو گیا اتنے میں سرخ کی بجائے سبز بتی ہو چکی تھی ۔ اور عمران کو پیچھے رکی ہوئی ٹریفک کے مسلسل بجنے والے ہارنوں نے عمران کے ڈوبتے ہوئے ذہن کو سہارا دیا ۔ اور اس نے سر جھٹک دیا اب وہ قدرے ہوش میں تھا ۔ اس نے سر کو ایک اور جھٹکا دیا اور پھر دوسرے لمحے کلچ پر سے دباؤ ہٹا کر ایکسی لیٹر پر پیر کا پورا دباؤ ڈال دیا ۔ کار زن کی سی آواز نکالتی ہوئی کراسنگ پار کر گئی ۔ کچھ دور جا کر عمران کو کار پارک کرنے کی جگہ نظر آئی اور اس نے کار وہاں روک دی ۔ ویسے اسے قدرے اطمینان تھا ۔ کہ بلیک زیرو ضرور باساشی کو ڈھونڈ نکالے گا وہ چند لمحے تک وہاں کار روکے اپنے حواس مجتمع کرتا رہا ۔ جہاں چوٹ لگی تھی ۔ وہاں سر پر ایک گومڑا ابھر آیا تھا ۔ پھر عمران نے کار دوبارہ سٹارٹ کی اور اب کار کا رخ دانش منزل کی طرف تھا ۔ وہ سوچ رہا تھا کہ باساشی واقعی دلیر، ذہین اور نڈر عورت ہے ۔ کس خوبصورتی اور سادگی سے اس نے عمران کی کار سے کیمرہ پار کیا اور پھر خود بھی اتر کر چلی گئی ۔ اور بطور نشانی ایک عدد گومڑ بھی دے گئی ۔ چند منٹ بعد وہ دانش منزل پہنچ گیا ۔ اس نے جاتے ہی نعمانی کو کنکٹ کیا اور اسے اس سبز ڈاج کے نمبر اور ماڈل بتلا کر فوری تلاش کرنے کا حکم دیا اور خود ایک آرام دہ کرسی پر لیٹ کر طویل سانس لینے لگا ۔

سبز رنگ کی ڈاج تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی مختلف سڑکوں پر گھومتی ہوئی
ڈل کالونی کے ایک وسیع و عریض بنگلے کے اندر داخل ہو گئی ۔ کار کے اندر داخل ہوتے
ہی پھاٹک خود بخود بند ہو گیا ۔ شاید وہ آٹومیٹک سسٹم کے تحت کام کرتا تھا ۔ کار بنگلے
کے پورچ میں جا کر رک گئی ۔ کار کا دروازہ کھلا ۔ اور اس میں سے ایک لمبا تڑنگا نوجوان ہاتھ
میں وہی کیمرہ پکڑے باہر نکلا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک کمرہ میں گھس گیا ۔ اس نے
پلٹ کر کمرے کا دروازہ بند کیا ۔ اور پھر سامنے رکھی ہوئی ایک قد آدم الماری کی طرف
بڑھنے لگا ۔ اس نے الماری کا پٹ کھولا اور الماری کی دیوار کو ایک مخصوص انداز سے
دبایا ۔ الماری ریل کی طرح فرش میں بچھی ہوئی ایک پٹڑی پر کھسکتی ہوئی ایک طرف
ہٹ گئی ۔ اب الماری کی پشت پر ایک دروازہ تھا ۔ جو کھلا ہوا تھا ۔ وہ تیزی سے اس دروازے
میں داخل ہو گیا ۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی الماری دوبارہ اپنی جگہ پر واپس آ گئی ۔ اب
کوئی شخص تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس الماری کی پشت پر کوئی دروازہ ہو سکتا ہے ۔

نوجوان دروازے کے اندر داخل ہوا تو ایک خاصی طویل گیلری میں چلنے لگا ۔ پھر کافی
دور جا کر وہ بائیں طرف مڑ گیا ۔ اب اس کے سامنے ایک دروازہ تھا ۔ اس نے دروازے
پر تین بار مخصوص انداز میں دستک دی ۔

" کم ان " ـــــــ ایک غراتی ہوئی آواز آئی ۔ لیکن آواز صاف کسی عورت کی معلوم

ہوتی تھی۔ نوجوان نے دروازے پر ہلکے سے دباؤ ڈالا۔ دروازہ کھلتا گیا۔ کمرہ بالکل تاریک
تھا۔ نوجوان نے چند تلے قدم اٹھائے اور پھر مؤدبانہ انداز میں سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ اچانک
ایک ہلکے سے کھٹکے کی آواز آئی اور پھر جس جگہ نوجوان کھڑا تھا۔ وہ جگہ روشن ہو گئی۔
یہ روشنی اس انداز سے اس نوجوان پر پڑ رہی تھی کہ صرف نوجوان اور اس کے ارد گرد
تھوڑا سا حصہ روشن تھا۔ باقی کمرے میں بدستور ویسی ہی خاموشی تھی۔ روشنی پڑتے
نوجوان نے سر اٹھایا پھر مؤدبانہ انداز میں بولا۔

"مادام باساشی کی خدمت میں ایک حقیر غلام تاک ون چی حاضر ہے"۔

"تاک ون چی مشن کا کیا بنا"۔۔۔ مادام باساشی کی گرجتی ہوئی آواز سنائی دی

"کامیابی مادام، یہ کیمرہ حاضر ہے"۔۔۔ تاک ون چی نے کیمرہ فرش پر ر
ہوئے کہا۔

"نمبر فور کا کیا بنا"۔۔۔ مادام باساشی نے پوچھا۔

"پروگرام کے مطابق صدر کراسنگ پر نمبر فور عمران کی کار سے اتر کر بھیڑ میں مل جا
گی اور پھر ایک ٹیکسی لے کر پوائنٹ نمبر تھری پر پہنچے گی۔ اپنے تعاقب سے ہوشیار ر
گی۔ ویسے بھی نمبر الیون اس کی حفاظت کے لئے مامور ہے"۔۔۔ تاک ون چی
تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"ہوں"۔۔۔ باساشی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اچھا اب تم جا سکتے ہو"
اور تاک ون چی نے مؤدبانہ انداز میں سر کو جھکایا اور پھر واپس مڑ کر دروازے
سے باہر چلا گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی دروازہ بند ہوا اور پھر ایک اور کھٹکا ہوا۔ اور
پورا کمرہ روشنی سے جگمگا اٹھا۔

مادام باساشی کمرے کے کونے میں ایک آرام دہ کرسی پر لیٹی ہوئی تھی۔ اس کے
فرش پر وہ کیمرہ پڑا تھا۔ وہ دھیرے سے اٹھی اور اس نے فرش سے وہ کیمرہ اٹھا لیا۔

ایک کرسی پر بیٹھ کر بٹن دبا دیا۔ چند لمحے بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

"کم ان"۔۔۔ مادام باساشی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

دروازہ کھلا اور ہیٹو اندر داخل ہوا۔

"یس مادام"۔۔۔ اس نے مؤدبانہ طور پر سر جھکاتے ہوئے

"ہیٹو یہ کیمرہ لے جاؤ اور اس کے پرنٹ بنا کر لے آؤ۔ پرنٹ احتیاط سے بنانا کیونکہ
نتے ہو یہ فلم کتنی اہم ہے"۔

"یس مادام۔۔۔ ویسے مشن کی کامیابی کی مبارک ہو"۔۔۔ ہیٹو کا چہرہ خوشی اور
انی سے گلنار ہو رہا تھا۔

"تھینک یو ہیٹو"۔۔۔ مادام نے مختصر سا جواب دیا۔ اور ہیٹو فلم واپس لے کر چلا گیا۔
اس کے باہر جاتے ہی مادام نے میز کی دراز سے ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر ایک مخصوص
ونسی سیٹ کر کے کال کرنا شروع کر دیا۔

"ہیلو ہیلو مادام باساشی اسپیکنگ اوور"۔۔۔ وہ بار بار یہی فقرہ دہراتی رہی۔
منٹ بعد دوسری طرف سے آواز آئی۔

"یس مادام باساشی دس اینڈا اوور"

"رپورٹ"

"مادام آج سے میری ڈیوٹی خفیہ شعبے میں لگ گئی ہے۔ کل سے میں کام شروع
وں گی اور امید ہے۔ کل ہی میں مشن میں کامیاب ہو جاؤں گی"۔

"کسی کو تم پر شک تو نہیں ہوا"۔

"نہیں مادام ابھی تک حالات ٹھیک ہیں۔ ویسے دوسری پارٹی کے افراد میری نظر
ہیں۔ یہ دو آدمی اور ایک عورت ہے۔ عورت غیر ملکی ہے اور مرد مقامی ہیں"۔

"مشن کے بعد باہر نکلنے کا کیا پروگرام ہے"۔

"میرے خیال میں مادام مشن کے بعد میں جولیا کا روپ دھار لوں۔ اس طرح با
نکلنے میں آسانی رہے گی"

"خیال تو ٹھیک ہے مگر جولیا کو کس طرح ختم کروگی"

"وہی پرانا طریقہ ریکا والا"

"ٹھیک ہے مگر احتیاط کرنا"

"آپ بے فکر رہیں مادام"

"اوکے اوور اینڈ آل" ـــــ یہ کہہ کر مادام باساشی نے ٹرانسمیٹر بند کیا۔ اس
وقت کمرے کے اندر لگا ہوا بلب جلنے بجھنے لگا۔ مادام باساشی نے میز پر لگا ہوا ایک
دبا دیا۔ بلب جلنا بجھنا بند ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ اب مادام فارغ ہے۔ دروازہ کھولا جا
ہے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ہیٹو حواس باختہ اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ہ
اڑ رہی تھیں۔ آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹ رہی تھیں۔

"مم۔ مم مادام" ـــــ اس سے فقرہ پورا نہیں ہو رہا تھا۔

"کیا بات ہے ہیٹو" ـــــ مادام کے لہجے میں حیرت اور پریشانی نمایاں تھی۔

"مادام کیمرہ خالی ہے۔ اس میں فلم موجود نہیں" ـــــ ہیٹو نے آخر کہہ ہی

"کیا کہا" ـــــ مادام اتنے زور سے دھاڑی کہ کمرہ گونج اٹھا۔ ہیٹو سر جھکائے
رہا۔ مادام کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔ اس نے پھرتی سے میز پر لگا ہوا ایک
بٹن دبا دیا۔ چند لمحے بعد تاک دن جی کمرے میں داخل ہوا۔

"تاک دن جی کیمرے میں فلم موجود نہیں" ـــــ اب مادام اپنے اوپر قابو
تھی۔ تاک دن جی یہ سن کر یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں میں بم پھٹ گیا ہو۔

"ک۔ ک کیا" ـــــ اس نے یوں ہکلا کر پوچھا۔ جیسے وہ مادام کی بات
مطلب نہیں سمجھ سکا ہو۔

"کیمرے سے فلم پہلے ہی نکال لی گئی ہے" ـــــ مادام نے بڑے تلخ لہجے میں کہا

"یہ کیسے ہو سکتا ہے مادام نمبر سکس باقاعدہ تعاقب میں رہا ہے"

"نمبر سکس کو بلاؤ" ـــــ مادام نے حکم دیا اور تاک دن جی سر جھکائے باہر نکل گیا
مادام کمرے میں ٹہلنے لگی تھوڑی دیر بعد تاک دن جی کے ساتھ ایک اور مقامی نوجوان اندر
داخل ہوا۔ اس نے جھک کر مادام کو سلام کیا۔ مادام چند لمحے بغور نمبر سکس کو دیکھتی رہی۔ اس
کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔ نمبر سکس کی ٹانگیں خوف سے کانپنے لگیں۔

"نمبر سکس تم کب سے عمران کے پیچھے لگے ہو" ـــــ مادام کے لہجے میں تیزی نمایاں تھی

"مادام مجھے ہوش آیا تو رات گزر چکی تھی۔ اور میں عمران کی کار میں تھا۔ ہوش میں آنے
کے بعد میں نے نمبر ٹو سے کنٹیکٹ کیا۔ انہوں نے مجھے وہیں رک کر عمران وغیرہ کے تعاقب کا
حکم دیا۔ عمران اور اس کا ساتھی اسی وقت عمارت کے اندر تھے۔ پولیس نے عمارت کو گھیرے
میں لے رکھا تھا۔ اور تمام بڑے بڑے آفیسر وہاں موجود تھے۔ پھر عمران اور اس کا ساتھی
عمارت سے باہر نکلے۔ عمران کے ہاتھ میں کیمرہ موجود تھا۔ وہ دونوں کار کے پاس آئے۔ اور
پھر انہوں نے کیمرہ کار کی پچھلی سیٹ پر ڈال دیا اور خود دونوں آگے بیٹھ رہے۔ میں نے
نمبر ٹو کو ایک بار پھر کنٹیکٹ کیا تو انہوں نے مجھے جانے کا حکم دیا اور میں ہیڈ کوارٹر واپس چلا آیا"
نمبر سکس نے بیان دیا۔

"کیا عمران نے تمہارے سامنے کیمرہ کھولا تھا" ـــــ مادام نے سوال کیا۔

"نہیں مادام ـــــ بالکل نہیں" ـــــ نمبر سکس نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔

"تمہیں یقین ہے" ـــــ مادام کے لہجے میں غراہٹ آگئی۔

"یس مادام" ـــــ نمبر سکس نے کانپتے ہوئے لہجہ میں کہا۔

"تو پھر کیمرہ خالی کیوں ہے" ـــــ مادام غصے میں چیخی۔

"خالی" ـــــ نمبر سکس کی آواز حیرت سے پھٹ گئی۔

"ہاں کیمرہ خالی ہے۔ فلم پہلے ہی نکال لی گئی تھی"۔

"م م ـــ م میں کیا کہہ سکتا ہوں مادام" ـــ نمبر سکس نے انتہائی پریشانی میں جواب دیا۔

"ہوں" ـــ مادام نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

چند لمحے تک وہ سوچتی اور ٹہلتی رہی پھر بولی ـــ "تاک دن چی"۔

"یس مادام" ـــ تاک دن چی نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"تم نے عمران کی کار کے نمبر دیکھے تھے"۔

"یس مادام ـــ زیرو ون سکس۔ کے این ایم"

"پھر"

"مادام، نمبر سیون اس کار کو تلاش کرنے کے لیے گیا ہوا ہے"۔

"تعاقب کا انتظام پہلے ہی کیوں نہیں کیا گیا" ـــ مادام غرائی۔

"مادام اس طرح عمران تعاقب سے باخبر ہو کر ڈاج دے جاتا"۔

"ہوں" ـــ مادام ایک دفعہ پھر سوچنے لگی۔

"اچھا ہیٹو تم رکو اور تم دونوں جاؤ۔ نمبر فور یا نمبر الیون یا نمبر سیون کسی کی بھی رپورٹ آئے تو فوراً کنکٹ کرنا" ـــ مادام نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے مادام" ـــ دونوں نے سر جھکا کر کہا اور کمرے سے باہر نکل گئے۔ ہیٹو ابھی تک سر جھکائے کھڑا تھا۔

"مشن ناکام ہو گیا ہیٹو" ـــ مادام نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں مادام"۔

"اور سب کچھ عمران کی وجہ سے ہو رہا ہے" ـــ مادام بڑبڑائی۔

"میں نے درخواست کی تھی مادام کہ مجھے عمران کو قتل کرنے کا حکم دیا جائے" ـــ

مگر ـ ـ ـ ـ ـ"

"تم کیا کر سکتے ہو ہیٹو جب کہ خود مادام باساشی ابھی تک عمران کو ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔"

"آپ حکم تو دیجئے۔ مادام ہیٹو سے سارا جاپان لرزتا ہے" ـــ ہیٹو کے لہجے میں غرور تھا۔

"لیکن تم عمران کو کہاں ڈھونڈو گے"؟

"نمبر سیون بہت تیز اور ہوشیار ہے۔ وہ ضرور عمران کو ڈھونڈ نکالے گا"۔

"اچھا اگر عمران مل جائے تو تمہیں اجازت ہے کہ عمران کو ختم کر دو۔ اب میں مزید ناکامی برداشت نہیں کر سکتی"۔

"ٹھینک یو مادام ـــ آپ نے میری دیرینہ خواہش پوری کر دی۔ آپ عنقریب عمران کو مردہ دیکھیں گی" ـــ ہیٹو کا چہرہ جوش مسرت سے سرخ ہو رہا تھا۔

"اوکے، تم جا سکتے ہو" ـــ! مادام نے لاپرواہی سے کہا اور ہیٹو سر جھکائے کمرے سے باہر چلا گیا۔ مادام ہیٹو کے جانے کے بعد کافی دیر سر پکڑے سوچتی رہی۔ اس کے چہرے پر گہری سوچ کے آثار نمایاں تھے۔

صوفیہ کا خفیہ شعبے میں آج پہلا دن تھا۔ وہ بڑی تندہی اور جانفشانی سے کام کر رہی تھی۔ اس کی پوسٹ ریکارڈ کیپر کی تھی۔ تمام ریکارڈ سرخ رنگ کی سینکڑوں فائلوں پر مشتمل تھا جو عجیب و غریب دھات کی بڑی بڑی الماریوں میں بڑے قرینے سے رکھی ہوئی تھیں۔ ہر فائل پر نمبر موجود تھا۔ جس فائل کی ضرورت شعبے میں کام کرنے والے سائنسدانوں کو پڑتی شعبے کا سربراہ فون پر صوفیہ سے کہہ دیتا اور وہ مطلوبہ فائل اٹھا کر میز کے پاس چلنے والی ٹرالی نما تختہ پر رکھ دیتی۔ یہ ٹرالی آٹومیٹک تھی اور برابر چلتی رہتی تھی۔ یہ اس کی میز سے ہوتی ہوئی سربراہ کی میز تک جاتی اور پھر آگے بڑھ جاتی۔ فائل اس ٹرالی پر چلتی ہوئی سربراہ تک پہنچ جاتی۔ اور وہ اس پر دستخط کر کے آگے مطلوبہ سائنسدان تک پہنچا دیتا۔ سربراہ شفاف شیشے کے کیبن میں بیٹھا تھا۔ یہ ایک ادھیڑ عمر کا سخت گیر انسان تھا۔ وہ ذرا سی بھی لاپرواہی یا کوتاہی برداشت کرنے کا عادی نہیں تھا۔ شروع میں صوفیہ کو فائل ڈھونڈنے میں چند منٹ لگ گئے تو سربراہ نے بڑی بری طرح اسے جھاڑ دیا۔ مطلوبہ فائل کے علاوہ صوفیہ کو حکم نہیں تھا۔ کہ وہ کسی بھی فائل کو ہاتھ لگا سکے اور وہ کسی بھی فائل کو ہاتھ لگا کر نہ دیکھ سکتی تھی۔ اس کی نظر بار بار الماری میں رکھی ہوئی ڈبلیو وائی ایکس والی فائل پر جا پڑتی۔

فائل دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں چمک آجاتی۔ لیکن وہ اسے ہاتھ نہیں لگا سکتی تھی۔ کیونکہ سربراہ سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کی پراسرار نگاہوں سے بچنا اس کیلئے ناممکن

نظر آرہا تھا۔ وہ سخت الجھن کا شکار ہو رہی تھی۔ جس مقصد کے لیے اس نے اتنے پاپڑ بیلے تھے۔ اور اتنے آدمیوں کی جان لی تھی۔ وہ سامنے موجود تھا۔ مگر وہ مجبور تھی۔ اسے علم تھا کہ اگر اس نے ذرا سی بھی غلطی کی تو اسے فوراً گولی مار دی جائے گی۔ اس لیے وہ ہر کام بڑی احتیاط سے کرنا چاہتی تھی۔ جس میز پر وہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سائیڈ میں درازیں تھیں۔ ان درازوں میں خالی فائلیں موجود تھیں۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آگیا۔ اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اب وہ ذہن میں پروگرام مرتب کر چکی تھی۔ چند لمحے بعد اسے موقع ہاتھ لگ گیا۔ سربراہ نے اس سے ایک خالی فائل منگوائی تھی۔ اس نے جھک کر پھرتی سے دراز کھولی اور پھر اس نے ایک خالی فائل کے بجائے دو خالی فائلیں اٹھا کر میز پر رکھ لیں۔ ایک فائل اس نے ٹرالی میں ڈال دی اور پھر پین اٹھا کر دوسری خالی فائل پر یوں جھک گئی۔ جیسے رجسٹر میں اندراج کر رہی ہو۔ اس نے تیزی سے اس خالی فائل پر ہو بہو اسی طرح نمبر ڈال دیئے۔ جیسے ڈبلیو۔ وائی۔ ایکس والی فائل پر موجود تھے۔ یہ سب کچھ کر کے اس نے چور نظروں سے سربراہ کی طرف دیکھا۔ سربراہ میز پر جھکا تیزی سے کچھ لکھ رہا تھا۔ اس نے اتنی پھرتی سے ڈبلیو۔ وائی۔ ایکس والی فائل اٹھائی۔ اس کی جگہ خالی فائل رکھ دی۔ اب اصلی فائل کی جگہ خالی فائل ریک میں رکھی جا چکی تھی۔ اس نے آہستہ سے فائل کھولی فائل میں صرف دو کاغذ تھے۔ جن پر صرف ہندسے ہی ہندسے موجود تھے۔ عجیب پیچیدہ اور الجھے ہوئے ہندسے اس نے پھرتی سے ہاتھ میں پہنی ہوئی موٹی سی انگوٹھی پر ہاتھ پھیرا۔ اور پھر انگوٹھی میں لگا ہوا سرخ پتھر روشن ہو گیا۔ اس نے انگوٹھی کو فائل میں موجود کاغذ پر لہرایا۔ اور دوسرے لمحے کاغذ پلٹ دیا۔ دوسرے کاغذ پر بھی اس نے وہی عمل کیا۔ اور پھر انگوٹھی پر دوبارہ ہاتھ پھیرا۔ پتھر دوبارہ اصلی حالت پر آگیا۔ اتنے میں ایک اور فائل کی طلبی کا حکم آگیا۔ اس نے پھرتی سے مطلوبہ فائل ٹرالی میں ڈالی اور پھر سامنے رکھی ہوئی فائل بند کر دی۔ اب مسئلہ تھا فائل کو دوبارہ اپنی جگہ رکھنے کا۔

تھوڑی دیر بعد اسے موقع مل گیا۔ اور اصل فائل دوبارہ اپنی جگہ پر پہنچ گئی۔ خالی فائل اس نے دوبارہ دراز میں رکھ دی۔ اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکی تھی۔ ابھی وہ اطمینان سے کرسی پر بیٹھی تھی کہ اچانک سربراہ نے اسے اپنے کیبن میں طلب کیا۔ سربراہ کا لہجہ انتہائی سخت تھا۔ وہ خوف زدہ ہو گئی۔ کہ کہیں سربراہ کی نظر تو اس پر نہیں پڑ چکی۔ لیکن مرتی کیا نہ کرتی کے مصداق وہ اٹھی۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی سربراہ کے کیبن میں پہنچ گئی۔

"بیٹھو"ــــ سربراہ نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ صوفیہ بیٹھ گئی۔

تم نے ریوالور کہاں سے لیا تھا ــــ اچانک سربراہ نے سوال کر دیا۔ اور وہ چونک گئی۔ مگر دوسرے لمحے وہ سنبھل گئی۔

"کیسا ریوالور میں سمجھی نہیں سر"

"جو تم نے مسٹر صفدر کی دراز میں رکھ دیا تھا۔ جب انہوں نے تمہاری تلاشی لی تھی"

"میں نے تو کوئی ریوالور ان کی دراز میں نہیں رکھا سر"ــــ اس نے حتی الوسع اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"جھوٹ مت بولو لڑکی ورنہ تم جانتی ہو ہم پتھر سے بھی حقیقت اگلا لیتے ہیں"ــــ سربراہ کے لہجے میں تلوار کی سی کاٹ تھی۔

"مگر سر مجھے بالکل علم نہیں ــــ میں سچ کہہ رہی ہوں سر"ــــ صوفیہ نے گھبرا کر کہا۔

"ہوں"ــــ سربراہ کی نظریں اس کے دماغ میں گھستی جا رہی تھیں۔

"تمہاری مینٹل ٹسٹنگ ہو گی ــــ مس صوفیہ میں معمولی سا رسک لینے کا بھی عادی نہیں"ــــ یہ کہہ کر اس نے گھنٹی بجائی۔ فوراً دو برین گن بردار صوفیہ کے دونوں طرف کھڑے ہو گئے۔

"اس کو مینٹل ٹسٹنگ کے لیے لے جاؤ۔ اور کرنل سعدی کو کہو مجھے فوراً رپورٹ دے"ــــ سربراہ نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا۔

ان دونوں نے برین گنوں کی نالیاں صوفیہ کی کمر سے لگا دیں۔

"اٹھو"ــــ ان میں سے ایک نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ صوفیہ بادل ناخواستہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ مگر اب وہ ذہنی طور پر بے حد پریشان ہو چکی تھی۔ مقصد حاصل کرنے کے بعد اب وہ ناکامی کی طرف جا رہی تھی۔ نجانے مینٹل ٹسٹنگ کیسی ہو۔ وہ گنوں کے دباؤ کے تحت چلتی ہوئی خفیہ شعبے سے نکل کر ایک کمرے میں پہنچی۔ وہاں ایک لمبا تڑنگا نوجوان کھڑا اپنی چمکدار آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔ محافظ اسے وہاں پہنچا کر واپس لوٹ گئے۔

"اس کرسی پر بیٹھ جاؤ"ــــ اس نے کمرے کے وسط میں رکھی ہوئی ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ صوفیہ بے دلی سے اس کرسی پر بیٹھ گئی۔ پھر وہاں موجود ایک اور آدمی نے کرسی پر لگے ہوئے چمڑے کے تسموں سے اسے اچھی طرح کس دیا۔ کسنے کے بعد اس نے بڑا سا کنٹوپ جس میں بہت سی تاریں فٹ تھیں۔ اس کے سر پر رکھ کر اسے بھی کلپوں سے کس دیا۔ کنٹوپ کے ساتھ لگی ہوئی تاریں اس نے سامنے میز پر رکھی ہوئی ایک مشین میں فٹ کر دیں۔ اور پھر وہ پیچھے ہٹ گیا۔ وہ لمبا تڑنگا نوجوان جس کا نام کرنل سعدی تھا۔ آگے بڑھا اور اس نے مشین کا ایک بٹن دبا دیا۔ سامنے دیوار پر ایک بڑی سی سکرین لگی ہوئی تھی بٹن دبتے ہی سکرین روشن ہو گئی۔ اس پر رنگ برنگی لکیریں سی کوندنے لگیں۔ صوفیہ نے اپنے ذہن پر ایک ناقابلِ برداشت سا بوجھ محسوس کیا۔ پھر ایک نامعلوم سی سرسراہٹ جیسے کوئی چیز اس کے ذہن کو کرید رہی ہو۔ اس نے سخت بے چینی محسوس کی۔ مگر وہ تسموں کی وجہ سے بے بس تھی۔ وہ اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت نہیں کر سکتی تھی۔ کرنل سعدی نے ایک اور بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی اسے یوں محسوس ہوا۔ جیسے اس کے ذہن میں روشنی کے جھماکے ہو رہے ہوں۔

"تمہارا نام" ——— اچانک کرنل سعدی کی سپاٹ آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ اسکرین پر کوندنے والی روشنیاں تیز ہوگئیں۔ وہ خاموش رہی۔ مگر اسکرین پر مختلف روشنیوں کے دائرے سے بننے لگے۔ کرنل سعدی کا اسسٹنٹ ایک طرف خاموش کھڑا تھا۔ اب دباؤ بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔ صوفیہ نے بہت برداشت کیا۔ مگر اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے اگر اس نے اپنا نام نہ بتایا تو اس کا دماغ پھٹ جائے گا۔ اچانک اسکرین پر موجود روشنیاں ماند پڑنے لگیں۔ اور صوفیہ کو یوں محسوس ہوا۔ جیسے دباؤ ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اور پھر چند لمحے بعد اس کا ذہن بالکل فری ہو چکا تھا۔ اسکرین اب سپاٹ ہو چکی تھی۔

"یہ کیا ہوا محسن" ——— کرنل سعدی نے پریشان نظروں سے اسسٹنٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر میرے خیال میں مشین میں کوئی خرابی واقع ہوگئی ہے" ——— اسسٹنٹ کے چہرے پر بھی ہوائیاں اڑنے لگیں۔

جنرل نعمان نے تو فوری رپورٹ طلب کی ہے۔ اور مشین ٹھیک ہونے میں کئی دن لگ جائیں گے۔ کرنل سعدی کے لہجے میں بے پناہ پریشانی تھی۔

"اب کیا کیا جا سکتا ہے پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا ہے۔ محسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا"

"مشین چیک کرو" ——— کرنل سعدی نے حکم دیا۔ اور وہ تیزی سے مشین کی طرف بڑھ گیا۔ کرنل سعدی نے مین آف کر دیا۔ سکرین تاریک ہوگئی۔ محسن کافی دیر تک مشین کو چیک کرتا رہا۔ مگر اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ کہ نجانے مشین میں کیا خرابی ہوگئی تھی۔ اچانک کمرے میں رکھے ٹیلیفون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ کرنل سعدی کے چہرے پر سلوٹیں نمودار ہوئیں۔ محسن بھی اب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ بھی بڑی پریشانی سے ٹیلیفون کی طرف دیکھ رہا تھا۔

کرنل سعدی نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"سعدی سر" ——— اس نے حتی الوسع اپنی آواز کو سپاٹ بناتے ہوئے کہا۔

"کرنل سعدی کیا رزلٹ رہا" ——— سربراہ جنرل نعمان کی کرخت آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"او کے سر" ——— اس نے گھبرا کر جواب دیدیا۔

"کیا کہا رزلٹ او کے ہے" ——— جنرل نعمان کے لہجے میں حیرت کی ہلکی سی جھلک تھی۔

"یس سر" ——— سعدی نے آہستہ آواز میں جواب دیا۔

"اچھا مس صوفیہ کو واپس بھیج دو" ——— جنرل نعمان نے حکم دیا۔ اور لائن بے جان ہوگئی۔ کرنل سعدی نے مردہ ہاتھوں سے رسیور واپس کریڈل پہ رکھ دیا۔ اس کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگا تھا۔

اس نے جیب سے رومال نکال کر پسینہ پونچھا۔

"سر" ——— محسن نے کچھ کہنا چاہا۔

"محسن اور میں کیا کہہ سکتا تھا۔ عین چیک اپ کے وقت مشین کی خرابی ہماری نااہلی شمار کی جاتی۔ اور نااہلی کی سزا تم جانتے ہو موت صرف موت" ——— کرنل سعدی نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر" محسن نے بھی مردہ سی آواز میں جواب دیا۔

"لڑکی کو کھولو" ——— کرنل سعدی نے کہا۔ خود کرسی پہ ڈھیر ہوگیا۔ محسن نے آگے بڑھ کر صوفیہ کے سر سے کنٹوپ کھول دیا۔ اور پھر اس کے تسمے بھی کھولنے لگا۔ صوفیہ بظاہر خاموش تھی۔ مگر اس کا رواں رواں خوشی سے ناچ رہا تھا۔ قدرت نے اس کی مدد کیسے کی تھی۔ کہ وہ سوچ سوچ کر حیران رہ جاتی۔ اتنے میں دروازہ کھلا دونوں محافظ اندر آ گئے۔ جو صوفیہ کو لے کر آئے تھے اور پھر صوفیہ ان کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی۔ اور کرنل سعدی سر پکڑے بیٹھا تھا۔

چند لمحے بعد ہی بلیک زیرو کو ہجوم میں جاتی ہوئی باساشی نظر آ گئی۔ وہ مجمع میں سے راستہ بناتی ہوئی تیزی سے چلی جا رہی تھی۔ بلیک زیرو حتی الوسع کوشش کر رہا تھا کہ جلد از جلد باساشی کے قریب پہنچ جائے۔ مگر چونکہ مین بازار تھا۔ اس لیے رش بے حد تھا۔ ابھی تک اسے کامیابی نہیں ہو سکی تھی۔ اچانک اس کے کاندھے پر پیچھے سے کسی نے ہاتھ رکھ دیا۔ وہ تیزی سے مڑا۔ لیکن سامنے تنویر کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔

"کیا ہے مسٹر" ــــــ اسے نے کرخت لہجے میں کہا۔ وہ دل میں سوچ رہا تھا۔ کہ تنویر نے کیا اسے پہچان لیا ہے۔

"آپ کا رومال گر پڑا ہے جناب" ــــــ تنویر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا رومال بڑے مؤدبانہ انداز میں اس کی طرف بڑھایا۔ جو وہ بے خیالی میں گرا چکا تھا

"او۔ تھینک یو" ــــــ اس نے تیزی سے تنویر کے ہاتھ سے رومال گھسیٹ لیا۔ اور پھر مڑ گیا۔ تنویر کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات نمایاں تھے۔ جیسے وہ اجنبی کی بدتمیزی پر جھنجلا گیا ہو۔

"بدتمیز جاہل" ــــــ تنویر بڑبڑایا۔ کاش اسے یہ معلوم ہوتا کہ وہ ایکسٹو سے بات کر رہا تھا۔ بلیک زیرو اب دوبارہ آگے بڑھ رہا تھا۔ لیکن باساشی غائب ہو چکی تھی۔ بلیک زیرو کو تنویر پر بے حد غصہ آ رہا تھا۔ بھلا کیا ضرورت تھی رومال دینے کی۔ نہ دیتا۔ لیکن پھر وہ

سوچ رہا تھا۔ اس میں تنویر بیچارے کا کیا قصور۔ بہرحال اس کی نظریں سرچ لائٹ کی طرح تیزی سے اِدھر اُدھر گھوم رہی تھی۔ لیکن باساشی کو تو جیسے زمین کھا گئی تھی۔

بلیک زیرو پریشان ہو گیا۔ کافی دیر کی تلاش کے بعد وہ مایوس ہو کر وہیں ایک کیفے کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ ایک کپ چائے پی کر اعصاب کو سکون دے سکے۔ کیفے میں داخل ہو کر وہ ایک خالی میز کی طرف بڑھا۔ جو دور ایک کونے میں تھی۔ یک دم اسے عمران کا خیال آیا۔ اس لیئے وہ ایک دم رک گیا۔ پھر سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔ میز پر بیٹھ کر اس نے بیرے کو چائے لانے کا آرڈر دیا۔ اور خود اس خیال میں ڈوب گیا کہ وہ لڑکی کہاں غائب ہو گئی ہو گی۔ اس لڑکی کو عمران نے باساشی کے نام سے پکارا تھا۔ اس لیے بلیک زیرو کی نظر میں اس کی اہمیت بے پناہ بڑھ گئی تھی۔ اتنے میں بیرہ چائے لے آیا۔ بلیک زیرو نے چائے بنائی۔ اور پھر اس کی ہلکی ہلکی چسکیاں لینے لگا۔ چائے کی چسکی لیکر اس نے سہارا لینے کیلئے کرسی کی بیک سے پشت لگائی کہ اچانک ایک دھماکہ ہوا۔ اور پیالی ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھر گئی۔ بلیک زیرو کی انگلی میں صرف کنڈی رہ گئی۔ بلیک زیرو نے حیرت انگیز پھرتی سے قلابازی کھائی۔ اور دوسرے لمحے وہ میز کی آڑ میں تھا۔ پیالی ٹوٹتے ہی اس کے ذہن نے گولی کا لفظ دہرایا تھا۔ اور پھر اپنی مخصوص تربیت کی وجہ سے وہ ایک دم غیر اختیاری طور پر اپنے بچاؤ کے لیئے حرکت میں آ گیا تھا۔ بس ایک سیکنڈ کا ہی فرق پڑا تھا کیفے میں بھگدڑ مچ گئی۔ گولی بازار کے رُخ پر کھلی کھڑکی سے چلائی گئی تھی۔ اور اس کھڑکی کے پار گزرنے والے لوگوں کا ہجوم تھا۔ اس لیئے گولی چلانے والے کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ درحقیقت حملہ آور نے خاصا رسک لیا تھا کہ اتنے ہجوم کے باوجود اس نے بلیک زیرو پر گولی چلا دی۔

بلیک زیرو کی قسمت اچھی تھی کہ وہ عین اسی لمحے سہارے کے لیے کرسی کی پشت کی طرف جھک گیا تھا ورنہ پیالی کی جگہ اس کا سر فضا میں بکھر چکا ہوتا۔ کچھ دیر انتظار کے بعد جب دوسری گولی نہ چلی تو بلیک زیرو میز کی اوٹ سے نکل آیا۔ کیفے تقریباً خالی ہو چکا تھا۔ منیجر اور بیرے انتہائی پریشانی کی حالت میں کھڑے تھے۔ جیسے ان کی سمجھ میں نہ آ سکا ہو کہ یہ اچانک کیا ہوا۔

بلیک زیرو ان کی پریشانی سے محظوظ ہوتے بغیر میز پر ایک چھوٹا نوٹ۔ کھتا ہوا کیفے سے باہر نکل گیا۔ باہر نکل کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا لیکن کوئی مشکوک آدمی اسے نظر نہ آیا۔ اسے دوسرے حملے کا بھی خطرہ تھا۔ لیکن حملہ آور فرار ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو نے ایک ٹیکسی پکڑی اور پھر دانش منزل کی طرف جانے کی بجائے وہ رانا پیلس کی طرف چل دیا۔ اس نے اپنے تعاقب کا خاص خیال رکھا۔ لیکن یا تو سرے سے تعاقب کیا ہی نہ جا رہا تھا یا پھر تعاقب کرنے والے اتنے ہوشیار ثابت ہوئے کہ بلیک زیرو کی چالاک نظروں پر نہ چڑھ سکے۔

بہرحال بلیک زیرو رانا پیلس روانہ ہو گیا۔ اس نے رانا پیلس پہنچتے ہی عمران کو فون کیا۔ اسے حالات سے آگاہ کر کے اس نے قدرے اطمینان کی سانس لی۔ گو صفدر کی شکایت پر خفیہ شعبے کے سربراہ نے صوفیہ کے متعلق چھان بین کی تھی۔ اور صفدر کو رپورٹ مل چکی تھی کہ صوفیہ پر شک غلط تھا۔ لیکن صفدر اپنی جگہ مطمئن نہیں تھا۔ صوفیہ نے ریوالور کس دراز میں ڈال دیا تھا اس نے کیپٹن شکیل سے مشورہ کیا اور پھر دونوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ وہ صوفیہ کے کمرے میں چھپ کر مزید چیک کریں۔ چنانچہ صوفیہ کے واپس آنے سے پہلے دونوں صوفیہ کے کمرے کا آٹو میٹک لاک کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ اور پھر صفدر مسہری کے نیچے اور کیپٹن شکیل الماری کے پیچھے چھپ کر صوفیہ کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگے۔ صوفیہ کی ڈیوٹی کا وقت ختم ہونے والا تھا۔ وہ جلد ہی واپس آنے والی تھی۔ کمرے میں گہرا سکوت طاری تھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اپنے اپنے خیالوں میں گم تھے کہ راہداری سے قدموں کی آواز ابھری۔ دونوں اپنی اپنی جگہ ہوشیار ہو گئے۔ دروازے میں چابی گھومنے کی آواز آئی پھر دروازہ آہستہ آہستہ کھلنے لگا۔ پھر ایک سایہ سا کمرے کے اندر داخل ہوا۔ کمرے میں چونکہ تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس لیے وہ سایہ صاف نہ پہچانا جا سکا۔ دروازہ دوبارہ بند کر دیا گیا۔ آٹو میٹک لاک ایک بار پھر بند ہو چکا تھا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں کو پتہ تھا کہ یہ صوفیہ ہے۔ لیکن صوفیہ کا اپنے کمرے میں دبے پاؤں داخل ہونا کچھ ان کی سمجھ میں نہیں

آ رہا تھا۔ اور پھر کافی دیر ہو گئی۔ سایہ تاریکی میں مل چکا تھا۔ اور ابھی تک کمرے کی بتی نہیں جلائی گئی تھی۔ معاملہ واقعی پراسرار ہو چکا تھا۔ بہرحال دونوں دم سادھے آنے والے حالات کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ سایہ نجانے کہاں چھپ گیا تھا۔ اب کمرے میں تین نفوس موجود تھے لیکن تینوں ہی روپوش تھے۔

تھوڑی دیر بعد راہداری میں ایک دفعہ پھر قدموں کی آواز گونجنے لگی۔ آواز دروازے کے سامنے آ کر رک گئی۔ ایک بار پھر لاک کھلنے کی آواز آئی۔ اور پھر دروازہ پوری طرح کھول دیا۔ دو منٹ بعد چٹ کی آواز آئی۔ اور کمرہ روشن ہو گیا۔ کمرے کے اندر صوفیہ کھڑی صاف نظر آ رہی تھی۔ صوفیہ نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔ اِدھر اُدھر غیر اختیاری طور پر دیکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی کمرے کے درمیان میں موجود ایک صوفے پر بیٹھ کر لمبے لمبے سانس لینے لگی۔ جیسے کوئی طویل مسافت طے کر کے آرام کر رہا ہو۔ کافی دیر تک وہ خاموشی سے وہاں بیٹھی رہی۔ پھر اٹھی اور اس نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر کپڑے اتارنے شروع کر دیئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحے بعد صوفیہ کا خوبصورت گدرایا ہوا پرشباب جسم کمرے کی تیز روشنی میں دمک رہا تھا۔ وہ بالکل عریاں تھی۔ اور اپنے سراپے کو ڈریسنگ ٹیبل کے قدآدم شیشے میں مختلف زاویوں سے پرکھ رہی تھی جیسے اپنے ہی خوبصورت جسم کے سیکسی زاویوں سے لطف اندوز ہو رہی ہو۔ چند لمحے تک اسی قسم کی حرکات کرنے کے بعد اس نے باتھ گاؤن پہنا اور باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے دروازہ کھولا۔ اور اندر داخل ہوئی۔ لیکن پھر یکدم الٹے قدموں یوں واپس مڑی۔ جیسے باتھ روم میں اسے کوئی بھوت نظر آ گیا ہو۔ اور کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں باتھ روم میں سے برآمد ہونے والے نقاب پوش کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔ جس نے اپنے ریوالور کا رخ صوفیہ کی طرف کیا ہوا تھا۔ جسمانی ساخت سے ان دونوں نے پہچان لیا کہ نقاب پوش عورت ہے۔ وہ حیران تھے کہ یہ عورت کون ہے۔

بہرحال وہ اتنا تو سمجھ گئے۔ کہ یہ نقاب پوش وہی سایہ ہے۔ جو صوفیہ کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے اندر داخل ہوا تھا۔ صوفیہ حیرت زدہ سی اس نقاب پوش عورت کو دیکھ رہی جو اس پر ریوالور تانے ہوئے تھی۔

"صوفے پر بیٹھ جاؤ"۔۔۔۔۔ نقاب پوش نے صوفیہ کو کرخت آواز میں حکم دیا۔ آواز قدرے بھرائی ہوئی تھی۔ صوفیہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"تمہارا اصل نام کیا ہے"۔۔۔۔۔ نقاب پوش نے اسی لہجے میں پوچھا۔

"صوفیہ"۔۔۔۔۔ صوفیہ نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"شٹ اپ مجھے اپنا اصل نام بتاؤ"۔۔۔۔۔ نقاب پوش عورت نے کڑکتے ہوئے کہا

"بتا تو رہی ہوں۔ اور کیا بتاؤں"۔۔۔۔۔ صوفیہ نے ایسے لہجے میں جواب دیا۔ مضحکہ اڑا رہی ہو۔

نقاب پوش غصے میں آگے بڑھی۔ اور اسی لمحے مار کھا گئی۔ صوفیہ نے اچانک اس پر یوں جمپ کیا۔ جیسے بلی اپنے شکار پر جھپٹتی ہے۔ دوسرے لمحے نقاب پوش عورت نیچے فرش پر پڑی تھی۔ اور ریوالور صوفیہ کے ہاتھ میں تھا۔

"اب بتاؤ تم کون ہو"۔۔۔۔۔ اس نے ریوالور کو نچاتے ہوئے کہا۔ نقاب پوش اٹھ کر بیٹھ گئی۔ مگر دوسرا لمحہ صوفیہ کے لئے بھی حیرت انگیز تھا۔ جب نقاب پوش عورت نے صوفیہ سے بھی زیادہ پھرتی سے اس پر جمپ کیا۔ ریوالور صوفیہ کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا پڑا۔ اور دونوں بپھری ہوئی بلیوں کی طرح ایک دوسرے سے الجھ گئیں۔ لڑائی کے فن میں دونوں طاق نظر آتی تھیں۔ دونوں ایک دوسرے پر بڑی پھرتی سے جوڈو اور کراٹے کے وار کر رہی تھیں۔ اچانک صوفیہ کے ہاتھ دوسری عورت کی نقاب پر پڑ گیا۔ اور دوسرے لمحے اس نے اس کے منہ پر چڑھا ہوا نقاب گھسیٹ لیا۔ پھر صفدر اور کیپٹن یہ دیکھ کر ٹھٹک گئے۔ کہ وہ نقاب پوش عورت جولیا تھی۔ صفدر سوچنے لگا۔

نجانے جولیا کو صوفیہ پر کیسے شک پڑ گیا۔ پھر صوفیہ کا داؤ جولیا پر چل گیا۔ اور ایک خطرناک پنچ صوفیہ نے جولیا کی دائیں کنپٹی پر جڑ دیا۔ پنچ انتہائی خطرناک تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جولیا لہراتی ہوئی فرش پر گری اور بے ہوش ہو گئی۔ صوفیہ واقعی خطرناک عورت ثابت ہوئی۔

جولیا کو دیکھ کر خود صوفیہ بھی حیران رہ گئی تھی۔ لیکن اب وہ دل میں مطمئن بھی ہو گئی۔ کہ اب وہ آسانی سے جولیا کو اپنے سالبوتمل سے غائب کر کے اس کا روپ دھار کر فیکٹری سے نکل جائے گی۔

جولیا کے آنے سے پہلے وہ خود بھی یہی سوچ رہی تھی کہ کیا کرے۔ اور کیا نہ کرے مسئلہ خود بخود حل ہو گیا۔ ویسے وہ جولیا کی مداح تھی۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اس سے ذرا سی چوک ہو جاتی تو اب وہ جولیا کی بجائے خود فرش پر پڑی ہوتی۔ ویسے حیرت اسے بھی تھی۔ کہ جولیا کو اس پر شک کیسے گزرا! کچھ سوچ کر اس نے جولیا کے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے۔ کیپٹن شکیل اور صفدر اس سوچ میں گم تھے۔ کہ کیا صوفیہ کو اور موقع دیا جائے۔ یا نہیں۔ پھر صفدر نے سوچا کہ جولیا کے عریاں ہونے سے پہلے ہی صوفیہ کو گرفتار کر لیا جائے۔ لیکن اس سے ایک بات تھی کہ وہ اس کے ارادوں سے واقف نہیں ہو سکتے تھے۔ چنانچہ مجبوراً وہ خاموش آنکھیں بند کئے کھڑے رہے۔ اب جولیا کے بے ہوش جسم پر صرف انڈر ویئر اور باڈی رہ گئی۔ صوفیہ نے بے ہوش جولیا کو ہاتھوں پر اٹھایا۔ اور پھر باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ صفدر اور کیپٹن شکیل حیران رہ گئے۔ آخر صوفیہ کرنا کیا چاہتی ہے۔ صوفیہ نے باتھ روم کا دروازہ بند نہیں کیا تھا۔

کیپٹن شکیل آہستہ سے الماری کی پشت سے نکلا اور دبے قدم اٹھاتا ہوا باتھ روم کے دروازے کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جھانک کر دیکھا تو اس کے اعصاب کو جھٹکا سا لگا۔ کیونکہ اس نے دیکھا بے ہوش جولیا باتھ ٹب میں پڑی ہے اور صوفیہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے چہرے سے میک اپ اتار رہی تھی۔ اس نے اشارے سے صفدر کو بلایا۔ اب وہ

دونوں باتھ روم کے دروازے کے پٹوں کے پیچھے چھپ گئے۔ چند لمحے بعد صوفیہ اپنی اصل شکل میں تھی پھر اس نے جولیا کا میک اپ اپنے چہرے پر کرنا شروع کر دیا۔ اب صوفیہ کے ارادے کچھ کچھ ان کی سمجھ میں آتے جا رہے تھے۔ میک اپ مکمل کر کے اس نے اطمینان کی سانس لی اور پھر ایک نظر بے ہوش جولیا کی طرف دیکھا اور پھر سائیڈ میں لگی ہوئی ایک الماری کھولی۔ اور اس میں سے ایک تیز دھار خنجر اور ایک ہتھوڑی نکال کر وہ جولیا کی طرف بڑھی۔ اس نے ہتھوڑی ٹب کے پاس رکھ دی۔ اور خنجر ہاتھ میں لے کر جولیا پر جھک گئی۔ اس نے ایک لمحے کے لیے خنجر کی دھار پر انگلی پھیر کر اس کی تیزی کا اندازہ کیا۔ اور پھر ایک ہاتھ سے بے ہوش جولیا کا منہ اچھی طرح دبا کر خنجر والا ہاتھ اونچا کیا۔ جس وقت خنجر پر انگلی پھیری تھی۔ اسی لمحے دونوں نے تیزی سے اپنے اپنے ریوالور نکال لئے تھے اور پھر جیسے ہی اس کا خنجر والا ہاتھ فضا میں اٹھا بیک وقت دو گولیاں چلیں اور خنجر کے چار ٹکڑے ہو کر ہوا میں بکھر گئے۔

دونوں نے اضطراری طور پر بیک وقت گولیاں چلائی تھیں۔ اور دونوں گولیاں خنجر پر پڑی تھیں۔ صوفیہ بری طرح اچھلی اور ایک طرف ہٹی اسی لمحے صفدر ریوالور لے کر باتھ روم میں گھس گیا۔

باتھ روم میں دو جولیا موجود تھیں۔

"ہیلو مس صوفیہ" ــــــ صفدر کا لہجہ مضحکہ اڑانے والا تھا۔ صوفیہ حیرت زدہ ہو کر اسے تکتی رہ گئی۔

"مس جولیا کو اٹھا کر باہر لے چلو" ــــــ اچانک صفدر کا لہجہ کرخت ہو گیا۔

صوفیہ ویسے کی ویسے کھڑی رہی۔

"جلدی کرو۔ ورنہ میں عورتوں کے معاملہ میں سخت بے رحم واقع ہوا ہوں" ــــــ صفدر نے غصے میں پھنکارتے ہوتے ہوئے کہا۔ صوفیہ نے جھک کر مس جولیا کو ٹب سے

باہر نکالا۔ اور پھر اسے لے جا کر کمرے میں موجود مسہری پر ڈال دیا۔ کیپٹن شکیل دوبارہ الماری کے پیچھے چھپ چکا تھا۔ نجانے کیوں اس نے سامنے جانے سے گریز کیا تھا۔

"اسے اس کے کپڑے پہناؤ" ــــــ صفدر نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"مم ــــــ جولیا تو میں ہوں یہ تو صوفیہ ہے" ــــــ صوفیہ نے پریشان سے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں معصومیت جھلکتی تھی۔ صفدر اس کی اداکاری پر دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔ اگر وہ اپنی آنکھوں سے صوفیہ کو جولیا کا میک اپ کرتے نہ دیکھ لیتا تو یقیناً چکر کھا جاتا۔ کیونکہ میک اپ بھی بڑے ماہرانہ انداز میں کیا گیا تھا۔

"میں نے تمہیں میک اپ کرتے دیکھ لیا ہے مس صوفیہ۔ اس لیے ان تمام بہانہ بازیوں کو چھوڑ کر جو میں کہتا ہوں کرتی جاؤ۔ ورنہ"۔۔ ــــــ صفدر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"صوفیہ نے خاموشی سے فرش پر سے کپڑے اٹھائے۔ اور پھر جولیا کو پہنانے شروع کر دیئے۔ جولیا کو کپڑے پہنا کر وہ خاموشی سے صفدر کی طرف دیکھنے لگی۔

"اب بتاؤ مس صوفیہ کہ اصل مس صوفیہ کہاں ہے" ــــــ صفدر نے اچانک سوال داغتے ہوئے کہا۔

اور صوفیہ اچھل پڑی۔ اسی لمحے راہداری میں تیز تیز قدموں کی آواز گونجی۔ صفدر بے اختیاری طور پر ایک لمحے کے لیے ادھر متوجہ ہوا۔ اور وہی لمحہ اس پر گراں گزرا کیونکہ صوفیہ نے یوں برق سی تیزی سے جمپ لگایا۔ کہ تقریباً اڑتی ہوئی صفدر کے قریب آئی اور دوسرے لمحے صفدر کا ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا۔ صوفیہ کو چونکہ علم ہو چکا تھا کہ ریوالور پر سائیلنسر لگا ہوا ہے۔ اس نے بغیر کوئی وقفہ دیئے یا جھجکے گولی چلا دی صفدر نے بچنے کی بیحد کوشش کی۔ مگر گولی اس کے وائیں کندھے میں گھس گئی۔

صفدر کے منہ سے بے ساختہ کراہ نکل گئی۔ اس سے پہلے کہ صوفیہ دوسری گولی چلاتی کیپٹن شکیل نے فائر کر دیا۔ اور صوفیہ کا ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ صوفیہ ایک لمحے کے لیے ٹھٹھکی اور دوسرے لمحے اس نے برق کی سی تیزی سے میز پر پڑا گلدان کیپٹن شکیل پر دے مارا۔ کیپٹن شکیل اس کے ہاتھ سے ریوالور گرتے دیکھ کر مطمئن ہو کر صفدر کی طرف متوجہ ہوا جو خون تیزی سے بہہ جانے کی وجہ سے قدرے بے ہوش ہوا جا رہا تھا۔ صوفیہ کا پھینکا ہوا بھاری گلدان اس کے سر پر پڑا اور بے اختیار سر پکڑ کر لیٹتا چلا گیا۔ گلدان کی ضرب کافی زوردار تھی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا پھیلتا چلا گیا۔ اس نے سنبھلنے کی بے حد کوشش کی مگر اتنے میں صوفیہ نے گلدان اٹھا کر ایک اور ضرب لگا دی۔ کیپٹن شکیل بے ہوش ہو گیا۔ صفدر ابھی مکمل طور پر بے ہوش نہیں ہوا تھا۔ اس نے یہ سچوئیشن دیکھ کر سنبھلنے کی کوشش کی۔ مگر گلدان کی ایک اور ضرب اسے بھی عالم تاریکی میں گھسیٹ لے گئی۔ صوفیہ حیرت انگیز طور پر کامیاب ہو چکی تھی۔ واقعی وہ انتہائی تیز چالاک اور جاگتے ذہن کی مالک تھی۔ اس نے ان دونوں کو لٹا کر اطمینان کی سانس لی۔ اور پھر اس نے کمرے میں چاروں طرف تلاش شروع کر دی کہ کہیں کوئی اور آدمی نہ چھپا ہوا ہو۔ لیکن کمرہ خالی تھا پھر وہ ہاتھ جھاڑتی ہوئی جولیا کی طرف بڑھی۔ جولیا ابھی تک بے ہوش تھی۔ ضرب شائد ضرورت سے زیادہ زوردار تھی۔

صوفیہ نے جھک کر جولیا کو اٹھایا اور پھر باتھ روم کی طرف بڑھی۔ اسی لمحے الٹ کر نیچے آ گری۔ جولیا دراصل چند لمحے پہلے ہوش میں آ چکی تھی۔ اس لیے اس نے جیسے ہی جولیا کو اٹھایا۔ جولیا نے ایک زوردار ٹکر صوفیہ کی ناک پر ماری۔ صوفیہ الٹ کر پیچھے جا گری۔ جولیا بھی اس کے ساتھ ہی نیچے جا گری۔ پھر دونوں نے اٹھنے میں پھرتی دکھائی۔ صوفیہ کی ناک سے خون بہہ نکلا۔ اس کی آنکھیں غصے

سے سرخ ہو رہی تھی۔ اس نے بجائے جولیا پر جمپ لگانے کے ایک دم ایک طرف پڑے ہوئے ریوالور پر جمپ لگایا اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا کچھ سمجھتی ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا۔ اب جولیا بے بس تھی۔

"باتھ روم کی طرف چلو" ——— صوفیہ نے غراتے ہوئے کہا اور جولیا خاموشی سے باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ اسے حیرت تھی کہ صوفیہ اسے باتھ روم کی طرف کیوں لیے جا رہی ہے۔ اس نے صوفیہ کے منہ پر اپنا میک اپ دیکھ لیا تھا۔ اور پھر وہ نہ ہی صفدر کو پہچان سکی تھی اور نہ ہی کیپٹن شکیل کو۔ ویسے اس کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ کیپٹن شکیل اور صفدر یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ اور وہ دونوں تھے ہی میک اپ میں۔

"تم کرنا کیا چاہتی ہو آخر" ——— جولیا رہ نہ سکی۔ چنانچہ اس نے باتھ روم میں داخل ہو کر صوفیہ سے پوچھ لیا۔

"تمہارا روپ دھارنا چاہتی ہوں" ——— صوفیہ نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تم کر چکی ہو" ——— جولیا کا اشارہ میک اپ کی طرف تھا۔

"تمہیں بھی تو غائب کرنا ہے" ——— صوفیہ نے جواب دیا۔

"غائب کرنا ہے" ——— جولیا حیرت سے بولی۔

"ہاں تمہیں قتل کر کے اور پھر تمہارا قیمہ کر کے گٹر میں بہا دوں گی۔ اور خود تمہارا روپ دھار لوں گی" ——— صوفیہ نے پورے اطمینان سے کہا۔ جیسے اس نے کسی انسان کو نہیں کسی مکھی کو مارنا ہے۔

"قیمہ کر کے بہا دو گی" ——— جولیا اس بھیانک تصور سے کانپ اٹھی۔

"ہاں چلو باتیں نہ بناؤ۔ خاموشی سے اس ٹب میں لیٹ جاؤ" ——— صوفیہ

نے غراتے ہوئے کہا۔

جولیا خاموش کھڑی رہی۔

"جلدی کرو۔ ورنہ فوراً گولی مار دوں گی" ــــ صوفیہ کا لہجہ انتہائی کرخت ہوگیا جولیا اب بھی خاموش کھڑی چھٹکارے کی کوئی ترکیب سوچ رہی تھی کہ صوفیہ نے گولی چلادی اور جولیا ایک چیخ مار کر فرش پر گر گئی۔

صوفیہ فاتحانہ نظروں سے جولیا کو دیکھ رہی تھی۔

عمران نے کافی دیر تک صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا کو ٹرانسمیٹر پر کنٹیکٹ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کسی طرف سے بھی کوئی جواب نہ ملا۔ عمران پریشان ہوگیا کہ نجانے ان تینوں کے ساتھ کیا گزری۔ اس نے اسی وقت کار پکڑی اور سیدھا فیکٹری کی طرف گیا۔ بلیک زیرو کی ناکامی اور اس پر کئے گئے حملے کا بھی اسے علم ہوچکا تھا۔ پانی سر سے گزرتا جارہا تھا۔ وہ جلد از جلد کیس کو نمٹانا چاہ رہا تھا۔ لیکن کیس تھا کہ شیطان کی آنت کی طرح لمبا ہوتا جارہا تھا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ یہ باساشی تو تھریسیا سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوئی۔ کسی طرح قابو ہی نہیں آرہی۔ اور اس نے آکٹوپس کی طرح چاروں طرف اپنے ہاتھ پیر پھیلا رکھے تھے۔ اس کی کار تیزی سے فیکٹری کی طرف بھاگی جارہی تھی۔ اس

نے دانش منزل سے نکلنے سے پہلے ہی فیکٹری کے سربراہ کو بطور ایکسٹو ٹیلیفون کردیا تھا۔ اب وہ ایکسٹو کے ایک اسپیشل نمائندے کی حیثیت سے وہاں جارہا تھا۔ جلد ہی وہ فیکٹری کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ اور پھر ایکسٹو کا فون کام کر گیا۔ اسے وہاں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا جلد ہی وہ اصل لیبارٹری تک پہنچ گیا۔ وہاں وہ ایک آدمی کو ساتھ لیے جولیا کے کمرے تک گیا۔ مگر کمرہ خالی تھا۔ جولیا غائب تھی۔ پھر اس نے کیپٹن شکیل اور صفدر کے کمروں کا پتہ کیا۔ مگر دونوں بھی اسے خالی ملے۔ وہ سخت پریشان ہوگیا کہ یہ تینوں بیک وقت کہاں غائب ہوگئے ہیں۔ ادھر عمران کے ساتھ والا سپروائزر بھی حیران تھا کہ اس وقت یہ تینوں کہاں جاسکتے ہیں۔ جب کہ کمرے سے باہر زیادہ دیر تک رہنا فیکٹری میں جرم سمجھا جاتا تھا۔

عمران پریشانی کے عالم میں ایک راہداری سے گزر رہا تھا کہ ٹھٹھک کر رہ گیا اسے ایک بند دروازے کی دہلیز کے نیچے خون کی پتلی سی لکیر نظر آئی۔ اس نے سپروائزر کو وہ خون دکھلایا تو وہ بھی بوکھلا گیا۔ اس سے پہلے کہ عمران اسے لڑکتا اس نے آگے بڑھ کر زور زور سے دروازے پر دستک دینی شروع کردی۔ مگر یہ چیز عمران کے خیال کے مطابق غلط تھی۔ لیکن اب کیا ہوسکتا تھا۔ سپروائزر نے ایک دفعہ پھر دروازہ جھنجھوڑنا شروع کردیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد دروازہ کھلا۔ اور پھر عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ دروازہ سے باہر جولیا نکل آئی۔

"جولیا تم ــــ؟" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں کیا بات ہے" ــــ جولیا کی نظروں میں حیرت تھی۔

عمران فوراً سمجھ گیا کہ یہ جولیا نہیں ہوسکتی۔ اور پھر غور سے دیکھنے پر اس کی باریک بین نظروں سے میک اپ چھپا نہ رہ سکا۔

"اندر چلو" ــــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"نہیں تم لوگ اندر نہیں جا سکتے" ـــــ صوفیہ نے جو جولیا کے میک اَپ میں تھی ۔ سخت لہجے میں کہا ۔

لیکن عمران نے قدم آگے بڑھا دیا ۔ اور پھر صوفیہ نے اچانک ہاتھ آگے کر دیا ۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا مگر عمران اس سے زیادہ تیز تھا ۔ اس نے قدرے لاپرواہی سے ایک ہاتھ ریوالور پر ڈال دیا ۔ دوسرے ہاتھ کا زوردار تھپڑ صوفیہ کے گال پر پڑا ۔ وہ ایک چیخ مار کر کمرے میں جا گری ۔ تھپڑ اتنا زوردار تھا کہ صوفیہ کا گال پھٹ گیا تھا ۔ عمران کی آنکھوں میں صوفیہ کو جولیا کے میک اَپ میں دیکھ کر خون اُتر آیا تھا ۔ وہ اندر داخل ہو گیا ۔ سامنے فرش پر خون کے دھبے موجود تھے ۔ اور ایسا محسوس ہوتا تھا ۔ جیسے یہاں بھرپور لڑائی ہوئی ہو ۔

"جولیا کہاں ہے" ـــــ عمران کے لہجے میں اتنی شدید غراہٹ تھی کہ صوفیہ بھی گڑبڑا گئی ۔

"باتھ روم میں" ـــــ اس نے بوکھلا کر جواب دیا ۔ عمران کے صرف ایک ہی تھپڑ نے اس کی تمام تیزی طراری نکال دی تھی ۔ عمران اسے دھکیلتا ہوا باتھ روم میں لے گیا ۔ اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا کہ وہاں نہ صرف جولیا موجود تھی ۔ بلکہ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی پڑے ہوئے تھے ۔ جولیا کی پسلی میں گولی لگی ہوئی تھی ۔ اور صفدر کے کاندھے میں ۔ کیپٹن شکیل کا سر پھٹا ہوا تھا ۔

"ہوں تو یہ بات ہے" ـــــ عمران کا لہجہ اتنا خوفناک تھا کہ ساتھ کھڑے ہوئے سپروائزر کو بھی کپکپی چھوٹ گئی ۔

"تمہارے یہاں اور کتنے ساتھی ہیں" ـــــ عمران نے اچانک صوفیہ سے پوچھا ۔

"کوئی نہیں" ـــــ اس نے کمزور لہجے میں کہا ۔ نجانے کیا بات تھی کہ عمران کے

خوفناک لہجے اور آنکھوں سے نکلنے والے شراروں نے اسے کانپنے پر مجبور کر دیا تھا ۔

"سپروائزر ان تینوں کو فوراً ہسپتال پہنچاؤ ۔ ان کی حالت نازک ہے" ـــــ عمران نے سپروائزر سے مخاطب ہو کر کہا اور سپروائزر بہت بہتر کہتا ہوا یوں کمرے سے بھاگا ۔ جیسے اس کا پیچھا بلائیں کر رہی ہوں ۔

"کمرے میں چلو" ـــــ عمران نے اسے باتھ روم سے نکلنے کا اشارہ کیا ۔ وہ خاموشی سے باتھ روم سے باہر نکل آئی ۔

"صوفے پر بیٹھ جاؤ" ـــــ عمران کا لہجہ بدستور کرخت تھا ۔ صوفیہ نے اس کے حکم کی تعمیل کی ۔ وہ اس طرح فرمانبرداری سے عمران کا حکم مان رہی تھی ۔ جیسے وہ عمران کی ملازمہ ہو ۔

"اب سیدھی طرح بتاؤ کہ تم کون ہو" ـــــ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا ۔

"صوفیہ" ـــــ صوفیہ نے جواب دیا ۔ اب اس کی آنکھوں سے ظاہر ہو رہا تھا ۔ جیسے وہ اب اپنے اعصاب پر قابو پاتی جا رہی ہو ۔ اتنے میں سپروائزر کمرے میں داخل ہوا ۔ اس کے ساتھ تین اسٹریچر بردار بھی تھے ۔ انہوں نے پھرتی سے کیپٹن شکیل ، صفدر اور جولیا کو اسٹریچروں پر ڈالا اور لے گئے ۔

"جنرل نعمان کو رپورٹ دے دی گئی ہے ۔ وہ خود موقع پر تشریف لا رہے ہیں" ـــــ سپروائزر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا ۔

عمران نے صرف اثبات میں سر ہلا دیا ۔

"ہاں ، تو تم صوفیہ ہو" ـــــ عمران نے صوفیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ صوفیہ خاموش رہی ۔

"مسٹر ذرا امونیا منگواؤ ۔ میں مس صوفیہ کا میک اَپ صاف کرنا چاہتا

"ہوں" ___ عمران نے سپروائزر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے سر" ___ سپروائزر واپس مڑ گیا۔ اور پھر چند لمحے بعد کمرے کا درو
کھلا۔ اور خفیہ لیبارٹری کا انچارج جنرل نعمان ___ دو آدمیوں سمیت اندر داخل

" مسٹر عمران یہ صوفیہ تو نہیں ہے " ___ اس نے حیرت سے عمران کی طر
دیکھتے ہوئے کہا۔

" میک اپ سر" ___ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" اوہ " ___ جنرل نعمان نے طویل سانس لی۔

" میرے ساتھیوں کا کیا بنا" ___ ! عمران نے جنرل نعمان سے مخاطب ہو
پوچھا۔

" انہیں فوری طور پر آپریشن روم میں پہنچا دیا گیا ہے۔ کرنل زدار آپریشن کر
ہیں۔ جنرل نعمان نے جواب دیا۔ اتنے میں سپروائزر امونیا کی بوتل ہاتھ میں لیے اندر دا
ہوا۔ اس نے جنرل نعمان کو سلیوٹ کیا۔ اور پھر بوتل عمران کی طرف بڑھا دی۔

" اس کا میک اپ صاف کرو" ___ عمران نے کہا اور سپروائزر آگے بڑھ گ

" اور سنو لڑکی۔ خبردار اگر کوئی شرارت کرنے کی کوشش کی " ___ عمران
لہجے میں اتنی شدید غراہٹ تھی۔ جیسے خوفناک بھیڑیا غرا رہا ہو۔ جنرل نعمان نے
حیرت سے عمران کی طرف دیکھا۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ کھلنڈرا سا نوجوان
سخت اور باوقار لہجہ بھی اپنا سکتا ہے۔ پھر سپروائزر نے صوفیہ کا میک اپ صا
کر دیا۔ اب وہ اپنی اصلی شکل میں [illegible]

" لیکن یہ تو پھر بھی صوفیہ نہیں نکلی" ___ جنرل نعمان اب شدید حیرت زدہ

" جنرل صاحب اس نے صوفیہ کا بھی میک اپ کیا ہوا تھا۔

" صوفیہ کا میک اپ" ___ یعنی یہ صوفیہ نہیں تھی۔ نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

نے مس صوفیہ کی دماغی چیکنگ کرائی تھی۔ کرنل سعدی نے او کے رپورٹ دی ہے" ___
جنرل نعمان ___ واقعی الجھن میں پڑ گیا تھا۔

" کب کی بات ہے " ___ عمران نے بھی حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

" آج دوپہر کی" ___ جنرل نعمان نے جواب دیا۔

" ___ لیکن اس کی ضرورت کیسے پڑ گئی۔

مسٹر صفدر نے مس صوفیہ پر شک ظاہر کیا تھا۔ چنانچہ میں نے شک رفع کرانے
کے لیے مینٹل چیکنگ کے لیے کرنل سعدی کے پاس بھجوا دیا۔ اس نے او کے رپورٹ
دی۔ میں مطمئن ہو گیا۔ مگر اب ۔۔۔۔" ___ جنرل نعمان واقعی حیرت زدہ تھا۔

" آج یہ کس شعبے میں کام کر رہی تھی "

" خفیہ شعبے میں میرے ساتھ بطور ریکارڈ کیپر" ___ جنرل نعمان نے جواب دیا۔

" ہوں" ___ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ مادام باساشی خاموشی سے
بیٹھی سب کچھ سن رہی تھی۔

" کیا آپ کے پاس ایسا کوئی کمرہ ہے۔ جہاں اسے کچھ دیر کے لیے رکھا جا سکے
میں کچھ تحقیقات کرنا چاہتا ہوں" ___ عمران نے پوچھا۔

" ہاں روم نمبر تھری اس مقصد کے لیے بہترین ہے۔ وہاں سے نکل نہیں سکے گی"
جنرل نعمان نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اسے روم نمبر تھری میں بھیج دیجئے" ___ عمران نے کہا۔

" لیکن اپنے آدمیوں کو ہدایت کیجئے کہ اس کا خاص خیال رکھیں "

" آپ بے فکر رہیں۔ یہ بھاگ نہیں سکتی " ___ جنرل نعمان نے کہا اور پھر اپنے آدمیوں
کو اشارہ کیا۔ وہ باساشی کو لے کر اپنے کمرے میں چلے گئے۔ باہر جانے سے پہلے
عمران کے کہنے پر اس کی مکمل تلاشی لے لی گئی تھی۔

"میں پہلے کرنل سعدی سے ملنا چاہتا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے باساتھی کے جاتے ہی جنرل نعمان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"میں اسے اپنے آفس میں بلوا لیتا ہوں" ۔۔۔۔ جنرل نعمان نے کہا۔

موجودہ واقعات دیکھ کر ان کے چہرے پر بے شمار الجھنوں کے آثار نمایاں تھے کیونکہ اس خفیہ لیبارٹری کی تمام تر ذمہ داری ان پر عائد ہوتی تھی۔

"میں ان کے شعبے میں جا کر ان سے بات کرنا چاہتا ہوں"

"او کے! وہیں چلے چلتے ہیں" ۔۔۔۔ نجانے عمران کے سنجیدہ چہرے میں کیا بات تھی کہ جنرل نعمان جو انتہائی سخت گیر اور خشک آدمی خیال کئے جاتے تھے، اور جو بڑے بڑے اعلیٰ آفیسروں کو گھاس تک ڈالنے کے روادار نہیں تھے۔ بڑی فرمانبرداری سے عمران کی سب باتیں مانتے چلے جا رہے تھے۔

عمران، جنرل نعمان اور ان کے دو دیگر ساتھی چند لمحوں بعد کرنل سعدی کے شعبے کے دروازے پر موجود تھے۔ دروازے پر کھڑے ہوئے مسلح محافظ ۔۔۔۔ جنرل نعمان کو اپنے سامنے موجود پا کر بوکھلا گئے۔ انہوں نے بڑی پھرتی سے جنرل کو سیلوٹ کیا۔ ویسے ان کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ محافظوں نے سیلوٹ کرنے کے بعد بڑے ادب سے دروازہ کھولا۔ کیونکہ اس سے پہلے کبھی جنرل نعمان بذاتِ خود وہاں نہیں آئے تھے۔ محافظوں نے سیلوٹ کے بعد بڑے ادب سے دروازہ کھولا۔ اور پھر سب سے پہلے جنرل نعمان اندر داخل ہوئے۔ اس کے بعد عمران اور پھر دو دوسرے اشخاص۔ کمرے کے ایک کونے میں کرنل سعدی اپنی ٹیبل پر بیٹھے کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اور ان کا اسسٹنٹ مشین کے سامنے سٹول پر بیٹھا اس کے مختلف بٹن آف آن کر رہا تھا۔ جنرل نعمان کو اس طرح اندر داخل ہوتے دیکھ کر ہی دونوں ہڑبڑا کر اٹھے اور پھر دونوں نے باقاعدہ سیلوٹ کیا۔ جنرل نعمان نے سیلوٹ کا جواب

دیا۔ اور پھر عمران اور جنرل نعمان دونوں میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے کرنل سعدی ابھی تک کھڑا تھا۔

"بیٹھ جائیے کرنل" ۔۔۔۔ جنرل نعمان نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔ اور کرنل سعدی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ بتائیے کرنل سعدی! آپ نے آج مس صوفیہ کی مینٹل چیکنگ اچھی طرح کی تھی" جنرل نعمان نے کرنل سعدی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ کرنل سعدی ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا۔

"یس سر" ۔۔۔۔ اس نے مختصر سا جواب دیا۔

"آپ کو مکمل اطمینان ہے" ۔۔۔۔ جنرل نعمان نے چبھتے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"یس۔ مگر بات کیا ہے سر آپ کیوں بار بار پوچھ رہے ہیں" ۔۔۔۔ کرنل سعدی کے لہجے میں اب قدرے اعتماد تھا۔

"کرنل سعدی آپ کے ہاں چیکنگ کے لیے کون سی مشین استعمال کی جاتی ہے" ۔۔۔۔ عمران نے پہلا سوال کیا۔

کرنل سعدی اب غور سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر ہچکچاہٹ کے تاثرات تھے۔ جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ جواب دے یا نہ دے۔

"جواب دیجئے کرنل" ۔۔۔۔ جنرل نعمان نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہمارے ہاں جرمنی کی ساختہ جدید ترین مشین ایکس الیون زیر دزید ہے" ۔۔۔۔ کرنل سعدی نے فوراً جواب دیا۔

"کیا آپ مس صوفیہ کی چیکنگ کی کوڈڈ رپورٹ مجھے دکھا سکتے ہیں"

"یہ رپورٹ آپ کی سمجھ میں نہیں آ سکے گی۔ کیونکہ اسے صرف اس مشین کا ماہر ہی سمجھ سکتا ہے" ۔۔۔۔ کرنل سعدی نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ دکھائیے تو سہی" ____ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"رپورٹ دو" ____ مسٹر سعدی نے اپنے اسسٹنٹ کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

اسسٹنٹ نے پھرتی سے الماری سے ایک فائل نکالی اور پھر اسے کھول کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ اس میں سفید رنگ کا مخصوص کاغذ لگا ہوا تھا جس پر سیاہ رنگ کی بے شمار آڑی ترچھی لکیریں اور بے شمار نقطے بکھرے ہوئے تھے۔ عمران نے بطور رپورٹ دیکھنی شروع کر دی کرنل سعدی تمسخرانہ انداز میں عمران کو دیکھ رہا تھا۔ عمران کافی دیر رپورٹ پر جھکا رہا۔ اور پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر سر اٹھایا۔

"کرنل سعدی کیا یہ رپورٹ مکمل ہے" ____ اس نے سوال کیا۔ کرنل سعدی کے چہرے سے ایک دم تمسخرانہ اثرات غائب ہو گئے۔ وہ گڑبڑا گیا۔ اسے عمران سے اس سوال کی توقع نہیں تھی۔

"ی۔ ی۔ یس" ____ اس نے قدرے ہکلاتے ہوئے کہا۔ ادھر اسسٹنٹ کا چہرہ بھی فق ہو گیا۔

"آپ کو پورا یقین ہے" ____ عمران کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"مسٹر" ____ کرنل سعدی کو بھی اچانک غصہ آ گیا۔

"عمران" ____ عمران نے اپنا نام بتایا۔

"مسٹر عمران میں جب ایک بار کہہ چکا ہوں کہ رپورٹ مکمل ہے۔ پھر آپ کیوں خواہ مخواہ جرح کر رہے ہیں"

شائد کرنل سعدی کو اپنے عہدہ کا خیال آ گیا تھا۔ اس لیئے اس نے غصہ دکھا

"لیکن میں کہتا ہوں یہ رپورٹ نامکمل ہے۔ بلکہ یہ اصل رپورٹ ہی نہیں ہے یہ صرف ابتدا کے چند لمحوں کی رپورٹ ہے" ____ عمران نے اس کے غصے کی پروا

نہ کرتے ہوئے بڑی نرمی سے جواب دیا۔

"آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں" ____ کرنل سعدی نے کہا۔

"آپ جانتے ہیں کہ ایکس الیون زیرو زیرو کا کوڈ پوائنٹ تھری او ڈبلیو ٹکس اے۔ این۔ ڈیڈ سے حل ہوتا ہے" ____ عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا اور کرنل سعدی کا چہرہ یوں تاریک ہو گیا۔ جیسے اچانک کسی نے منہ پر سیاہی مل دی ہو۔

"مم۔ مم مگر آپ کو کیسے معلوم" ____ اس نے شدید حیرت سے پوچھا۔

"اس سے آپ کو کوئی غرض نہیں ہونی چاہیئے" ____ عمران نے جواب دیا۔ "آپ یہ بتائیے کیا میں نے ٹھیک کہا ہے"

"جی ہاں آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں" ____ کرنل سعدی نے سر جھکاتے ہوئے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب" ____ جنرل نعمان جواب تک خاموش تھے۔ اچانک بولے۔ ان کے لہجہ میں حیرت کے ساتھ ساتھ غصہ بھی تھا۔

"مطلب یہ جنرل صاحب کرنل سعدی نے صوفیہ کے ذہن کی چیکنگ ہی نہیں کی"۔ عمران نے جنرل کو سمجھایا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے" ____ جنرل نعمان حیران رہ گئے۔

"کیوں نہیں ہو سکتا" ____ عمران نے یوں جواب دیا۔ جیسے بحث کر رہا ہو۔

"مگر" ____ جنرل نعمان نے کرنل سعدی کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر کرنل سعدی چیکنگ نہ کرنا چاہیں تو کیسے ہو سکتی ہے۔ نہیں ہو سکتی نا۔ بس ایسے ہو سکتا ہے۔ آپ آئی سمجھ میں" ____ عمران نے مضحکہ خیز لہجے میں کہا۔

"آپ نے چیکنگ کیوں نہیں کی" ____ جنرل نعمان نے عمران کے مضحکہ خیز لہجے کو نظر انداز کرتے ہوئے کرنل سعدی سے براہِ راست سوال کیا۔

"اچانک مشین خراب ہو گئی تھی" ــــ کرنل سعدی نے مردہ لہجے میں جواب
"مشین خراب ہو گئی تھی تو آپ نے او۔ کے رپورٹ کیسے دیدی"
اب جنرل نعمان کا لہجہ اتنا سخت ہو گیا تھا کہ عمران نے بھی سنجیدگی کا موڈ بنا لیا۔
"میں نے اس خوف سے او کے رپورٹ دے دی کہ مشین کی خرابی کی اطلاع آپ
کو دیتا تو آپ مجھ پر ناراض ہوتے" ــــ کرنل سعدی نے جواب دیا۔
"اب میرے خیال میں جنرل صاحب خوشی سے تالیاں بجائیں گے" ــــ عمران
نہ رہ سکا۔
"آپ کا کورٹ مارشل ہو گا۔ کرنل سعدی آپ نے بھیانک غلطی کی ہے" ــــ
جنرل نعمان نے کہا اور پھر پیچھے کھڑے ہوئے دو آدمیوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا
"کرنل سعدی اور اسسٹنٹ محسن کو گرفتار کیا جائے" ــــ حکم دے کر وہ
اٹھ کھڑے ہوئے۔
ایک آدمی حکم سن کر تیزی سے باہر نکلا اور پھر چند لمحے بعد کرنل سعدی اور ان
کا اسسٹنٹ محسن دونوں مسلح محافظوں کی نگرانی میں کمرے سے باہر نکل رہے
تھے۔
"اب مسٹر عمران" ــــ ان دونوں کے جانے کے بعد جنرل نعمان عمران سے
مخاطب ہوئے۔
"اب میں وہ جگہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ جہاں آج صبح صوفیہ ڈیوٹی دیتی رہی ہے"۔
عمران نے جواب دیا۔
"چلئے" ــــ جنرل نعمان نے کہا۔ ان کی پیشانی پر فکر کی گہری لکیریں تھیں۔ چند
لمحوں میں وہ خفیہ شعبے میں پہنچ گئے۔ خفیہ شعبہ اس وقت بند تھا۔ اور جنرل نعمان
کے خصوصی حکم سے کھولا گیا۔ جنرل نعمان عمران کو اس میز پر لے گئے۔ جہاں صوفیہ

آج کام کرتی رہی۔ عمران بغور تمام فائلوں کو دیکھتا رہا۔
"کیا تمام فائلیں ٹھیک اپنی جگہ پر موجود ہیں" ــــ عمران نے جنرل نعمان سے
سوال کیا۔
"ہاں" ــــ جنرل نعمان نے جواب دیا۔
پھر عمران نے میز کی دراز کھولی۔ اور پھر دراز میں اوپر رکھی ہوئی ایک فائل نکالی
جس پر ڈبلیو۔ وائی۔ ایکس لکھا ہوا تھا۔ اور مخصوص نمبر درج تھے۔ اس نے ایک لمحہ فائل
کور کی پشت کو دیکھا اور دوسرے لمحے اس کی نگاہ سامنے رکھی ہوئی ڈبلیو۔ وائی۔ ایکس
والی فائل کی طرف اٹھ گئی۔ جنرل نعمان بھی عمران کے ہاتھ میں ڈبلیو۔ وائی۔ ایکس والی فائل
دیکھ کر بری طرح چونکے۔
عمران نے فائل کھولی۔ فائل خالی تھی۔ صرف کور ہی کور تھا۔ جنرل نعمان
نے فوراً کور عمران کے ہاتھ سے لے لیا۔ ادھر عمران نے اصل فائل نکالی اور پھر اس
کو کھول کر دیکھنے لگا۔ اس میں چند کاغذ موجود تھے۔
"یہ کیا چکر ہے جنرل صاحب ــــ اصل فائل کی موجودگی کے علاوہ اسی کوڈ
کا یہ خالی کور" ــــ عمران نے حیرت سے کہا۔
"میں خود بھی حیران ہوں۔ اصل فائل بمعہ کاغذات کے موجود ہے۔ پھر یہ خالی فائل
کور دراز میں کیوں موجود ہے۔ اور اس پر یہ نمبر کیوں دیئے گئے" ــــ جنرل
نعمان کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔
"یہ فائل کس سلسلے کی ہے" ــــ عمران نے سوال کیا۔
"عمران صاحب یہ فائل ٹاپ سیکرٹ ہے" ــــ آج کل فیکٹری میں ہماری فوجوں
کے لیے ایک مخصوص ہتھیار تیار ہو رہا ہے۔ یہ ہتھیار دفاع اور حملے دونوں صورتوں میں
بیک وقت کام آ سکتا ہے۔ اور یہ ہتھیار ہمارے ہی ملک کے ایک سائنسدان کی ایجاد

ہے۔ اس فائل میں ہتھیار کا مکمل فارمولا موجود ہے“ ——— جنرل نعمان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”ہوں ——— تو اس کا مقصد ہے۔ مجرموں کو اس ہتھیار کی سن گن مل گئی ہے۔ اور صوفیہ کا اس فیکٹری میں آنے کا مقصد ہی دراصل اس فارمولا کو چرانا تھا“۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسا ہے تو پھر صوفیہ کا مقصد ہمارے ملک کے لیے انتہائی خطرناک ہے“۔ جنرل نعمان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں فوراً صوفیہ سے ملنا چاہتا ہوں“ ——— اچانک عمران نے کسی خیال کے آتے ہی جنرل سے کہا۔

”کیا اسے یہیں بلوایا جائے“ ——— جنرل نعمان نے پوچھا۔

”نہیں ——— میں روم نمبر تھری میں ہی ملنا چاہتا ہوں۔ جہاں صوفیہ اس وقت موجود ہے۔ ویسے آپ تینوں زخمیوں کے متعلق تازہ رپورٹ بھی منگوائیں۔ مجھے ان کے متعلق بے حد تشویش ہے“ ——— عمران نے کہا۔

زخمیوں کا پتہ کرو اور مجھے فوراً رپورٹ دو۔ روم نمبر تھری میں“ ——— جنرل نعمان نے ساتھ موجود ایک آفیسر سے کہا۔ اور وہ سیلوٹ مار کر باہر نکل گیا۔ اور پھر عمران اور جنرل نعمان روم نمبر تھری کی طرف بڑھ گئے۔ روم نمبر تھری کے دروازے پر دو مسلح محافظ موجود تھے۔ انہوں نے جنرل نعمان کو سیلوٹ کیا۔

”دروازہ کھولو اور ہمارے ساتھ چلو“ ——— جنرل نعمان نے حکم دیا۔ محافظوں نے جلدی سے دروازہ پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور دروازہ تیزی سے کھل گیا۔ اور پھر جیسے ہی عمران، جنرل نعمان اور محافظ اندر داخل ہوئے ان سب کو حیرت کا ایک شدید جھٹکا لگا۔ کمرہ خالی تھا۔ صوفیہ کا نام ونشان بھی نہ تھا۔

نعمانی نے ایکسٹو کا حکم ملتے ہی سبز رنگ کی ڈاج کے نمبروں کے سلسلے میں رجسٹریشن آفس سے پتہ کیا۔ لیکن معلوم ہوا کہ یہ نمبر ابھی تک کسی کو الاٹ بھی نہیں ہوئے۔ صاف ظاہر تھا کہ نمبر جعلی تھے۔ اس نے سوچا ایکسٹو کو رپورٹ دینے سے پہلے اپنے طور پر اس کار کا پتہ چلا جائے۔ چنانچہ اس نے اپنی موٹر سائیکل پر تمام شہر کی سڑکوں پر گھومنا شروع کیا۔ اس نے تقریباً ہر ہوٹل چھان مارا۔ لیکن اسے کہیں بھی اس رنگ کی ڈاج نظر نہ آئی۔ اس نے سوچا اب کالونیوں میں گھوما جائے۔ شاید کہیں کام بن جائے۔ لیکن اب وہ کوٹھیوں کے اندر بند کاروں کو کیسے دیکھ سکتا تھا۔ اور سبز رنگ کی ڈاج کا سٹرک پر مل جانا۔ ایک اتفاق ہی ہوتا اور پھر یہ بھی یقین نہیں تھا کہ آیا۔ یہ وہی سبز رنگ کی ڈاج ہے۔ جس کے متعلق ایکسٹو نے پوچھا یا کوئی غیر متعلقہ گاڑی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ تو اس وقت ہوتا۔ جب کوئی سبز رنگ کی ڈاج اسے ملتی۔ اس کا سارے دن میں ایک بھی ایسی گاڑی سے ٹکراؤ نہیں ہوا تھا۔ اب۔ ماڈل کالونی میں کافی دیر گھومنے کے بعد وہ مایوس ہو چکا تھا۔ اور سوچ رہا تھا کہ ایکسٹو کو ناکامی کی رپورٹ دے کہ اچانک ایک موڑ پر مڑتے ہی وہ بری طرح چونک اٹھا۔ ایک وسیع و عریض کوٹھی کے پھاٹک میں سبز رنگ کی مطلوبہ کار داخل ہو رہی تھی۔ نعمانی نے موٹر سائیکل کی اسپیڈ بڑھا دی اور اس سے پہلے کہ پھاٹک بند ہوتا نعمانی گیٹ کے سامنے سے گزر گیا۔ اسے نمبر

دیکھ کر قدرے مایوسی ہوئی۔ کیونکہ اس کار پر موجود نمبر اس کے مطلوبہ نمبر نہیں تھے۔ لیکن پھر اسے اتنی خوشی ضرور ہوئی کہ اس رنگ اور ماڈل کی کار نظر تو آئی۔ اس نے کوٹھی کا نمبر ذہن میں رکھ لیا تھا اب وہ جلد سے جلد ایکسٹو کو رپورٹ دے کر مزید ہدایات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے موٹر سائیکل ایک پبلک بوتھ کے سامنے روکا۔ اس نے بوتھ میں داخل ہو کر ایکسٹو کو فون کیا۔ چند لمحے بعد رابطہ مل گیا۔

"ایکسٹو" ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سر نعمانی بول رہا ہوں" ـــــ نعمانی نے جواب دیا۔ اور پھر اپنے تمام دن کی کارگزاری مختصر الفاظ میں سنا دی۔

"اس کوٹھی کا نمبر کیا ہے جس میں کار داخل ہوئی ہے؟"

"نمبر ایک سو باسٹھ سر"

"ٹھیک ہے میں تنویر کو وہاں بھیجتا ہوں وہ اس کوٹھی کے باہر رکے گا۔ تم کوٹھی کے اندر داخل ہو کر حالات دیکھو اور مجھے رپورٹ دینا" ـــــ ایکسٹو نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"کیا میں تنویر کا انتظار کروں سر" ـــــ نعمانی نے پوچھا۔

"نہیں تم اپنے مشن پر جاؤ۔ تنویر اپنا کام خود کرے گا" ـــــ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"او۔ کے سر"

"سنو نعمانی کیا تمہارے پاس واچ ٹرانسمیٹر ہے" ـــــ ایکسٹو نے پوچھا۔

"یس سر" ـــــ نعمانی نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اگر کوٹھی میں تمہیں کوئی خطرہ نظر آئے تو واچ ٹرانسمیٹر پر تنویر کو الرٹ کر دینا۔ وہ تمہارے باہر آنے تک کوٹھی کے ارد گرد ہی رہے گا"

"ٹھیک ہے سر" ـــــ نعمانی نے جواب دیا۔

"او۔ کے" ـــــ ایکسٹو نے کہا اور پھر لائن بے جان ہو گئی۔

نعمانی نے رسیور رکھا اور پھر بوتھ سے باہر آ گیا۔ اس نے موٹر سائیکل اسٹارٹ کی اور دوبارہ کالونی کی سڑک پر اسے دوڑانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی کے سامنے سے گزر گیا۔ پھاٹک بند تھا۔ اس نے ایک لمبا چکر کاٹا اور پھر ایک کوٹھی کی پشت پر موٹر سائیکل اسٹینڈ کر دی۔ شام ہو چکی تھی۔ ہر طرف اندھیرا پھیل گیا تھا۔ اس لیے جب تک کوئی شخص موٹر سائیکل کے نزدیک نہ آ جائے۔ موٹر سائیکل اسے نظر نہ آ سکتی تھی ویسے بھی کوٹھیوں کی پشت پر اندھیرا ہی تھا۔ پھر وہ پیدل چلتا ہوا مطلوبہ کوٹھی کی پشت پر آیا۔ اس نے جیب سے ایک نقاب نکالا اور چہرے پر چڑھا لیا۔

ایکسٹو کی ہدایت کے مطابق ممبر نقاب اور ریوالور ہر وقت جیب میں رکھتے تھے کہ نہ جانے کب ان کی فوری ضرورت پڑ جائے۔ اب اس نے کوٹھی کے اندر داخل ہونے کا طریقہ سوچنا شروع کر دیا۔

کوٹھی کی پچھلی دیوار کافی سے زیادہ بلند تھی۔ اس لیے اسے پھلانگنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس نے کوٹھی کی دیوار کے قریب والے بڑے درخت کا جائزہ لیا۔ لیکن ایسی کوئی شاخ نہیں تھی۔ جو اسے دیوار تک لے جاتی اور نہ ہی کوٹھی کے پشت پر گندے پانی کی نکاسی کا انتظام تھا۔ جس سے وہ اندر جانے کی کوشش کرتا۔ معاملہ ٹیڑھا ہو گیا تھا۔ کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ آخر جب اسے کوئی ترکیب سمجھ میں نہ آئی۔ تو وہ واپس اپنے موٹر سائیکل کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر اسے بغیر اسٹارٹ کیے تقریباً گھسیٹتا ہوا کوٹھی تک لے آیا۔ اس نے موٹر سائیکل دیوار کے ساتھ لگا کر کھڑی کر دی اور خود اس کی گدی پر چڑھ گیا۔ اب دیوار کا اوپری سرا تھوڑا ہی اونچا رہ گیا تھا۔ اس کے ہاتھوں کی اونچائی سے تقریباً دو تین فٹ اونچا۔ اگر وہ جمپ لیتا

تو اسے خطرہ تھا کہ دھکے سے موٹر سائیکل پر گر پڑے گا۔ اور موٹر سائیکل کے گرنے
سے اس سناٹے میں کافی زور کا دھماکہ ہوگا۔ اور یہ چیز اس کے مشن کے لیے سخت
خطرناک تھی۔ اور بغیر جمپ کئے۔ اس کے ہاتھ دیوار کے سرے تک نہیں پہنچ سکتے تھے
مسئلہ اب بھی ٹیڑھا ہی تھا۔ وہ موٹر سائیکل سے نیچے اترا۔ اور اس نے ادھر ادھر دیکھنا
شروع کیا۔ ایک جگہ اسے کافی بڑا پتھر نظر آگیا۔ جو قدرے سپاٹ تھا۔ اس نے وہ
پتھر اٹھایا اور اسے گدی کے اوپر رکھ دیا۔ اس طرح تھوڑی سی تلاش کے بعد اس
نے یکے بعد دیگرے ایک دو مزید اوپر تین پتھر جن دیئے۔ بڑی احتیاط سے ان
پتھروں پر چڑھا۔ ایک دفعہ اس کا توازن ذرا سا بگڑنے لگا۔ لیکن وہ سنبھل گیا اور پھر
جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اب اس کے ہاتھ باآسانی
دیوار کے سرے پہنچ گئے۔ اور پھر دوسرے لمحے وہ دیوار پر موجود تھا۔ اس کے سامنے
وسیع کوٹھی کا وسیع و عریض پائیں باغ موجود تھا۔

چند لمحے تک وہ سن گن لیتا رہا کہ کہیں کوٹھی میں کتے نہ ہوں۔ لیکن ایسے کوئی
آثار اسے نظر نہ آئے۔ جب اسے اطمینان ہوگیا تو اس نے دیوار پر ہاتھ ٹکائے
اور پھر وہ ہاتھوں کے سہارے لٹک گیا۔ اس نے آہستہ سے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ ایک
ہلکا دھماکہ ہوا۔ اور وہ نیچے آگرا چند لمحے تک وہ دم سادھے وہیں پڑا رہا۔ لیکن جب
اس معمولی سے دھماکے کا کوئی ردعمل اسے نظر نہ آیا تو وہ اٹھا اور پھر جھک جھک کر آہستہ
آہستہ چلتا ہوا کوٹھی کی اصل عمارت کی پشت پر پہنچ گیا۔ پشت پر اسے کھڑکی نظر
آئی۔ اس نے کھڑکی کو آہستہ سے دبایا تو کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ کھڑکی کھول کر وہ ایک لمحے
کے لیے وہیں کھڑا رہا۔ اور پھر بڑی احتیاط سے وہ کھڑکی کے اندر کود گیا۔ اب اس کی
آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو چکی تھیں۔ اس لیئے کچھ کچھ نظر آنے لگا۔ یہ ایک غسل خانہ
تھا۔ سامنے ہی دروازہ موجود تھا۔ اس نے دروازہ آہستہ سے کھولا۔ پھر وہ دروازہ

پار کر گیا۔ اب وہ ایک خاصے بڑے کمرے میں تھا۔ ابھی وہ کمرے میں ادھر ادھر دیکھ
ہی رہا تھا کہ اچانک اسے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ وہ تیزی سے پلٹا اور دوبارہ غسلخانے
میں داخل ہوگیا۔ اس نے دروازے میں ہلکی سی جھری چھوڑ دی اور اس میں دیکھنے لگا
اس کا اندازہ بالکل صحیح نکلا۔

چند لمحے بعد سامنے والا دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک سایہ اندر داخل
ہوا۔ ایک لمحے بعد چٹ کی آواز پیدا ہوئی اور کمرہ روشن ہوگیا۔ نعمانی نے دیکھا
کہ یہ ایک خاصا طویل القامت اور جسیم نوجوان تھا۔ چہرے سے سختی نمایاں تھی۔ وہ تیز
تیز قدم اٹھاتا ہوا غسل خانے کے دروازے کی طرف بڑھا۔

نعمانی نے ممکنہ خطرے کے پیش نظر ریوالور نکال لیا۔ مگر وہ نوجوان دروازے
کے پاس رکھی ہوئی ایک قد آدم الماری کے قریب رک گیا۔ اس نے الماری کھولی
اور ہاتھ اندر داخل کر دیا۔ اور پھر اس نے دھکیل کر الماری ایک طرف کر دی۔ الماری
ایک طرف یوں ہٹ گئی۔ جیسے اس کے نیچے پہیئے لگے ہوئے ہوں۔ اب جہاں الماری
تھی۔ وہاں ایک دروازہ تھا۔ نوجوان دروازے میں داخل ہوگیا۔ اس کے اندر
داخل ہوتے ہی الماری خود بخود اپنی جگہ پر واپس آگئی۔

چند لمحے انتظار کرنے کے بعد نعمانی دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا۔ اور
اس نے بھی الماری کھولی۔ اس کے اندر دیکھنے لگا۔ الماری خالی تھی۔ اس کے اندر
کپڑے ٹانکنے کے ہک لگے ہوئے تھے۔ اس نے باری باری سب ہکوں سے زور آزمائی
کی۔ اور ہر ہک کو کھینچ کر وہ الماری کو دھکیل کر دیکھتا۔ لیکن الماری اپنی جگہ سے ہلتی ہی نہ
تھی۔ ہکوں کے بعد اس نے الماری کی دیواروں پر ہاتھ پھیر کر دیکھنا شروع کیا۔ ایک جگہ
اسے محسوس ہوا۔ جیسے لکڑی کی موٹائی زیادہ ہو۔ اس نے اس جگہ کو زور سے دبایا۔
اور اب جب اس نے الماری کو دھکیلا تو الماری ٹرالی کی چلتی ہوئی آگے بڑھ گئی وہ

تیزی سے دروازے کے اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے سامنے والا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس دروازے سے آگے اسے ایک طویل گیلری نظر آ رہی تھی۔ وہ محتاط قدموں سے چلتا ہوا گیلری طے کرنے لگا۔ گیلری کے تقریباً آخری کونے پر اسے ایک دروازے کے نیچے روشنی کی پتلی سی لکیر نظر آئی۔ وہ دروازہ کے ساتھ جا کر رک گیا۔ اس نے کی ہول سے اندر جھانکنا شروع کیا۔ اسے سامنے صوفے پہ ایک خوبصورت جاپانی عورت بیٹھی نظر آئی۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات تھے۔ سامنے وہی نوجوان مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔ اس نے جھک کر کان کی ہول سے لگا دیا اس کے کان میں ہلکی ہلکی آوازیں آنے لگیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ہیٹو" ــــ عورت کہہ رہی تھی۔ اس کے لہجے میں بے حد غصیلا پن تھا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں مادام" ــــ نوجوان جس کا نام ہیٹو تھا، بڑے مؤدبانہ انداز میں بولا۔

"لیکن انہیں مادام پر شبہ کیسے ہوا" ــــ مادام بڑبڑائی۔

"ہو سکتا ہے سربراہ نے انہیں فوٹو لیتے ہوئے دیکھ لیا ہو"

"اب وہ کس پوزیشن میں ہے"

"وہیں فیکٹری کے ایک کمرے میں بند ہے"

"اسے ہر قیمت پہ وہاں سے رہا ہونا چاہیے"

"لیکن مادام اب ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں"

"وہاں اپنے آدمیوں کو بھیجنے کا کیوں انتظام نہیں کیا گیا" ــــ مادام گرجی۔

"وہ اپنے ساتھ آدمی لے گئی تھیں۔ لیکن بدقسمتی سے سب کے سب مارے گئے ــــ"

"نہ جانے ہمارے ساتھ اس بار کیا چکر چل رہا ہے۔ کوئی مشن بھی پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ رہا"

نوجوان خاموش کھڑا رہا۔ مادام چند لمحوں تک سوچ میں ڈوبی رہی۔ پھر اس نے سر اٹھا کر نوجوان کی طرف دیکھا۔

"تم جاؤ اور اگر مادام باساشی کی طرف سے کوئی اور رپورٹ ملے تو مجھے فوراً اطلاع کرنا اور کسی آدمی کو کار دے کر بھیجو وہ فیکٹری کے قریب رہے شاید مادام کسی طرح بچ کر باہر نکلے تو وہ اس کی مدد کر سکے"

"بہت بہتر مادام" ــــ نوجوان نے جھک کر آداب بجا لاتے ہوئے کہا۔

نعمانی فوراً ایک طرف ہٹ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اب نوجوان باہر نکلے گا وہ مخالف سمت میں دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ دروازہ کھلا اور پھر وہ نوجوان برق کی سی تیزی سے باہر نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا۔ چھوٹے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ایک بار بھی مڑ کر نہیں دیکھا۔ یا تو وہ انتہائی جلدی میں تھا۔ یا اس کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ اس گیلری میں کوئی غیر متعلقہ آدمی بھی ہو سکتا ہے۔ چند لمحوں بعد وہ کمرے میں داخل ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اب میدان خالی تھا۔

نعمانی اب سوچ رہا تھا۔ کہ آیا واپس جائے یا کیا کرے۔ بہرحال اتنا تو اسے علم ہو چکا تھا کہ وہ مجرموں کے خفیہ اڈے تک پہنچ گیا ہے۔ مادام باساشی کا انطبار بار سن کر وہ کھٹک گیا تھا کہ اسے اتنا تو علم تھا کہ آج کل پوری ٹیم مادام باساشی کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ اس نے سوچا یہ لڑکی جسے بھی مادام کہہ کر پکارا جا رہا ہے۔ ضرور مادام باساشی کی ساتھی یا اسسٹنٹ ہو گی۔ اگر اسے کسی طرح اغوا کر لیا جائے تو مادام باساشی کا باآسانی پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے دل میں ایک فیصلہ کیا اور پھر وہ کمرے

کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ نوجوان کے جانے کے بعد بند ہو چکا تھا اس نے کی ہول سے جھانکا تو مادام سامنے صوفے پر بیٹھی کسی گہری سوچ میں غرق نظر آئی اس نے دروازے پر دستک دی۔

"کم ان" ——— اندر سے لڑکی کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازہ آہستہ آہستہ کھلنا شروع ہو گیا۔ نعمانی نے ریوالور سنبھالا۔ اور یک دم کمرے میں کود گیا۔

"ہینڈز اپ مادام" ——— اس نے کرخت آواز میں کہا۔ مادام اس نقاب پوش کو اچانک اپنے سامنے دیکھ کر ہکا بکا رہ گئی۔ نعمانی کے سائیلنسر لگے ریوالور کا رخ مادام کی طرف تھا۔

"ہاتھ اوپر کر لو مادام ورنہ میرا ریوالور چلنے میں کچھ زیادہ جلد باز ہے" ——— نعمانی نے گرجدار آواز میں کہا۔

اب مادام سنبھل چکی تھی۔ اس نے ہاتھ اونچے کر لیئے۔

"کھڑی ہو جاؤ فوراً" ——— نعمانی نے دوسرا حکم دیا۔

مادام خاموشی سے کھڑی ہو گئی۔

"مگر تم کون ہو" ——— مادام کے لہجے میں اب بھی حیرت تھی۔

"تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیئے" ——— نعمانی نے جواب دیا۔ اور پھر قدم بہ قدم آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

"وہیں رک جاؤ مسٹر" ——— "تم نہیں جانتے کہ تم کس کے سامنے کھڑے ہو" ——— اچانک باساشی نے غراتے ہوئے نعمانی سے کہا۔ اب وہ حیرت کے شدید جھٹکے کے اثرات سے مکمل طور پر چھٹکارا پا چکی تھی۔

نعمانی رک گیا ——— مادام نے اچانک اپنے ہاتھ نیچے کر لیے اور دوسرے

لمحے وہ برق کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلی اور نعمانی کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا۔ مادام باساشی نے فلائنگ کک کچھ اس ماہرانہ انداز میں لگائی تھی کہ ٹانگ کی زوردار ضرب اس کے ہاتھ پر اچانک پڑی اور ریوالور نعمانی کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ نعمانی بھی دھکے کی وجہ سے لڑکھڑا کر پیچھے ہٹ گیا۔ مادام باساشی نے فرش سے اٹھتے ہی ایک اور فلائنگ کک ماری۔ گو انداز میں انتہائی پھرتیلا پن تھا۔ مگر نعمانی اب سنبھل چکا تھا۔ اس نے پھرتی سے فرش پر اپنے گھٹنے ٹیک دیئے اور دوسرے لمحے مادام کی ایک ٹانگ اس کے ہاتھوں میں آ گئی اور وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مادام کا سر زوردار آواز میں فرش سے لگا۔ اور مادام سر کو جھٹکے دینے لگی۔ نعمانی کو غصہ آ گیا تھا۔ اس نے اسی ٹانگ کو پکڑ کر مادام کو کمرے میں چکر دینے شروع کر دیئے۔ ابھی وہ چکر ہی دے سکا تھا کہ مادام اچانک سانپ کی طرح پلٹی اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ نعمانی کی گردن پر تھے۔ اور سر کی زوردار ٹکر نعمانی کی ناک پر پڑی اس کے ہاتھ سے ٹانگ چھوٹ گئی۔ دوسرے لمحے نعمانی کا ہاتھ گھوما اور ایک زوردار مکہ فرش سے اٹھتی ہوئی مادام کے چہرے پر پڑا۔ اور وہ الٹ کر ایک طرف جا پڑی۔ اب نعمانی کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اور وہ بلا لحاظ کئے کہ مد مقابل بہرحال ایک عورت ہے اندھا دھند اس پر بوٹ کی ٹھوکریں برسانے لگا۔ مادام باساشی جو اس اچانک کئے اور لگاتار پڑنے والی ٹھوکروں سے قدرے نیم بے ہوش سی ہو گئی تھی۔ ایک بار پھر سنبھل گئی۔ اس نے پھرتی سے نعمانی کا بوٹ پکڑ کر اس کی ٹانگ مروڑ دی۔ نعمانی چکراتا ہوا نیچے آ گرا۔ اسی لمحے باساشی نے تیزی سے جمپ کیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ نعمانی اٹھتا باساشی نے ایک طرف پڑا ہوا ریوالور اٹھا لیا۔

"اب سیدھے کھڑے ہو جاؤ مسٹر نقاب پوش" ——— مادام باساشی کا چہرہ غضبناک ہو گیا تھا۔ ویسے نعمانی کی بے رحم ٹھوکروں نے اس کا خوبصورت چہرہ بگاڑ دیا تھا۔ نعمانی اور کوئی چارہ کار نہ دیکھتے ہوئے خاموش کھڑا ہو گیا ———

باساشی نعمانی پر ریوالور تانے ہوئے میز کی طرف بڑھی۔ اور پھر اس نے میز پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ نعمانی ابھی تک خاموشی سے ہاتھ اٹھائے ہوئے کھڑا تھا۔ چند لمحوں بعد گیلری تیز تیز قدموں کی چاپ سے گونجنے لگی۔ اور پھر دروازے پر دستک ہوئی۔

"کم ان" ـــــ مادام باساشی نے غراتے ہوئے کہا۔ دروازہ کھلا اور ایک قوی ہیکل نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہاں ایک نقاب پوش کو کھڑے دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گیا۔

"تاک ون چی تمہارا شکار" ـــــ باساشی نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ عمران ہے مادام" ـــــ تاک ون چی زہر آلود نظروں سے نعمانی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"نہیں یہ عمران تو نہیں ہو سکتا البتہ اس کا کوئی کارندہ ہو گا۔ اس کا نقاب اتار دو"

تاک ون چی نے ایک جھٹکے سے نعمانی کے چہرے سے نقاب کھینچ لیا۔

"مگر مادام یہ یہاں کیسے پہنچ گیا" ـــــ تاک ون چی ابھی تک نعمانی کی وہاں موجودگی پر حیرت زدہ تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے" ـــــ مادام نے تاک ون چی کا فقرہ نظر انداز کرتے ہوئے براہ راست نعمانی سے سوال کیا۔

"راجہ" ـــــ نعمانی نے فرضی نام بتا دیا۔

"یہاں کیسے پہنچے"

"ٹانگوں پر چل کر" ـــــ نعمانی نے مضحکہ خیز انداز میں کہا۔

"شٹ اپ۔ تم مادام باساشی کے حضور گستاخی نہیں کر سکتے" ـــــ تاک ون چی غصے سے گرجا۔

"میری گستاخیوں کی نشانیاں ابھی تک تمہاری مادام کے چہرے پر موجود ہیں مسٹر تاک ون چی" ـــــ نعمانی نے لاپرواہی سے کہا۔

"اوہ یو سن آف بچ میں تمہیں اس گستاخی کا مزا ابھی چکھاتا ہوں" ـــــ تاک ون چی دانت کچکچاتا ہوا آگے بڑھا۔

"ٹھیک ہے اس کا دماغ ٹھکانے پر لے آؤ" ـــــ مادام نے تاک ون چی کو اجازت دیتے ہوئے کہا۔ مادام کا فقرہ سنتے ہی تاک ون چی نے نعمانی پر تیزی سے جمپ کیا۔ مگر نعمانی اس سچوئیشن کے لئے پہلے سے تیار تھا۔ وہ پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ تاک ون چی اپنے زور میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ نعمانی نے ایک ہاتھ اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر مارا۔ وہ دراصل تنویر کو خطرے کا سگنل دینا چاہتا تھا۔ اور وہ اس میں کامیاب رہا۔ کسی نے محسوس بھی نہیں کیا۔ تاک ون چی تیزی سے واپس مڑا۔ مگر نعمانی کا جچا تلا پنچ اس کی کنپٹی پر پڑا۔ اور تاک ون چی لڑکھڑا گیا۔ تاک ون چی کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں۔ اس نے ایک مخصوص داؤ استعمال کیا۔ اور نعمانی اس کے داؤ میں آ گیا۔ نعمانی اس کے ہاتھوں پر سے ہوتا ہوا سامنے میز پر جا پڑا۔ مادام باساشی اب بڑے اطمینان سے ایک طرف کھڑی تماشا دیکھ رہی تھی۔ میز پر گرتے ہی نعمانی نے ایک طرف ہٹنے میں پھرتی دکھائی۔ نتیجۃً تاک ون چی جو جمپ لگا کر اس پر آ رہا تھا۔ خود میز سے ٹکرا گیا اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا نعمانی کی زوردار لات اس کی کمر پر پڑی۔ اور وہ میز سمیت دوسری طرف جا گرا۔ دوسرے لمحے نعمانی کو یوں محسوس ہوا۔ جیسے اس کے سر پر پہاڑ ٹوٹ پڑا ہو۔ تاک ون چی نے اٹھتے ہی اپنی بے پناہ طاقت کا بھرپور وار کیا۔ اور بھاری میز ہوا میں اڑتی ہوئی نعمانی کی طرف بڑھی۔ مگر نعمانی نے لاشعوری طور پر بچنے کی بے حد کوشش کی تھی۔ لیکن وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اور میز کا سرا پورے زور سے اس کے سر سے ٹکرا گیا۔ ضرب بڑی سخت تھی۔ نعمانی میز کے ساتھ ہی فرش پر آ گرا۔ اور اس

سکنڈ ہن پر تارکمی کا پردہ پڑ گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ تاک ون چی بڑی کینہ توز نظروں سے بے ہوش نعمانی کو دیکھ رہا تھا۔

" خاصا جاندار تھا" ـــــ مادام باساشی نے نعمانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں امید سے زیادہ بڑھ کر" ـــــ تاک ون چی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔ تاک ون چی اور مادام باساشی دونوں چونک پڑے

" کم ان" ـــــ مادام باساشی نے ریوالور پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا۔ دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہ کمرے کی حالت دیکھ کر ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا اور پھر سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

" کیا بات ہے مسٹر سکس" ـــــ مادام باساشی نے غراتے ہوئے کہا۔

" مادام ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ مادام باساشی فیکٹری ۔ ۔ ۔ ۔" ـــــ اس سے پہلے کہ نمبر سکس اپنا فقرہ پورا کرتا۔ دروازہ زوردار آواز سے کھلا اور پھر نمبر سکس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔ گولی اس کی پشت میں گھس گئی تھی۔ اور وہ ایک چیخ مارتا ہوا وہیں پر ڈھیر ہو گیا۔ تاک ون چی اور مادام باساشی دونوں بری طرح اچھلے مگر دوسرے لمحے مادام باساشی کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا۔ دروازے میں ایک نقاب پوش موجود تھا۔ اور اس کے ریوالور کی نال سے دھواں نکل رہا تھا۔

" خبردار اگر کسی نے حرکت کی" ـــــ نقاب پوش دھاڑا۔

" تم کون ہو" ـــــ تاک ون چی نے بھی غراتے ہوئے پوچھا۔

" خاموش اگر دوسرا لفظ نکالا تو ڈھیر کر دوں گا" ـــــ نقاب پوش کا لہجہ انتہائی کرخت تھا۔

تاک ون چی اور مادام باساشی دونوں خاموش رہے۔ نقاب پوش اندر آ گیا اور اس نے ایک ہاتھ پیچھے کرکے دروازہ بند کر دیا۔

" اسے ہوش میں لے آؤ" ـــــ اس نے نعمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ تاک ون چی خاموشی سے نعمان کی طرف بڑھا۔ اور پھر اچانک اس نے رخ پلٹا۔ اور تقریباً اڑتا ہوا نقاب پوش کی طرف آیا۔ اس نے نقاب پوش کو ڈاج دینے کی بڑی اچھی کوشش کی تھی۔ مگر تاک ون چی سے ریوالور زیادہ تیز نکلا۔ اس نے لگاتار تین فائر کر دیئے اور تاک ون چی چیختا ہوا دھپ سے فرش پر آ گرا۔ تینوں گولیاں اس کے سینے پر پڑی تھیں۔ چند لمحے تڑپنے کے بعد وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ تاک ون چی کے فرش پر گرتے ہی مادام باساشی نے اچھل کر ریوالور اٹھانا چاہا۔ اور جیسے ہی اس نے فرش پر سے ریوالور اٹھایا۔ نقاب پوش نے فائر کر دیا۔ گولی مادام کی کلائی پر پڑی اور ریوالور اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ اس نے چیختے ہوئے بازو پکڑ لیا۔ نقاب پوش کے سر پر خون سوار تھا۔

" کھڑی ہو جاؤ۔ ورنہ دوسری گولی کھوپڑی میں گھس جائے گی" ـــــ نقاب پوش کا لہجہ انتہائی زوردار تھا۔ مادام باساشی کھڑی ہو گئی۔ اس کی کلائی سے خون بہہ رہا تھا۔ نقاب پوش آگے بڑھا۔

" دیوار کی طرف منہ کر لو" ـــــ نقاب پوش نے حکم دیا۔

" تم کیا کرنا چاہتے ہو" ـــــ مادام باساشی نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

" جو تم سے کہا جائے وہی کرو ـــــ سمجھی ـــــ مجھے لوگوں کو قتل کرنے میں تسکین ملتی ہے۔ اس لئے میں ہرگز نہیں ہچکچاؤں گا" ـــــ نقاب پوش نے غراتے ہوئے کہا اس کی آواز میں اتنی بے رحمی تھی کہ مادام باساشی کو یقین ہو گیا کہ اگر ایک لمحہ بھی اس نے حکم ماننے میں تامل کیا تو نقاب پوش یقیناً گولی چلا دے گا۔ چنانچہ وہ فوراً دیوار کی طرف منہ کرکے کھڑی ہو گئی۔ نقاب پوش نے آگے بڑھ کر خاصی قوت سے ریوالور کا دستہ اس کے سر پر دے مارا۔ اور مادام باساشی لڑکھڑانے لگی۔ نقاب پوش نے ایک اور ضرب لگائی اور وہ بے ہوش ہو کر نیچے آ گری۔ اس کے نیچے گرتے ہی نقاب پوش

نے جیب سے رومال نکالا اور پھر مادام باماشی کی کلائی پر باندھ دیا۔ کیونکہ کلائی سے بڑی تیزی
سے خون نکل رہا تھا۔ اور خطرہ تھا کہ اگر خون کچھ دیر اور اسی طرح بہتا رہا تو کہیں مادام باماشی
بے ہوشی کے عالم میں ہی نہ چل بسے اور نقاب پوش اسے زندہ رکھنا چاہتا تھا۔ نعمانی کے
سر پر بڑا ساگومڑ ابھر آیا تھا۔ ضرب شاید اتنے زور کی نہیں پڑی تھی کہ سر پھٹ جاتا۔ نقاب پوش
نے کوٹ کے کالر میں لگی ہوئی پن نکالی اور نعمانی کی ناک میں اس سے ہلکی سی خراش ڈال
دی۔ دوسرے لمحے نعمانی کسمسایا اور پھر اسے زور کی چھینک آئی اور وہ ہوش میں آگیا
نقاب پوش کو نعمانی کے ہوش میں لانے کے لیے فوری طور پر یہی ترکیب سمجھ میں آئی
تھی اور وہ کامیاب بھی رہا۔ نعمانی نے ہوش میں آتے ہی ایک لمحے تک تو بے خیالی کے
عالم میں ادھر اُدھر دیکھا۔ پھر یک دم اٹھ کر بیٹھ گیا۔ نقاب پوش نے چہرے سے نقاب
اتار دیا۔

"تنویر تم ــــ" نعمانی نقاب پوش کا چہرہ دیکھ کر حیرت سے بولا۔

"ہاں نعمانی تمہارا سگنل ملتے ہی میں کوٹھی کی پشت پر آیا اور پھر تمہارے موٹر سائیکل کو
اوپر رکھے ہوئے پتھروں نے میری بھی مدد کی اور میں دیوار پھاند گیا۔ وہاں سے عمارت کی
پشت والی کھڑکی سے اندر گھس گیا۔ جس سے شاید تم اندر گئے تھے۔ پھر اس نوجوان "تنویر
نے نمبر سکس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "کے پیچھے پیچھے اس کمرے تک پہنچ گیا۔"

"کیا تم نے مادام کو بھی گولی ماردی" ــــ نعمان نے بے ہوش مادام طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔

"نہیں صرف بے ہوش ہے۔ میں نے اسے گولی مارنے سے گریز کیا۔ کیونکہ یہ مجھے
یہاں کی سربراہ معلوم ہوتی تھی اور میں نے سوچا۔ ہوسکتا ہے ایکسٹو اسے زندہ گرفتار
کرنا زیادہ پسند کرے۔"

"یہ تم نے اچھا کیا کہ اسے گولی نہیں ماری۔ میرا اپنا ارادہ اسے بے ہوش کر کے یہاں

سے لے جانے کا تھا" ــــ نعمانی نے کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔ جلدی سے نکل چلو۔ کہیں گڑبڑ نہ ہو جائے۔ اور ہم پھنس جائیں" ــــ
تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے چلو" ــــ نعمانی نے کہا۔

"میں مادام کو اٹھا لیتا ہوں تم تو زخمی ہو" ــــ تنویر نے مادام کی طرف بڑھتے ہوئے
کہا۔

"ہاں اب تو تمہارے ہاتھ بہانہ آگیا۔ ویسے دھیان رکھنا عورت خاصی جوان ہے"
نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر بھی مسکرا دیا۔ اور پھر تنویر نے بے ہوش مادام کو کاندھے
پر لادا۔ اور وہ دونوں دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکلے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ باؤنڈری
وال تک بغیر کسی مقابلے کے پہنچ گئے۔

"اب مسئلہ ہے باہر نکلنے کا" ــــ نعمانی نے دیوار کے قریب پہنچ کر کہا۔

"یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں تم میرے کاندھوں پر سوار ہو کر دیوار پر چڑھ جاؤ" ــــ
تنویر نے جواب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ دراصل چوٹ سے میرے ذہن پر اثر پڑا ہے۔ اور پھر مادام کو اٹھانے
سے تمہاری عقل بھی خاصی تیز ہو گئی ہے"

"بس تم باتیں نہ بناؤ اور جلدی کرو" ــــ تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ نہ
جانے وہ کیوں اچھے موڈ میں تھا۔ شاید دو آدمیوں کو قتل کر کے وہ اپنے تشدد پسندانہ
ذہن کو تسکین دے چکا تھا۔

نعمانی نے جلدی سے اس کے کاندھوں پر پیر رکھے اور پھر تنویر کھڑا ہو گیا۔ نعمانی
بڑی آسانی سے دیوار پر چڑھ گیا۔

"اب اسے لو" ــــ تنویر نے بے ہوش مادام کو اٹھا کر اوپر کرتے ہوئے کہا۔

اور نعمانی نے مادام کو اوپر دیوار پر کھینچ لیا۔

"اب مجھے کھینچو" ـــــــ تنویر نے کہا۔

"یہ البتہ مشکل ہے" ـــــــ نعمانی نے دیوار پر لیٹ کر ہاتھ نیچے کرتے ہوئے کہ اور پھر چند لمحوں کی کوشش کے بعد تنویر بھی نعمانی کے سہارے دیوار پر چڑھ گیا۔ پھر تنویر دوسری طرف کود گیا۔ مادام کو نعمانی نے نیچے لٹکایا تنویر نے پکڑ لیا۔ پھر نعمانی بھی نیچے اُتر آیا

"تمہارا موٹر سائیکل کہاں ہے" ـــــــ نعمانی نے تنویر سے پوچھا۔

"ساتھ والی کوٹھی کی دیوار کے پاس کھڑا ہے" ـــــــ تنویر نے جواب دیا۔

"اب اسے لے جانے کا مسئلہ ہے" ـــــــ نعمانی نے کہا۔

"ہاں ـــــــ مگر اب اس کے علاوہ اور کیا کیا جا سکتا ہے کہ اسے آگے موٹر سائیکل پر ڈال کر لے جایا جائے"

"ٹھیک ہے۔ مگر خیال رکھنا اندھیرے اور کم ٹریفک والے راستوں سے گزرنا" ـــــــ نعمانی نے کہا۔

"ہاں ایسا ہی کرنا پڑے گا۔ ورنہ اگر کسی نے دیکھ لیا تو مصیبت کھڑی کر دے گا" ـــــــ اور پھر تنویر نے بے ہوش مادام کو موٹر سائیکل کی ٹینکی پر ڈال کر موٹر سائیکل اسٹارٹ کر دیا۔ اب ان کا رخ دانش منزل کی طرف تھا۔

صوفیہ کو روم نمبر تھری میں بند کر دیا گیا۔ روم نمبر تھری ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کا صرف ایک ہی دروازہ تھا۔ کمرے میں کسی قسم کا فرنیچر بھی نہیں تھا۔ صرف چھت کے قریب ایک چھوٹا سا روشندان تھا۔ جس میں مضبوط سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ باقی دیواریں سپاٹ تھیں۔ دروازہ بند ہوتے ہی صوفیہ نے کانوں میں پہنے ہوئے ٹاپس اتارے اور پھر ایک ٹاپس کی پشت سے ایک باریک تار نکال کر دوسرے میں اٹکا دی۔ تار لگتے ہی دونوں ٹاپس جگمگا اٹھے اس نے ایک ٹاپس کو منہ کے قریب لے آتے ہوئے کہا۔

"ہیلو، ہیلو مادام باساشی اسپیکنگ" ـــــــ وہ چند لمحے تک یہی فقرہ دہراتی رہی دوسرا ٹاپس اس نے کان سے لگایا ہوا تھا۔ چند لمحے بعد دوسری طرف سے آواز آنی شروع ہو گئی۔

"ہیلو ایم بی۔ تھری ون اسپیکنگ" ـــــــ آواز مردانہ تھی۔

"نمبر ون۔ ایم بی تھری کو رپورٹ دو کہ ایم بی ٹو مشن میں کامیاب ہو چکی ہے۔ مگر عمران وہاں پہنچ گیا ہے اور اب وہ قید میں ہے"

"ہیلو کیا آپ ایم بی ٹو بول رہی ہیں" ـــــــ دوسری طرف سے آواز آئی

"ہاں" ـــــــ مادام باساشی نے عزاتے ہوئے کہا۔

"او۔کے مادام رپورٹ پہنچا دی جائے گی۔ مگر آپ۔۔۔"

" تم میری فکر نہ کرو۔ میں یہاں سے نکلنے کی خود ہی ترکیب سوچ لوں گی۔ صرف مادام باساشی کو رپورٹ دو۔"

" اوور اینڈ آل" ـــــ مادام باساشی نے کہا اور ٹالپس سے تار علیحدہ کر دی۔ چند لمحوں بعد اس نے ٹالپس ٹھیک کر کے دوبارہ کانوں میں لگا لیے۔ اب اس نے غور سے چاروں طرف دیکھا۔ مگر وہ سپاٹ سنگی دیواروں کو ہی گھور کر رہ گئی۔ روشندان سے روشنی آ رہی تھی۔ شاید روشندان کسی گیلری میں تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر اس دیوار کو ہاتھوں سے کھٹکھٹانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں تک وہ دیوار ہاتھوں سے بجا کر دیکھتی رہی۔ وہ دیوار کی موٹائی کا اندازہ کرنا چاہتی تھی۔ پھر اس نے ہاتھ میں پہنی ہوئی انگوٹھی کو اتارا۔ یہ وہی انگوٹھی تھی۔ جس میں اس نے فائل کے فوٹو محفوظ کیے تھے۔ اس نے انگوٹھی کے پشتی دائرے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ایک مخصوص انداز میں کھینچا۔ تو دائرے کے دونوں ونگ کھل گئے۔ ایک ونگ پر مکھی کے سر سے بھی چھوٹا ابھرا ہوا بٹن تھا۔ اس نے دوسرے ونگ کا سرا دیوار کے ساتھ لگایا اور بٹن کو دبانا شروع کر دیا۔ انگوٹھی سے سرسراہٹ کی آواز آنا شروع ہو گئی۔ دوسرے کو دیوار کے ساتھ ایک بڑے دائرے میں گھماتی چلی گئی۔ ایک بڑا دائرہ بنا کر اس نے دوبارہ دونوں بازوؤں کو جھٹکے سے برابر کر دیا۔ اور پھر انگوٹھی انگلی میں پہن لی۔ جس دائرے پر اس نے انگوٹھی گھمائی تھی۔ وہاں ایک پتلی سی لکیر بن گئی تھی۔ وہ چند لمحے تک بغور دیوار کو دیکھتی رہی اور پھر یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کہ اس دائرے کے اندر سے سیمنٹ یوں سیال بن کر نیچے کمرے میں بہنے لگا۔ جیسے سیمنٹ میں پانی ملا کر اسے پتلا کر دیا گیا ہو۔ تقریباً دس منٹ بعد دیوار کی وہ جگہ خلا بن چکی تھی۔ اور کنکریٹ کے مضبوط بلاک سیال بن کر فرش پر بہہ گئے۔ دوسری طرف بنی ہوئی گیلری صاف نظر آ رہی تھی۔ دوسرے لمحے وہ خلا سے نکل کر گیلری میں آ گئی۔ گیلری میں آنے کے بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی بائیں طرف چل

پڑی۔ تھوڑی دیر بعد گھوم کر وہ دوبارہ صوفے والے کمرے کے سامنے موجود تھی۔ دروازہ لاک نہیں تھا۔ اس نے پھرتی سے دروازہ کھولا اور اندر گھس گئی۔ اس نے کمرے کی بتی نہیں جلائی۔ بلکہ اندازے سے وہ باتھ روم کا دروازہ کھول کر اندر چلی گئی۔ اس نے باتھ روم کی بتی جلائی۔ اور پھر الماری سے اس نے ایک چھوٹا سا بکس اٹھایا اور فرش پر پڑا ہوا خنجر اٹھا کر اس نے گون کے اندر چھپا لیا۔ اور پھر جس طرح وہ اندر داخل ہوئی تھی۔ اسی طرح چپکے سے باہر نکل گئی۔ تقریباً دو تین گیلریاں گھوم کر اس نے ایک دروازے پر دستک دی۔ ابھی تک اس کا ٹکراؤ کسی بھی محافظ یا دوسرے فرد سے نہیں ہوا تھا۔ چند لمحے بعد دروازہ کھلا اور ایک جوان لڑکی نے باہر جھانکا۔

" معاف کیجئے کیا میں حاضر ہو سکتی ہوں" ـــــ مادام باساشی نے بڑے اخلاق سے کہا۔

" آیئے آیئے" ـــــ لڑکی نے پیچھے ہٹ کر اسے اندر آنے کو کہا اور مادام باساشی داخل ہو گئی۔

" مجھے شی چی کہتے ہیں" ـــــ مادام باساشی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" میرا نام روبی ہے" ـــــ لڑکی نے بھی اپنا تعارف کرایا۔

" آپ کون سے شعبے میں کام کرتی ہیں"

" آپ کیوں پوچھ رہی ہیں" ـــــ لڑکی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" ویسے ہی ـــــ میں بھی یہاں لیبارٹری شعبے کی ورکر ہوں"

" لیکن آپ تو جاپانی ہیں" ـــــ روبی نے غور سے اس کی شکل دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ـــــ میں آن ڈیپوٹیشن یہاں آئی ہوں"

" اچھا ـــــ اچھا میں یہاں کے شعبہ نمبر چار میں کام کرتی ہوں" ـــــ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن معاف کیجیے مس روبی میرے پاس وقت کم ہے اور دشمن میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں" ـــــ باساشی نے گون کے اندر ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب" ـــــ روبی نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے پوچھا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی آنکھیں کرب اور حیرت سے پھٹ گئیں۔ باساشی کے ہاتھ میں ایک بجلی سی چمکی اور خنجر ٹھیک روبی کے دل میں پیوست ہوگیا۔ روبی آہ بھی نہ کر سکی۔ وہ ایک بار دوبار تڑپی اور پھر ٹھنڈی ہوگئی۔ مادام باساشی نے اطمینان سے اٹھ کر کمرے کی چٹخنی چڑھا دی اور پھر باتھ روم سے جا کر آئینہ اور ایک ڈبے میں پانی بھر کر لے آئی۔ اور اس نے باکس کھول کر اپنے اوپر روبی کا میک اپ شروع کر دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ روبی کا میک اپ کر چکی تھی۔ پھر اس نے پھرتی سے روبی کے سینے میں دستے تک پیوست خنجر نکالا اور خنجر کے پے در پے وار کر کے روبی کا چہرہ مسخ کرنا شروع کر دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر اس نے رومال نکالا اور خنجر کا پھل اور دستہ اچھی طرح صاف کر دیا۔ اور پھر وہ کپڑوں کی الماری کی طرف بڑھی۔ اس نے اسکرٹ نکالا اور اسے پہننے لگی۔ اب وہ بالکل روبی کا روپ دھار چکی تھی اس نے خنجر زیر جامے میں لٹکایا۔ اور دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ اب اسے قدرے اطمینان ہوگیا تھا۔ کیونکہ فوری طور پر اسے کوئی نہیں پہچان سکتا تھا۔ مختلف گیلریوں سے گزرنے کے بعد اس نے ایک کمرے کے دروازے پر دستک دی۔

"کم ان" ـــــ اندر سے آواز آئی۔

باساشی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ یہ ایک آفس تھا۔ یہاں ایک لڑکی میز کے پیچھے بیٹھی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔

"فرمایئے" ـــــ اس کی آنکھوں میں شناسائی کی جھلک نہ تھی۔

مادام خاموشی سے اس کے قریب آئی۔ اور اس نے اسکرٹ اوپر اٹھانا شروع

کر دیا۔ لڑکی بڑی حیرت سے اس کی یہ حرکت دیکھنے لگی اور زیر جامے تک جیسے ہی اسکرٹ آیا۔ مادام نے پھرتی سے خنجر گھسیٹ لیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ لڑکی کوئی احتجاج کرتی خنجر اس کے سینے میں دستے تک گھس گیا۔ مادام باساشی نے پھرتی سے گرتی ہوئی لڑکی کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ تاکہ وہ چیخ نہ سکے۔ لڑکی کی دم توڑتی ہوئی آنکھوں میں اتنی حسرت اور کرب تھا کہ ایک لمحے کے لیے مادام کا رواں رواں کانپ اٹھا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے سر جھٹک دیا۔

"ہوں ـــــ انسان تو پیدا ہی مرنے کے لیے ہوتا ہے۔ آج نہیں تو کل اور اگر اس کے مرنے میں میرا فائدہ ہو تو کون سی بُری بات ہے" ـــــ وہ بڑبڑائی۔

واقعی مادام کا دل گوشت پوست کا نہیں پتھر کا تھا۔ اس نے مردہ لڑکی کا سر میز پر رکھ دیا۔ اور خنجر گھسیٹ کر اسے لڑکی کے کپڑوں سے ہی پونچھا اور پھر زیر جامے میں اڑس لیا۔ اس نے اسکرٹ نیچے کیا۔ اور پھر جھک کر میز پر لگا ہوا سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ ساتھ والی دیوار میں دروازہ نمودار ہوا۔ وہ دروازے سے اندر گھس گئی۔ یہ ایک چھوٹی سی لفٹ تھی۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی لفٹ اٹھنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا۔ اور وہ باہر نکلی اور پھر جیسے ہی وہ ایک موڑ مڑی ایک رائفل کی نالی اس کی کمر سے لگ گئی۔

"کوڈ" ـــــ ایک غراتی ہوئی آواز آئی۔

یہ ایک چھوٹی سی گیلری تھی جو سنسان تھی۔ مادام کو آج کا کوڈ معلوم نہیں تھا۔ اس لیے وہ محافظ کو کیا بتاتی۔ بس وہ پھرتی سے مڑی اور دوسرے لمحے ایک زوردار مکہ محافظ کی کنپٹی پر پڑا۔ مادام نے رائفل اس کے ہاتھ سے چھین لی۔ محافظ جو اس حملے کے لیے قطعی تیار نہ تھا۔ سُن ہو کر رہ گیا۔ اسی لمحے مادام نے رائفل نالی سے پکڑ کر گھمائی۔ محافظ نے بچنے کی لاشعوری کوشش کی مگر بٹ اس کی گردن پر پڑا۔ اور وہ ہلکی سی چیخ مار کر وہیں ڈھیر ہوگیا۔ مادام نے رائفل محافظ

کے لیے ہوش جسم پر رکھی اور یوں آگے بڑھ گئی۔ جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔ گیلری طے کرنے کے بعد وہ جیسے ہی مڑی ۔ اس کے سامنے گیٹ تھا، جو بند تھا۔ مین گیٹ کی سائیڈ میں ایک کیبن تھا۔ اس نے بے دھڑک ہو کر کیبن کا دروازہ کھولا۔ اندر دو نوجوان بیٹھے کام کر رہے تھے۔ باساشی کے اندر داخل ہوتے ہی انہوں نے چونک کر سر اٹھایا۔

"گیٹ کھولیے"۔۔۔۔ باساشی نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" پاس دکھائیے"۔۔۔۔ ان میں سے ایک نوجوان جو انچارج معلوم ہوتا تھا نے باسا
کے تحکمانہ لہجے پر قدرے ناگواری سے کہا۔

اتنے میں ٹیلیفون کی گھنٹی بجی دوسرے نوجوان نے رسیور اٹھا لیا وہ چند لمحے تک سنتا رہا۔ پھر او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"مجھے باس نے بلایا ہے سر"۔۔۔۔ اس نے انچارج سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"جاؤ"۔۔۔۔ انچارج نے کہا اور نوجوان تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اس کے باہر نکلتے ہی باساشی جو خاموش کھڑی تھی۔ اچانک اس نے میز پر پڑا ہوا گلدان اٹھا کر نوجوان کے سر پر مارا۔ مگر نوجوان نے اضطراری طور پر سر جھکا لیا۔ گلدان پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا نوجوان پھرتی سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر دوسرا لمحہ اسے مہنگا پڑا۔ اب باساشی کے ہاتھ میں خنجر تھا۔ اس نے خنجر کو جھٹکا دیا۔ اور خنجر تیر کی طرح اڑتا ہوا نوجوان کے سینے میں پیوست ہوگیا۔ وہ جھٹکے سے پیچھے جا گرا۔

باساشی پھرتی سے آگے بڑھی اور پھر اس نے ٹیبل پر لگے دو بٹن جن میں سے ایک سرخ رنگ کا تھا۔ اور ایک سبز رنگ کا۔ سبز رنگ کا بٹن دبا دیا۔ اس کا اندازہ تھا کہ سبز رنگ کا بٹن گیٹ کھولنے کے لیے اور سرخ بند کرنے کے لیے ہوگا۔ اور وہ صحیح ثابت ہوا۔ بٹن دبتے ہی اس نے گیٹ کھلنے کی آواز سنی وہ بغیر نوجوان کی طرف دیکھے تیر کی طرح کیبن سے باہر آ گئی اور دوسرے لمحے وہ گیٹ سے باہر جا رہی تھی۔ اس کے باہر نکلتے

مین گیٹ خود بخود بند ہوگیا۔ شاید یہ برقی نظام کے تحت تھا۔ گیٹ جیسے ہی بند ہوا۔ اسی لمحے باہر جانے والا نوجوان ہانپتا ہوا کیبن میں داخل ہوا اور پھر وہاں اپنے انچارج کی لاش دیکھ کر اس کے منہ سے زوردار چیخ نکل گئی اور باساشی مین گیٹ سے باہر نکلتے ہی تیزی سے سڑک پر چلنے لگی۔ چند لمحے بعد ایک کار اس کے قریب آ کر رکی۔

"ایم ۔ بی"۔۔۔۔ کار میں بیٹھے ہوئے نوجوان نے دھیرے سے کہا۔

"یس۔ ایم۔ بی۔ ٹو"۔۔۔۔ مادام نے چونک کر جواب دیا۔

"آئیے"۔۔۔۔ نوجوان نے دروازہ کھول دیا۔ مادام باساشی پھرتی سے کار میں بیٹھ گئی اور دوسرے لمحے کار ہوا سے باتیں کرنے لگی۔

تنویر اور نعمانی اندھیری سڑکوں پر موٹر سائیکل بھگاتے آخر کار بغیر کسی رکاوٹ کے دانش منزل کے گیٹ تک پہنچ گئے۔ دانش منزل کا گیٹ بند تھا۔ دونوں نے موٹر سائیکل گیٹ کے قریب جا کر روک لیے۔ پھر نعمانی نے آگے بڑھ کر گیٹ کی سائیڈ والی دیوار پر لگا ہوا کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ پھر وہ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہوگیا۔ اسے علم تھا کہ گھنٹی بجتے ہی گیٹ کے باہر کا تمام منظر ایکسٹو ایک مخصوص سکرین پر دیکھ لے گا۔ اس لیے قدرے مودبانہ انداز میں کھڑے تھے۔ ایک لمحے بعد گیٹ بغیر آواز پیدا کیے کھلنا شروع ہوگیا۔ انہوں نے موٹر سائیکل دوبارہ سٹارٹ کی اور پھر وہ کھلے ہوئے گیٹ سے اندر کمپاؤنڈ میں چلے گئے۔ گیٹ ان کے

اندر جاتے ہی دوبارہ بند ہو گیا۔ انہوں نے موٹر سائیکل برآمدے کے قریب جا کر روک دیں۔ اور پھر بے ہوش مادام باساشی کو کاندھے پر ڈال کر لاک اپ روم کی طرف بڑھ گئے۔ لاک اپ روم کا ہینڈل انہوں نے دبایا تو دروازہ بڑی آسانی سے کھل گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا مادام باساشی کو ایک صوفے پر لٹا دیا اور پھر وہ الٹے قدموں لاک اپ روم سے باہر نکل آئے۔ دروازہ بند کر دیا۔ انہیں پتہ تھا کہ اب یہ دروازہ اسی وقت کھل سکتا ہے جب ایکسٹو چاہے۔ ورنہ دنیا کی کوئی طاقت یہ دروازہ نہ کھول سکتی تھی۔ دروازہ بند کر کے دونوں ممبرز روم کی طرف بڑھ گئے۔ وہاں پہنچتے ہی ٹرانسمیٹر سے زوں زوں کی آوازیں آنے لگیں۔ نعمانی نے آگے بڑھ کر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ممبرز ——— ایکسٹو سپیکنگ اوور" ——— ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی مخصوص آواز آئی۔

"سر میں نعمانی بول رہا ہوں میرے ساتھ تنویر بھی ہے" ——— نعمانی نے جواب دیا۔

"رپورٹ اوور"

اور پھر نعمانی نے تمام کہانی بیان کر دی۔

"ہوں ——— نعمانی اور تنویر میں آج تم لوگوں سے بہت خوش ہوں۔ اس لڑکی کو یہاں لے آ کر تم دونوں نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ وہ میرے لیے باعثِ صدمہ ہے کہ آپ لوگ اب اپنے دماغ سے بھی کام لے کر سچویشن پر قابو پا لیتے ہیں" ——— ایکسٹو کا لہجہ انتہا سے زیادہ نرم اور خوشگوار تھا۔ ایکسٹو کی طرف سے شاباش کا سن کر خوشی سے دونوں کے چہرے گلنار ہو گئے۔ ان کا دماغ آسمانوں پر اڑنے لگا۔ کیونکہ شاذونادر ہی کسی کی تعریف کیا کرتا تھا۔ اور ایکسٹو کا تعریف کرنا ہی ان کی خوشیوں کی معراج تھی۔

"بس اب تم دونوں جا سکتے ہو" ——— ایکسٹو نے کہا۔

اور ٹرانسمیٹر کا بلب بجھ گیا۔ دونوں خاموشی سے کمرے سے باہر نکلے اور پھر چند لمحے بعد ان کی موٹر سائیکلیں گیٹ سے باہر نکل گئیں۔ بلیک زیرو اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھا سکرین پر ان دونوں کو باہر جاتے دیکھ رہا تھا۔ جب گیٹ بند ہوا تو اس نے ایک طویل سانس لی۔ نعمانی کی رپورٹ سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ لاک اپ روم میں مادام باساشی موجود ہے اور اگر واقعی یہ مادام باساشی ہے تو یہ ایک بہت بڑا کارنامہ تھا۔ اس نے میز پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور پھر اٹھ کر وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لاک اپ روم کے سامنے موجود تھا۔ اس نے جیب میں ریوالور کی موجودگی کا اطمینان کیا۔ اور پھر ہینڈل کو ایک مخصوص انداز سے گھمایا۔ اس کے چہرے پر نقاب لگا ہوا تھا۔ دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہو گیا۔ اس نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔ سامنے صوفے پر خوبصورت جاپانی لڑکی ابھی تک بیہوش پڑی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر باساشی کی طرف بڑھا۔ اس نے شیشی کا ڈھکنا کھول کر بے ہوش مادام کی ناک سے ایک لمحے کے لیے لگایا اور پھر دوبارہ اس پر ڈھکنا لگا دیا۔ ایک منٹ سے بھی کم وقفے میں مادام باساشی کو ہوش آ گیا۔ اس نے پہلے تو آنکھیں کھول کر حیرت سے ادھر ادھر دیکھا۔ جیسے وہ سمجھ نہ سکی ہو کہ وہ کہاں ہے اور پھر اس کی نظر جونہی بلیک زیرو پر پڑی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"مم ——— میں کہاں ہوں" ——— اس نے بوکھلا کر پوچھا۔ بلیک زیرو خاموشی سے صوفے پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا آپ اپنے آپ کو بہتر محسوس کر رہی ہیں مادام باساشی" ——— بلیک زیرو نے اندھیرے میں تیر پھینکا۔ وہ دراصل اس کا ردعمل دیکھنا چاہتا تھا۔ اور نتیجہ اس کے حق میں رہا۔ مادام باساشی جو پہلے ہی بوکھلائی ہوئی تھی۔ اس اچانک ذہنی جھٹکے کو نہ سہار سکی

وہ اپنا نام سن کر یوں اچھلی جیسے اس نے بجلی کی ننگی تار کو چھو لیا ہو۔

"آپ کون ہیں" ـــــ وہ اپنی حیرت کو چھپا نہ سکی۔

"اس سے آپ کو کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیئے"

"لیکن میرا نام مادام باساشی نہیں ہے" ـــــ اب مادام باساشی کچھ سنبھل گئی تھی۔

"پھر کیا ہے" ـــــ بلیک زیرو کی آواز میں تلخی تھی۔

"ریٹا چی"

"کیا آپ سچ کہہ رہی ہیں"

"بالکل" ـــــ مادام باساشی نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"تو پھر بتایئے کہ آپ کا اس ملک میں آمد کا مقصد کیا ہے"

"صرف تفریح"

"تو کیا آپ کے پاس پاسپورٹ اور دیگر ضروری کاغذات ہیں"

"بالکل"

"ہوں! ـــــ اچھا ایک اور بات آپ نے وزارت دفاع کی عمارت سے نقشہ چرانے کے لیے اپنے آدمی کیوں بھیجے تھے" ـــــ بلیک زیرو کی آواز میں اعتماد تھا۔ مادام باساشی ایک دفعہ پھر چونک پڑی۔ لیکن فوراً ہی اپنے اوپر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"یہ غلط ہے میرا وزارت دفاع اور نقشے سے کیا تعلق ہے"

"کیا سبز رنگ کی ڈاج اس کوٹھی میں موجود نہیں تھی۔ جہاں سے آپ کو لایا گیا"

"موجود تھی۔ لیکن"

"بس مجھے قائل کرنے کی کوشش نہ کیجیئے۔ میں آپ کے متعلق سب کچھ جانتا ہوں" ـــــ بلیک زیرو نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"فی الحال آپ آرام کیجیئے۔ کیونکہ آپ تھکی ہوئی ہیں۔ تفصیلی باتیں بعد میں ہوں گی مگر

ایک خیال رکھیئے اس کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کیجیئے۔ کیونکہ آپ اس میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکیں گی" ـــــ یہ کہہ کر بلیک زیرو تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور پھر اس نے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا۔ وہ دراصل عمران کا انتظار کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے صرف بنیادی باتیں پوچھنے پر ہی اکتفا کیا۔ وہ دوبارہ آپریشن روم میں آ کر بیٹھ گیا اور عمران کی کال کا انتظار کرنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران فیکٹری گیا ہوا ہے۔ ویسے اسے عمران کے وہاں جانے کی وجہ کا ابھی تک علم نہیں تھا۔ کیونکہ عمران نے جاتے وقت صرف اتنا بتایا تھا کہ وہ فیکٹری جا رہا ہے۔ کافی دیر بعد ٹرانسمیٹر پر کال سنائی دی۔ اس نے بٹن آن کیا۔

"ہیلو ایکسٹو سپیکنگ" ـــــ اس کی آواز میں غراہٹ تھی۔

"بلیک زیرو میں عمران بول رہا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"اوہ عمران صاحب میں آپ کا کافی دیر سے انتظار کر رہا ہوں" ـــــ بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں ـــــ کیا میں تمہارا شوہر ہوں"

"میں سمجھا نہیں" ـــــ بلیک زیرو نے حیرت سے جواب دیا۔

"ارے بھائی انتظار تو بیویاں اپنے شوہر کا کیا کرتی ہیں۔ تم کب سے میرا انتظار کرنے لگے۔

اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس دیا۔

"دراصل قصہ یہ ہے کہ اس وقت دانش منزل میں ایک اہم شخصیت مقید ہے"

"سسپنس مت پیدا کرو" ـــــ عمران کے لہجے میں تحکم آ گیا۔ بلیک زیرو سنبھل گیا۔

"تنویر اور نعمانی مادام باساشی کو اغوا کر کے لے آئے ہیں"

"مادام باساشی کو" ـــــ عمران کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"جی ہاں" ـــــ بلیک زیرو نے قدرے فخر سے کہا۔

"اچھا پھر تو تمہارا انتظار کرنا بالکل حق بجانب تھا میں آرہا ہوں" ـــــ اور ٹرانسمیٹر بند ہو گیا۔ بلیک زیرو ٹرانسمیٹر بند کر کے مسکرا پڑا۔ اسے اپنے باس پر فخر تھا۔ جو اتنی پہلو دار شخصیت کا مالک تھا کہ بلیک زیرو بھی اس کے اتنے قریب رہتے ہوئے بھی اسے پورے طور پر آج تک نہ سمجھ سکا تھا۔ چند لمحے بعد اس نے گیٹ بیل سنی اور پھر اس نے گیٹ اسکرین آن کر دیا۔ گیٹ پر عمران تھا۔ چند لمحے بعد گیٹ کھولنے کا بٹن آن کیا اور اسکرین بند کر دی۔ چند منٹ بعد عمران آپریشن روم میں موجود تھا۔

"مادام باساشی کو کیسے اغوا کیا گیا" ـــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

اور بلیک زیرو نے نعمانی اور تنویر کی پوری رپورٹ دہرا دی۔

"تم نے مادام سے انٹرویو لیا؟"

اور بلیک زیرو نے اپنی اور مادام کی بات چیت بھی دہرا دی۔

"چلو پھر میں ذرا مادام باساشی کے درشن کر لوں" ـــــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں چلتے ہوئے لاک اپ روم میں پہنچے۔ عمران نے دروازہ کھولا۔ اور پھر یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ مادام باساشی صوفے پر ٹانگیں پھیلائے بڑے سکون اور اطمینان سے سو رہی تھی۔ عمران نے دروازہ زور سے بند کیا۔ کھٹکے کی آواز سن کر باساشی کی آنکھ کھل گئی۔ دو آدمیوں کو اندر آتا دیکھ کر وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ بلیک زیرو کے چہرے پر نقاب تھا۔

"مجھے عمران کہتے ہیں مادام باساشی" ـــــ عمران نے قدرے جھک کر اپنا تعارف کرایا

"عمران" ـــــ مادام باساشی چونک پڑی۔

"جی ہاں ـــــ مگر آپ کا اعتراض ہو تو بدل لوں۔"

"میرے اعتراض کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے" ـــــ مادام باساشی نے مسکراتے ئے کہا۔

"معاف کیجئے مادام سوال کوئی پودا یا جھاڑی تو نہیں کہ پیدا ہوتا ہے"

"آپ نے غلط لفظ استعمال کیا ہے۔"

"آپ نے مجھے یہاں کیوں قید کیا ہوا ہے" ـــــ مادام باساشی نے اس کے فقرے نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے اس بارے میں" ـــــ عمران نے الٹا اس سے سوال کر دیا۔

"میرا خیال ہے آپ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ اور کسی مادام باساشی کے بدلے مجھے لائے ہیں" ـــــ مادام باساشی نے بڑے سکون سے جواب دیا۔

اس بات کو چھوڑئیے کہ آپ مادام باساشی ہیں یا نہیں۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ آپ ہیں۔ آپ تو صرف اتنا بتائیے کہ آپ کی دو اور ساتھی عورتیں جو اپنے آپ کو مادام باساشی اتی ہیں کہاں مل سکتی ہیں۔"

"میری ساتھی عورتیں! ـــــ میں ایک بار پھر کہتی ہوں کہ آپ کسی غلط فہمی میں ہیں۔"

"آپ خودکشی تو نہیں کریں گی" ـــــ عمران نے اچانک سوال کیا۔

"خودکشی ـــــ ! کیا مطلب" ـــــ مادام اچانک اس سوال سے بوکھلا گئی

"اب آپ کو خودکشی کا مطلب بھی سمجھانا پڑے گا۔"

"مطلب تو میں جانتی ہوں۔ مگر میں خودکشی کیوں کرنے لگی۔"

"اس لئے کہ جس کے ساتھ میں آپ کی شادی کرا رہا ہوں۔ وہ افریقہ کے اس قبیلے تعلق رکھتا ہے جو عورت خور ہے" ـــــ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"شادی" ـــــ مادام باساشی کے چہرے پر یکدم حیرت اور خوف کے ملے جلے

تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"ہاں ـــــ دراصل میں کافی عرصے سے چاہتا تھا کہ تجربہ کروں کہ ایک حبشی
اور ایک جاپانی عورت کی جوڑی ملانے سے کس قسم کی اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے
آپ کو اغوا بھی کیا گیا تھا" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا بلیک زیرو
دل ہی دل میں مسکرا دیا۔

"آپ کہیں پاگل تو نہیں" ـــــ مادام باساشی نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"مسٹر نقاب پوش ذرا جوزف کو تو بلوائیے۔ میں مادام باساشی کا ان کے دولہا
تعارف کرا دوں" ـــــ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا اور بلیک
خاموشی سے اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ آپ کو اس کا حق نہیں پہنچتا" ـــــ مادام باساشی چیخنے لگی۔

"کوئی بات نہیں شادی تو آپ نے بہرحال کسی نہ کسی سے کرنی ہی تھی۔ اگر لگے ہاتھوں
تجربہ ہو جائے تو آپ کو کیا اعتراض ہے" ـــــ عمران کے چہرے پر بے انتہا
تھی۔ اتنے میں بلیک زیرو کمرے میں آ گیا۔

"جوزف آ رہا ہے" ـــــ اس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ عمران نے مختصر سا جواب دیا۔

"مجھے جانے دو۔ تم لوگ پاگل ہو۔ میں ایک منٹ بھی یہاں نہیں رہ سکتی" ـــــ
مادام باساشی بگڑ کر کھڑی ہو گئی۔

"خاموشی سے بیٹھ جائیے۔ ورنہ ہو سکتا ہے آپ شادی سے پہلے ہی ملک عدم کو
ہو جائیں۔ اور میرا تجربہ ادھورا رہ جائے"

"شٹ اپ ـــــ تم بدتمیز ہو۔ تمہیں عورتوں سے بات کرنے کا طریقہ بھی نہیں
آتا۔"

"اچھا تو کیا عورتوں سے بات کرنے کے لیے کسی ٹیکنیکل سنٹر میں باقاعدہ ٹریننگ لینی پڑتی
ہے" ـــــ عمران نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

عمران نے ریوالور نکال کر سامنے کر لیا۔ باساشی ریوالور دیکھ کر ایک جھٹکے سے واپس صوفے
پر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر خوف بھی تھا اور غصہ بھی۔

تھوڑی دیر بعد گھنٹی کی آواز سنائی دی۔ عمران اٹھ کر باہر چلا گیا۔ چند لمحے بعد جوزف کمرے
میں داخل ہوا۔ اس نے خاکی وردی پہنی ہوئی تھی۔ اور بیلٹ کی دونوں جانب ریوالور لٹکے
ہوئے تھے۔

"کیا بات ہے باس" ـــــ اس نے فوجی انداز میں عمران کو سلام کرتے ہوئے کہا

"دیکھو جوزف میں چاہتا ہوں کہ تم مادام باساشی سے شادی کر لو"

"کیا خیال ہے" ـــــ عمران نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شادی ـــــ مگر باس ......" جوزف اس اچانک حملے سے
گڑبڑا گیا۔

"یہ میرا حکم ہے جوزف" ـــــ عمران نے اسے ہلکی سی آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ جوزف
سمجھ گیا کہ کوئی چکر ہے۔

"جیسا آپ کا حکم باس ـــــ بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے" ـــــ جوزف نے
ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"بس دھیان رکھنا اپنے قبیلے کی روایت پر جاتے ہوئے اسے کھا نہ جانا" ـــــ
عمران نے اسے ایک بار پھر اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مگر باس" ـــــ جوزف نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ ہاں میں اپنا تجربہ کر کے پھر تمہیں اس کی بھی اجازت دے دوں گا۔
ویسے اتنی تمہیں اجازت ہے کہ اگر تم چاہو تو اس کی ٹانگیں اور بازو وغیرہ کی ہڈیاں

توڑ سکتے ہو۔ تاکہ تمہارے تشدد پسندانہ جذبات کو قدرے تسکین مل جائے" ——— عمران نے مادام کو اور زیادہ خوفزدہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں خدا کے لیے مجھے اس درندے سے بچاؤ" ——— مادام باساشی اب خوف کی شدت سے چیخ اٹھی۔

جوزف کو دیکھ کر وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئی تھی اور پھر ہڈیاں توڑنے والی بات سن کر ضبط کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

"ایک ہی صورت ہے کہ تم مجھے سچ سچ بتا دو کہ اصل مادام باساشی کون ہے اور باقی دو مادام باساشیاں کہاں ہیں۔ اور تم لوگوں کا اصل مشن کیا ہے۔ اگر تمام تفصیل سے آگاہ کر دو تو جوزف تمہاری خاطر میں اپنا تجربہ نہیں کروں گا۔ یہ تجربہ پھر کبھی سہی" ۔ عمران نے براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"مم ——— مم تت ———" مادام باساشی نے کچھ کہنا چاہا۔

"جواب ہاں میں یا نہ میں ——— پر اتنا خیال رہے کہ اگر تم نے جواب نہیں دیا تو میں اٹھ کر چلا جاؤں گا۔ اور پھر جوزف اور تم"

مادام باساشی نے ایک دفعہ جوزف کی طرف دیکھا اور پھر اس کی دہکتی ہوئی سرخ سرخ آنکھیں دیکھ کر چیخ اٹھی۔

"اس درندے کو باہر نکالو۔ میں تمہیں سب کچھ سچ سچ بتا دوں گی"

"جوزف تم کمرے کے باہر ٹھہرو" ——— عمران نے جوزف کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

جوزف خاموشی سے باہر چلا گیا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں اس مصیبت سے چھوٹ جانے پر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کر رہا تھا۔ ورنہ عمران کے لہجے میں جو گہری سنجیدگی تھی۔ اس پر جوزف گھبرا گیا تھا۔ عمران سے کچھ بعید بھی نہ تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا تھا۔

کر نہ گزرتا۔ اور پھر جوزف کے لیے اس کے سوا اور کیا چارہ ہوتا کہ وہ خودکشی کر لے۔ کیونکہ کسی عورت اور پھر وہ بھی سفید نسل سے قربت کے تصور سے ہی اسے نفرت تھی۔

ادھر عمران نے انتہائی دلکش چال چلی تھی اسے علم تھا کہ جاپانی عورتیں فطری طور پر افریقی حبشیوں سے شدید نفرت کرتی تھیں۔ اور ان کا یہ رویہ تو اب عالمی ضرب المثل کے طور پر مانا جاتا تھا۔ عمران کا علم تھا کہ جاپانی لوگ اور پھر سیکرٹ ایجنٹ اور خصوصاً مادام باساشی جیسی ذہین اور چالاک عزت جان دینا گوارا کر لیتی ہے۔ لیکن ایک لفظ بھی بتانے پر تیار نہ ہوتی۔ اس لیے اس نے یہ چال چلی تھی۔ ایک نفسیاتی چال جو بظاہر انتہائی مضحکہ خیز معلوم ہوتی تھی کہ ایک سیکرٹ ایجنٹ عورت اور پھر اتنی مکار۔ ذہین اور چالاک اس سادگی سے اس طرح شکست کھا جائے گی۔ لیکن باساشی لاکھ سیکرٹ ایجنٹ ہو لیکن پھر بھی ایک عورت تھی۔ اور ادھر عمران کے اندازے شاذ و نادر ہی غلط ہوتے تھے۔ چنانچہ اس بار بھی یہی ہوا۔ اس کا یہ سادہ اور مضحکہ خیز حربہ انتہائی کامیاب ثابت ہوا۔ اور مادام باساشی بغیر کسی تشدد کے سب کچھ بتلانے پر تیار ہو گئی تھی۔

ھیٹو کو تاک دن چی کے قتل اور مادام کے غائب ہو جانے کا اس وقت علم ہوا جب کہ مادام کو اغوا کیے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ وہ ایم۔ بی۔ لڑکے فیکٹری سے نکلنے کی رپورٹ مادام کو بتلانے گیا۔ اور وہاں جا کر اسے علم ہوا کہ پانسہ ہی بدل چکا ہے

وہ غصے سے اپنی ہی بوٹیاں نوچ کر رہ گیا۔ مادام کی غیر حاضری میں چونکہ وہ انچارج کے فرائض انجام دیتا تھا۔ اس وقت بھی وہ اسی کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ جہاں یہ سب ڈرامہ ہوا تھا۔ تاک وان چی اور دوسرے آدمی کی لاشیں اٹھوائی گئی تھیں۔ وہ آئندہ کا لائحہ عمل سوچنا چاہتا تھا۔ چند لمحے بعد اس کے ذہن میں ایک چھپاکا ہوا۔ اور دوسرے لمحے وہ اچھل پڑا۔ اس نے پھرتی سے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا۔ اور پھر وہ اپنے آدمیوں کو فوراً کوٹھی خالی کرنے کا حکم دے رہا تھا۔ کیونکہ اسے خیال آیا تھا کہ مادام کے اغواء کے بعد یہ کوٹھی بھی محفوظ نہیں رہی۔ تھوڑی دیر بعد کوٹھی سے مشتبہ چیزیں ہٹا کر اسے خالی کر دیا گیا۔ اور ہیٹو اور اس کے کارکن ہاؤسنگ سوسائٹی کی ایک اور کوٹھی میں منتقل ہو گئے۔ جو حفظ ماتقدم کے طور پر پہلے ہی مادام نے کرائے پر لے رکھی تھی۔

ہیٹو اس وقت نئی کوٹھی کے ایک کمرے میں بیٹھا گہری سوچ میں غرق تھا۔ اس کا دماغ مادام باساتنی کے اغوا کے واقعہ پر الجھا ہوا تھا کہ مادام کو کون سی پارٹی اس دیدہ دلیری سے اغوا کر سکتی ہے۔ رہ رہ کر اس کا خیال عمران کی طرف ہی جاتا تھا۔ لیکن عمران کا اسے علم تھا۔ کہ عمران فیکٹری میں موجود ہے۔ اس نے اپنے کارکن فیکٹری کے گرد پھیلا دیئے تھے۔ تاکہ جب بھی عمران فیکٹری سے نکلے وہ اس کا تعاقب کریں۔ اور اسے رپورٹ دیں۔ اور اب وہ ان کی رپورٹ کے انتظار میں تھا۔ چند لمحے بعد اسے سامنے میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر میں سے ہلکی ہلکی آواز آنے لگی۔ ہیٹو نے پھرتی سے اٹھ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ایم۔ بی۔ تھری۔ اوور" ـــــ ٹرانسمیٹر سے آواز آ رہی تھی۔

"یس ہیٹو اسپیکنگ دس اینڈ اوور" ـــــ ہیٹو نے غراتے ہوئے کہا۔

"سر عمران کا پتہ لگا لیا گیا ہے۔ وہ فیکٹری سے نکل کر چیرنگ کراس کی داہنی روڈ پر واقع ایک عظیم الشان عمارت میں گیا ہے اوور"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ عمران ہی تھا اوور" ـــــ ہیٹو نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یس سر۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے مختصر جواب آیا۔

"تم کہاں سے بول رہے ہو۔ اوور" ـــــ ہیٹو نے پوچھا۔

"اس عمارت کے قریب سے سر اوور"

"ٹھیک ہے۔ تم کارکنوں کو مطلع کر دو کہ وہ اس عمارت کے قریب ہی رہیں میں خود آ رہا ہوں۔ ایم۔ بی تھری ضرور اس عمارت میں ہوگی اوور"

"او۔ کے سر۔ اوور"

"اوور اینڈ آل" ـــــ ہیٹو نے کہا اور بٹن آف کر دیا۔

"عمران آج میں ہر قیمت پر تم سے انتقام لوں گا" ـــــ ہیٹو بڑبڑایا۔ غصے سے اس کی آنکھوں سے نفرت کی چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ اس نے الماری سے ایک ریوالور جس پر سائیلنسر لگا ہوا تھا۔ نکال کر جیب میں رکھا۔ اور ایک شکاری چاقو بھی اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ دروازے پر پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لیے ٹھٹھکا پھر وہ واپس مڑا۔ اور اس نے دو دستی بم بھی الماری سے نکال کر پینٹ کی جیب میں رکھ لیے۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھا چیرنگ کراس کی طرف جا رہا تھا۔

"یس۔ کم ان" ـــــــ مادام باساشی نے دروازہ پر دستک کی آواز سن کر کہا۔ دروازہ کھلا۔ اور ایک مقامی نوجوان مؤدبانہ انداز میں اندر داخل ہوا۔ سامنے باساشی ایک آرام کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ وہی مادام باساشی تھی۔ جس کے کان کی آدھی لو کیپٹن شکیل کے فائر سے اڑ گئی تھی۔

"مادام عمران کا پتہ لگا لیا گیا ہے" ـــــــ نوجوان نے قدرے جھکتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا ویری گڈ۔ کہاں ہے وہ" ـــــــ مادام باساشی اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں یک بیک چمک آ گئی تھی۔

"مادام اسے ایک کارکن نے اچانک چیئرنگ کراس پر چیک کر لیا۔ اور پھر اس کے تعاقب سے معلوم ہوا ہے کہ وہ چیئرنگ کراس کی بائیں روڈ پر ایک وسیع و عریض اور عظیم الشان عمارت میں گیا ہے"

"یہ کس وقت کی بات ہے"

"زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ پہلے کی" ـــــــ نوجوان نے جواب دیا۔

"او کے تمام کارکنوں کو میرا حکم دے دو کہ وہ مسلح ہو کر اس عمارت کو گھیر لیں۔ آج ہم اس عمارت پر ریڈ کریں گے۔ اور آج میں نے ہر صورت میں اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ آج عمران

کو بہر حال قتل ہونا چاہیئے۔ اگر آج ہم پہلے کی طرح ناکام رہے۔ تو عمران پھر گم ہو جائے گا۔ اور ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے رہ جائیں گے" ـــــــ مادام باساشی نے نوجوان کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"او کے مادام۔ میں ابھی تمام کارکنوں کو مطلع کئے دیتا ہوں"

"ہاں اور مطلع کرنے کے بعد تم میرا باہر انتظار کرو۔ میں آ رہی ہوں"

"او۔ کے" ـــــــ نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ مادام باساشی نے دروازہ بند کر کے کپڑے تبدیل کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے سیاہ چست پتلون اور سیاہ قمیض پہنی۔ قمیض کے اوپر اس نے جیکٹ پہنی اور پھر جیکٹ کی جیب میں ریوالور رکھ کر وہ کمرے سے باہر نکل آئی۔ باہر برآمدے میں وہی نوجوان کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"تمام کو مطلع کر دیا نمبر فائیو"

"یس مادام میرے خیال میں وہ لوگ وہاں پہنچ گئے ہوں گے"

"او کے" ـــــــ گاڑی میں بیٹھو" ـــــــ مادام نے کہا اور پھر وہ دونوں پورچ میں کھڑی ہوئی ایک چھوٹی سپورٹ کار میں سوار ہو گئے۔ گاڑی وہی نوجوان ڈرائیو کر رہا تھا۔ کوٹھی سے نکل کر ان کی گاڑی کا رخ چیئرنگ کراس کی طرف ہو گیا۔

ہیٹو نے چیرنگ کراس پہنچ کر ٹیکسی چھوڑ دی۔ اب وہ پیدل اس عمارت کی طرف جا رہا تھا۔ بائیں روڈ پر چلتے ہوئے کافی دور سے اسے وہ عظیم الشان عمارت نظر آنے لگی۔ عمارت پر مکمل تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ابھی وہ عمارت سے ڈیڑھ دو سو گز دور ہی تھا کہ ایک نوجوان اس کے قریب آیا۔

"آپ کے پاس ماچس ہے جناب" ــــــ اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ عمران اس عمارت سے نکلا تو نہیں" ــــــ ہیٹو نے پوچھا۔

"نہیں جناب ابھی تک وہ عمارت میں ہی ہے"

"دیکھو پہلے میں اکیلا ہی عمارت میں داخل ہوں گا۔ پھر جیسا مناسب ہوگا۔ میں واچ ٹرانسمیٹر پر تمہیں احکام دوں گا"

"ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں" ــــــ نوجوان نے کہا اور پھر ہیٹو نے ماچس نکال کر اسے دی۔

اس نے ماچس سے اپنا سگریٹ جلایا اور پھر شکریئے کے طور پر اپنا سر جھکاتے ہوئے واپس مڑ گیا۔ ہیٹو نے ماچس دوبارہ جیب میں رکھی۔ اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ عمارت کے قریب پہنچ گیا۔ عمارت کی بیرونی دیواریں بے انتہا بلند تھیں۔ کنکریٹ کی بنی ہوئی تھیں۔ دیواروں کے اوپر خاردار تار لگی ہوئی تھی۔ پھاٹک بھی فولاد کا بنا ہوا

تھا۔ اور کافی وسیع و عریض تھا۔ ہیٹو ایک دفعہ تو ساری عمارت کے گرد گھوم گیا۔ اسے کوئی جگہ بھی ایسی نظر نہیں آئی۔ جہاں سے وہ اس عمارت میں داخل ہو سکتا۔ اس کا خیال تھا کہ کوئی کوٹھی نما عمارت ہوگی۔ لیکن یہ تو پورا قلعہ تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ کیا کیا جائے۔ عمارت کے اندر داخل ہونا بھی ایک مسئلہ بن گیا تھا۔ آخر اس نے براہ راست خطرہ مول لینے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ وہ خاموشی سے چلتا ہوا پھاٹک پر پہنچا۔ اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ مسر پر پہنی ہی فلیٹ کو اس نے کچھ اور جھکا لیا۔ کافی دیر تک وہ گھنٹی بجنے کے رد عمل کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس نے ایک دفعہ پھر کال بیل کا [illegible] دبایا اس بار رد عمل جلدی ہی ہو گیا۔ پھاٹک آہستہ آہستہ کھلنا شروع ہو گیا۔ اور پھر اسے پھاٹک میں ایک قوی ہیکل دیو قامت حبشی کھڑا نظر آیا۔ جس نے خاکی وردی پہنی ہوئی تھی۔ اور اس کی بیلٹ کی دونوں سائیڈوں سے ریوالور لٹکے ہوئے تھے۔ ہیٹو خود بھی کافی قوی ہیکل اور جسیم شخصیت کا مالک تھا۔ لیکن اس حبشی کے سامنے وہ اپنے آپ کو بونا ہی محسوس کر رہا تھا۔

"کیا بات ہے" ــــــ حبشی نے جو کہ جوزف تھا۔ انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا۔

"مجھے اس عمارت کے مالک سے ملنا ہے" ــــــ ہیٹو نے لہجے کو نرم رکھتے ہوئے کہا

"کیوں" ــــــ اس بار جوزف کی آواز میں تلخی تھی۔

"تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیئے" ــــــ اب کہ ہیٹو کا لہجہ بھی کرخت تھا

"بھاگ جاؤ" ــــــ جوزف نے کہا اور پھر پھاٹک بند کرنے لگا۔ مگر ہیٹو نے ایک دم جمپ پر چھلانگ لگا دی۔

جوزف چونکہ اس قسم کے اقدام کے لیے قطعی تیار نہ تھا۔ دھکے سے اندر جا گرا۔ ہیٹو بھی اس کے ساتھ ہی پھاٹک کے اندر پہنچ گیا۔ اور پھر جوزف نے اٹھنے میں بے حد پھرتی دکھائی۔ مگر ہیٹو کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔

"خاموشی سے میرے آگے آگے چلو ورنہ گولی مار کر ڈھیر کر دوں گا" ــــــ ہیٹو

نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور جوزف یوں مسکرا دیا۔ جیسے بزرگ کسی بچے کی شرارت پر مسکرایا کرتے ہیں۔

"کیا تم اس کھلونے کے زور پر مجھے حکم دے رہے ہو"۔۔۔۔ جوزف نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ اگر اب کوئی لفظ منہ سے نکالا تو میں فائر کر دوں گا"۔۔۔۔ ہیٹو نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ جوزف کی لاپرواہی سے چڑ گیا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ جوزف کچھ کہتا پیچھے سے عمران کی آواز آئی۔

"کیا بات ہے جوزف۔ یہ کون ہے"۔۔۔۔ ہیٹو نے بھی عمران کی آواز پہچان لی کیونکہ پہلے وہ ایک دفعہ ایک ہوٹل میں اسے دیکھ چکا تھا۔ لیکن اس وقت اسے عمران پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں ملی تھی۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ آواز کے رخ پر فائر کر دیا۔ مگر دوسرے لمحے اسے ایسا محسوس ہوا۔ جیسے وہ ہوا میں اڑ گیا ہو۔ جوزف کی دونوں لاتیں اس کے سینے پر پڑی تھیں اور وہ اچھل کر ایک طرف جا گرا۔ جوزف نے ہولسٹر سے ریوالور کھینچ کر اٹھتے ہوئے ہیٹو پر گولی چلا دی۔ مگر ہیٹو پھرتی سے کروٹ بدل گیا۔

"ٹھہرو جوزف گولی مت چلاؤ"۔۔۔۔ اچانک اس کے قریب سے عمران کی آواز آئی اور جوزف دوسرا فائر کرتے کرتے رک گیا۔ عمران جوزف کے قریب آ کر رک گیا۔ ہیٹو بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"اسے اندر کمرے میں لے چلو"۔۔۔۔ عمران نے ہیٹو کے خد و خال پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ پہلی ہی نظر میں پہچان گیا تھا کہ یہ کوئی جاپانی ہے۔ گو بہت کم جاپانی اس قدر ضخامت کے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہیٹو تھا۔ بہرحال اتنا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ مادام باساشی کا ساتھی ہے۔

"خاموشی سے اندر چلو مسٹر تمہاری قسمت اچھی تھی کہ باس نے مجھے روک دیا"۔۔۔۔ جوزف نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

اور ہیٹو نہ جانے کیوں خاموشی سے برآمدے کی طرف چلنے لگا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ اگر یہ واقعی مادام باساشی کا ساتھی ہے۔ تو اسے کس طرح علم ہو گیا کہ مادام باساشی دانش منزل میں ہے۔ کیا نعمانی اور تنویر کا تعاقب ہوا ہے۔

اتنے میں وہ لاک اپ روم کے سامنے آ گئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

"اندر چلو"۔۔۔۔ جوزف نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر ہیٹو کے ساتھ ساتھ جوزف اور عمران بھی اندر داخل ہو گئے۔ مادام باساشی نے جب ہیٹو کو اندر داخل ہوتے دیکھا تو اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"ہیٹو تم"۔۔۔۔ اس نے حیرت سے کہا۔

"یس مادام"۔۔۔۔ ہیٹو نے جھک کر آداب بجا لاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مادام باساشی کچھ کہتی ہیٹو یکدم اچھل کر عمران پر آ پڑا۔ عمران کے لیے چونکہ یہ فلائنگ کک غیر متوقع تھی۔ اس لیے وہ اس کے دھکے سے لڑکھڑا کر پیچھے ہٹ گیا۔ جوزف نے ریوالور تان لیا۔ مگر مادام باساشی نے اچانک اپنی جگہ سے جمپ لیا اور دوسرے لمحے جوزف کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور مادام باساشی کے ہاتھ میں تھا۔ مادام باساشی نے ریوالور کی نال جوزف کی کمر سے لگا دی۔

ادھر عمران اور ہیٹو کے درمیان لڑائی ہو رہی تھی۔ عمران ابھی تک دفاع ہی کر رہا تھا۔ اس نے ابھی تک حملہ نہیں کیا تھا۔ وہ ہیٹو کے وار روکنے پر ہی اکتفا کر رہا تھا۔ جوزف کو مادام باساشی کی اس حرکت پر اتنا غصہ آیا کہ اس نے اچانک پلٹ کر ریوالور پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے باساشی کو گردن سے پکڑ کر اچھال دیا۔ مادام باساشی چیختی ہوئی سامنے دیوار سے جا ٹکرائی۔ اب ریوالور جوزف کے ہاتھ میں تھا۔

"ٹھہرو جوزف گولی مت چلانا ذرا ہیٹو کو اپنے دل کی بھڑاس نکال لینے دو"۔۔۔۔ عمران نے ہانک لگائی۔

جوزف رک گیا۔ اس نے صرف مادام باساشی کو کور کرنے پر اکتفا کیا۔

"ذرا زور دکھاؤ مسٹر ہیٹو کیا مداریوں کی طرح اچھل کود رہے ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے ہیٹو کا وار بچاتے ہوئے کہا۔

اور ہیٹو حملہ کرتے کرتے اچانک رک گیا۔ دوسرے لمحے اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اب اس کے ہاتھ میں چاقو تھا۔ پلک جھپکنے میں اس نے چاقو کھول لیا۔ چاقو کا لمبا پھل بجلی کی طرح چمک رہا تھا۔

"چلو تم یہ بھی حسرت نکال لو"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

ہیٹو کے چاقو پکڑنے کا انداز اس قسم کا تھا کہ جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ہیٹو چاقو زنی کے فن میں ماہر کا درجہ رکھتا ہے۔ مادام باساشی اور جوزف خاموشی سے کھڑے دیکھ رہے تھے۔ ہیٹو اپنی جگہ پر کھڑا چاقو لہرا رہا تھا۔ اور عمران اس کے سامنے کھڑا چاقو کی طرف دیکھ رہا تھا۔ گو عمران کے چہرے پر لاپرواہی تھی۔ مگر اس کی نظریں چاقو پر جمی ہوئی تھیں۔ چاقو لہراتے لہراتے اچانک ہیٹو نے حملہ کر دیا۔ مگر دوسرے لمحے ہیٹو کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی اور ہوا میں اڑتا ہوا سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ چاقو اب عمران کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے چاقو ایک طرف پھینک دیا۔ ہیٹو کا سر دیوار سے پوری قوت سے ٹکرایا تھا۔ چنانچہ وہ کراہ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔ اور پھر اس نے ہاتھ جیب میں ڈالا اور دوسرے لمحے عمران چونک پڑا۔ جب اس نے ہیٹو کے ہاتھ میں دستی بم دیکھا۔

"نہیں ہیٹو نہیں"۔۔۔۔۔ مادام باساشی بھی ہیٹو کے ہاتھ میں دستی بم دیکھ کر بے اختیار چیخ اٹھی۔

مگر ہیٹو نے پھرتی سے دستی بم کی پن دانتوں سے کھینچنی چاہی۔ مگر عمران کی لات اس کے منہ پر پڑی۔ عمران کی لات سے دستی بم اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ جسے عمران ہوا ہی میں کیچ کر لیا۔ مگر دوسرے لمحے سب بری طرح چونک پڑے جب کہ باہر

زوردار دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ یقیناً دستی بم کا تھا۔ ایک لمحے کے لیے سب سن ہو گئے۔ اور پھر تو ایسا محسوس ہوا۔ جیسے باہر گولیوں اور دھماکوں کا طوفان آگیا ہو۔ اس وقفے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہیٹو نے جیب سے ایک اور بم نکال لیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس پر جھپٹتا ہیٹو نے پھرتی سے اس کی پن دانتوں سے کھینچ لی۔ مگر دوسرے لمحے جوزف کے ریوالور سے نکلی ہوئی گولی اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بم پر پڑی۔ اور پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ دستی بم ہیٹو کے ہاتھ میں ہی پھٹ گیا اور ہیٹو کے چیتھڑے ہوا میں بکھر گئے۔ دھماکہ اتنا زوردار تھا کہ کمرے کے درودیوار ہل گئے۔ مگر کمرہ چونکہ انتہائی مضبوط میٹریل سے بنایا گیا تھا اس لیے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

"جوزف مادام کو نیچے لے جاؤ"۔۔۔۔۔ عمران نے دروازہ کھول کر باہر لپکتے ہوئے جوزف کو حکم دیا۔

اور جوزف نے مادام باساشی کو ہاتھوں پر اٹھا لیا۔ باہر کمپاؤنڈ میدان جنگ میں تبدیل ہو چکا تھا۔ گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا۔ جیسے دو پارٹیاں آپس میں ٹکرا گئی ہوں پھر عمران کو ایک سایہ سا ستونوں کی آڑ لیتا ہوا اپنی طرف بڑھتا نظر آیا۔ عمران نے جیب سے ریوالور نکالا اور اس پر فائر جھونک دیا۔ مگر سایہ پھرتی سے ستونوں کی آڑ میں ہو گیا

جوزف باساشی کو ہاتھ میں اٹھائے برآمدے میں آیا تو ایک دستی بم اڑتا ہوا اس کے قریب آگرا۔ دھماکہ ہوا۔ اور پھر برآمدہ کی چھت ٹوٹ کر جوزف پر آگری۔ جوزف بے ہوش ہو گیا۔ مادام باساشی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ایک طرف جا گری تھی۔ وہ اس کا صرف پیر ملبے سے زخمی ہوا تھا۔ وہ گھسٹتی ہوئی ایک طرف رینگ گئی۔ عمران چونکہ اس سایہ کی طرف متوجہ تھا۔ اس لیے وہ اسے نہ دیکھ سکا۔ پھر اچانک عمارت میں لگی ہوئی سرخ لائٹیں روشن ہو گئیں اور عمارت کے درودیوار سے گولیوں کا مینہ برسنا شروع ہو گیا۔ چیخوں کا ایک طوفان اٹھا۔ اور پھر مخالف سمت سے آتی ہوئی گولیاں یکدم بند ہو گئیں۔ اتنے میں

پولیس کاروں کے سائرنوں سے فضا گونج اٹھی اب عمارت سے بھی گولیاں برسنی بند ہوگئیں اور حملہ آور بھاگنے لگے۔ وہ سایہ جس پر عمران متوجہ تھا۔ وہ بھی دوبارہ نظر نہ آیا۔ گولیاں چلنی جیسے ہی بند ہوئیں۔ عمران بھاگتا ہوا اس ستون کی طرف بڑھ گیا۔ مگر سایہ غائب تھا پھر پولیس نے عمارت کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد مائیکروفون پر عمارت میں موجود تمام آدمیوں کو ہتھیار ڈال کر ہاتھ اٹھانے کے لیئے کہا گیا۔ عمارت میں موجود ہی صرف دو آدمی تھے جوزف اور عمران۔ جوزف بے ہوش پڑا تھا۔ اور عمران حیران کھڑا دیکھ رہا تھا کہ یہ منظم حملہ کس نے کیا۔ پھر پولیس ہاتھوں میں رائفلیں اٹھائے اندر داخل ہو گئی۔ پھاٹک کو شاید دستی بم سے اڑا دیا تھا۔ سپاہیوں نے عمران کو گھیر لیا۔ سوپر فیاض عمران کو دیکھ کر حیرت سے یوں اچھلا جیسے اس نے کسی بھوت کو دیکھ لیا ہو۔

" تم یہاں" ـــــ اس نے حیرت سے پوچھا۔

" ہاں سوپر، آخر تمہارا استقبال بھی تو کرنا تھا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" زیادہ باتیں مت بناؤ۔ میں تمہیں گرفتار بھی کر سکتا ہوں"

" کر کے دیکھو" ـــــ عمران نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

" انسپکٹر۔ مسٹر عمران کو ہتھکڑی لگا دو" ـــــ فیاض نے غصّے سے چیختے ہوئے ایک انسپکٹر کو حکم دیا۔ اور انسپکٹر آگے بڑھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ قدم اٹھاتا۔ برآمدے میں ایک نقاب پوش ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ وہ بڑے وقار سے ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔

" ہینڈز اپ" ـــــ فیاض ایک دم چیخا۔

مگر نقاب پوش نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ اور وہ آگے بڑھتا رہا۔

" میں کہتا ہوں رک جاؤ۔ اور اپنے ہاتھ اٹھالو۔ ورنہ گولی مار دوں گا" ـــــ فیاض اسے آگے بڑھتا دیکھ کر چیخا۔ اس نے ریوالور تان لیا۔ نقاب پوش اب قریب پہنچ چکا تھا اس نے اپنے کوٹ کا کالر الٹا۔ کالر کے اندر ایک سنہری بیج چمک رہا تھا۔ جس پر X2 کے

لفظ اور ایک مونوگرام کندہ تھا۔ فیاض نے جیسے ہی مونوگرام دیکھا۔ اس کے ولولے یکدم سرد پڑ گئے۔ اس نے بوکھلا کر سیلوٹ کیا۔ اس کو سیلوٹ کرتے دیکھ کر تمام سپاہی اور انسپکٹروں نے بھی سیلوٹ کر دیا۔

" مسٹر فیاض آپ اپنی پولیس کو لے کر واپس چلے جائیں۔ البتہ اگر آپ کے سپاہیوں نے عمارت کے باہر کسی حملہ آور کو گرفتار کیا ہو تو اسے میرے سامنے پیش کیا جائے"۔!

ایکسٹو نے اپنی مخصوص بھرائی ہوئی آواز میں حکم دیا۔ اور فیاض اٹینشن ہو گیا۔ ویسے اس کے چہرے پر سخت مایوسی پھیل گئی۔ کیونکہ آج تو اسے موقع ملا تھا کہ وہ عمران کو ہتھکڑیاں پہنائے۔ مگر اس ایکسٹو کے بچے نے عین موقع پر ٹپک کر سارا معاملہ بگاڑ دیا۔ وہ دل ہی دل میں ایکسٹو کو سینکڑوں صلواتیں سنا رہا تھا۔ مگر منہ سے اسے کہنا پڑا۔

" یس۔ سر"

عمران کھڑا مسکرا رہا تھا۔ فیاض نے ایک انسپکٹر کی طرف مڑ کر کہا۔

" انسپکٹر جتنے آدمی بھی گرفتار ہوئے ہیں انہیں یہاں لے آؤ"

تھوڑی دیر بعد پانچ آدمی ایکسٹو کے سامنے موجود تھے۔ پانچوں کے پانچوں مقامی تھے۔ ان کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔

" بس ان کو چھوڑ کر آپ سب چلے جایئے" ـــــ ایکسٹو نے حکم دیا۔ اور فیاض واپس مڑ گیا۔

اس کے ساتھ ہی تمام پولیس جو اس کے ساتھ تھی۔ خاموشی سے چلی گئی فیاض اس طرح جا رہا تھا۔ جیسے کوئی جواری اپنی سب پونجی جوئے میں ہار کر شکست خوردہ جا رہا ہو۔ چند لمحوں بعد کمپاؤنڈ بالکل خالی ہو گیا۔

" عمران صاحب ادھر برآمدے میں جوزف بیہوش پڑا ہے" ـــــ فیاض کے جاتے ہی بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا" ـــــــ عمران حیرت کی زیادتی سے سن ہوگیا۔

"ہاں برآمدے کی چھت کسی بم سے نیچے آگری تھی" ـــــــ بلیک زیرو نے تفصیل بتلانی چاہی۔ مگر عمران اس کی بات پوری سنے بغیر برآمدے کی طرف بھاگا۔ عمران نے برآمدے کی چھت گرنے کی آواز ضرور سنی تھی۔ لیکن یہ تو اس کے تصور میں بھی نہیں تھا۔ کہ اس کے نیچے جوزف آگیا ہوگا۔ اس کا تو خیال تھا کہ جوزف مادام کو لیکر نیچے تہہ خانوں میں پہنچ گیا ہوگا۔ دوسرے لمحے عمران بھاگتا ہوا برآمدے کے متاثرہ حصے تک پہنچ گیا۔ اس نے وہاں ملبے کے نیچے جوزف کو دبے ہوئے پایا۔ اس نے تیزی سے ملبا ہٹانا شروع کردیا اور پھر بیہوش جوزف کو بازو سے پکڑ کر ملبے کے نیچے سے گھسیٹ لیا۔

بلیک زیرو ریوالور کی زد پر پانچوں قیدیوں کو لے کر تہہ خانہ کی طرف چلا گیا۔ عمران نے جوزف کی نبض دیکھی اور پھر کان لگا کر اس کے دل کی حرکت سنی۔ جوزف کے سر پر اینٹ لگنے سے کافی گہرا زخم آیا تھا۔ لیکن اس کی حالت زیادہ خطرناک نہیں تھی۔ ہاں البتہ اگر اسے فوری طبی امداد نہ ملے تو صورت حال تشویشناک بھی ہو سکتی تھی۔

عمران نے مزید ملبہ ہٹا کر مادام کو تلاش کیا۔ لیکن مادام وہاں نہ ملی۔ عمران حیران رہ گیا تو کیا مادام بچ نکلی ہے۔ کیا وہ فرار ہوگئی ہے۔ لیکن ان سوالات پر اسے مزید غور کرنے کا وقت نہیں ملا۔ کیونکہ جوزف کی حالت اس کے سامنے تھی۔ جوزف کے سر سے ابھی خون نکل رہا تھا۔ اس نے تیزی سے جوزف کو کاندھے پر اٹھایا۔ اور تہہ خانے کی طرف بھاگا۔ جوزف کافی جسیم اور دیو ہیکل تھا۔ لیکن عمران نے اسے اس وقت یوں آسانی سے اٹھالیا جیسے بچہ اپنا کھلونا آسانی سے اٹھالیتا ہے۔ واقعی عمران کے سڈول جسم میں بے پناہ طاقت تھی۔ دانش منزل کے نچلے تہہ خانوں میں ایک باقاعدہ ہسپتال موجود تھا۔ بلیک زیرو نے قیدیوں کو کمرے میں بند کرنے کے بعد ڈاکٹر مسرور کو فون کردیا تھا۔ ڈاکٹر مسرور دانش منزل کے قریب ہی رہتا تھا اور عمران نے اسے سیکرٹ سروس میں شامل اسی لیے کیا تھا۔ تاکہ کسی وقت فوری ضرورت

پڑے تو وہ جلد آسکے۔ ویسے بھی ڈاکٹر مسرور انتہائی ذہین معالج اور ماہر سرجن تھا۔ چند لمحے بعد ڈاکٹر مسرور جوزف کے قریب کھڑا اسے انجکشن لگا رہا تھا۔

"عمران صاحب جوزف خطرے سے باہر ہے" ـــــــ ڈاکٹر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران طویل سانس لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کا رخ اب آپریشن روم کی طرف تھا۔ جہاں بلیک زیرو موجود تھا۔

مادام باساشی کو دانش منزل میں چھوڑ کر تنویر اور نعمانی اکٹھے ہی وہاں سے نکلے۔

"اب کدھر کا ارادہ ہے" ـــــــ تنویر نے باہر نکلتے ہی پوچھا۔

"میں تو اپنے فلیٹ میں جا رہا ہوں۔ رات کافی ہوگئی ہے۔ نیند آرہی ہے" ـــــــ تنویر نے جمائی لیتے ہوئے جواب دیا۔

"ہشت ـــــــ تم لوگوں کو تو سوائے نیند کے آتا ہی کچھ نہیں۔ چلو کسی نائٹ کلب میں چلتے ہیں۔ ذرا برہنہ رقص دیکھیں گے۔ تھوڑی سی ڈرنک بھی ہو جائے گی۔ رات اچھی گزر جائے گی" ـــــــ تنویر نے تجویز پیش کی۔

"مجھے تو معاف رکھیے۔ تنویر صاحب برہنہ رقص سے مجھے کوئی دل چسپی نہیں۔ اور شراب اگر پی لی اور تم جانتے ہو ایکسٹو کو ضرور پتہ لگ جاتا ہے۔ اور پھر جو ہمارا حشر ہوگا۔

اس سے بہتر ہے۔ آرام سے بستر میں جاکر سویا جائے۔

"نہ جانے کن بور لوگوں سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ ہر وقت ایکسٹو کا خوف۔ ایکسٹو نہ ہوا جن بھوت ہو گیا" ـــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کم از کم میں تو ایکسٹو کو بھوت ہی سمجھتا ہوں" ـــــ نعمانی نے جواب دیا۔

"اوکے پھر تم جاؤ۔ میں اپنی رات بستر میں سو کر ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ بائی بائی" ـــــ تنویر نے موٹر سائیکل کا رخ ایک اور سڑک کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"بائی۔ بائی" ـــــ نعمانی نے بھی جواباً ہاتھ ہلایا۔ اور اس کی موٹر سائیکل سیدھی دوڑتی چلی گئی۔

تنویر کی موٹر سائیکل تیزی سے پرنس نائٹ کلب کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی اور وہ اپنا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے ہلکے سروں میں سیٹی بجا رہا تھا کہ اچانک موڑ سے ایک تیز رفتار کار نمودار ہوئی۔ اور پھر تنویر اگر ذرا ہی اپنی موٹر سائیکل کو گھما نہ لیتا تو ایکسیڈنٹ لازمی تھا۔ یک لخت گھومنے سے موٹر سائیکل سلپ ہو گیا۔ اور تنویر قلابازیاں کھاتا ہوا۔ ایک طرف جا گرا۔ اور اس کا موٹر سائیکل دوسری طرف۔ کار اسی رفتار سے آگے نکلتی چلی گئی۔ تنویر کو کار والوں پر بے حد غصہ آیا۔ اس کے ذہن میں کار چیک کر رہ گئی۔ اور نائٹ کلب وغیرہ کو اس غصے میں بھول ہی گیا۔ اور پھر وہ تیزی سے اٹھا اور ایک طرف پڑی ہوئی موٹر سائیکل کی طرف دوڑا۔ جس کا انجن ابھی تک چل رہا تھا۔ تنویر کو زیادہ چوٹیں تو نہیں آئی تھیں۔ البتہ جسم کے مختلف حصوں پر چوٹیں ضرور لگی تھیں۔ لیکن اس وقت غصے کی شدت میں اس نے چوٹوں کی قطعی پرواہ نہ کی۔ اس نے موٹر سائیکل کا انجن بند کیا۔ اور پھر اٹھا کر سیدھا کیا اور اس پر چڑھ بیٹھا۔ موٹر سائیکل چونکہ سیلف سٹارٹ تھا۔ اس لیے بٹن دبتے ہی اس کا انجن دوبارہ جاگ پڑا۔ موٹر سائیکل بالکل محفوظ تھا۔ تنویر نے گیئر لگائی۔ اور پھر موٹر سائیکل ایک جھٹکے سے آگے بڑھا۔ ٹاپ گیئر لگا کر تنویر نے ایکسیلیٹر فل کر دیا۔ موٹر سائیکل بندوق کی گولی سے بھی

زیادہ رفتار سے بھاگ رہا تھا۔ اور تنویر دانتوں پر دانت جمائے سڑک کی طرف دیکھ رہا تھا۔ غصے سے اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ وہ کار والوں کو خاطر خواہ سبق دینا چاہتا تھا۔ سڑک چونکہ کافی دور تک سیدھی چلی گئی تھی۔ اس لیئے اسے پورا یقین تھا کہ وہ جلد ہی کار کو پکڑ لے گا۔ اور وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد اسے کار کی پچھلی بتیاں صاف نظر آنے لگیں۔ موٹر سائیکل تیر کی طرح آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ لمحہ بہ لمحہ کار سے نزدیک ہوتا جا رہا تھا۔ اچانک کار ایک ذیلی سڑک پر مڑ گئی۔ اور پھر جیسے ہی تنویر کا موٹر سائیکل اس سڑک پر مڑا تنویر نے نجانے کیوں ہیڈ لائٹیں بجھا دیں۔ اور پھر اسے کار ایک کمپاؤنڈ میں مڑتی نظر آئی۔ تنویر جب اس کوٹھی تک پہنچا کوٹھی کا گیٹ بند ہو چکا تھا۔ تنویر ہونٹ کاٹ کر رہ گیا۔ اس کا دل چاہا کہ وہ واپس چلا جائے۔ لیکن پھر اس نے سر جھٹک کر یہ خیال دل سے نکال دیا۔ اس نے موٹر سائیکل ایک طرف درخت کے نیچے لگایا۔ اور خود دوڑتا ہوا کوٹھی کی طرف بڑھا۔ اور پھر ایک درخت کی مدد سے وہ بآسانی پچھلی دیوار پھاند گیا۔ اب وہ تقریباً رینگتا ہوا کوٹھی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اور پھر پانی کے پائپ کے ذریعے وہ چھت تک بآسانی پہنچ گیا۔ سیڑھیوں کا دروازہ اسے کھلا ہوا مل گیا۔ اور چند لمحے بعد وہ ایک گیلری میں تھا۔ ایک کمرے میں اسے روشنی نظر آئی اس نے کی ہول سے جھانک کر دیکھا مگر سامنے پردہ تھا۔ اس لیئے اسے کچھ نظر نہ آسکا۔ ایک لمحے کے لیئے اس نے ادھر اُدھر دیکھا۔ مگر اسے اور کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی۔ جہاں سے وہ اندر جھانک سکتا۔ تب اس نے براہ راست اقدام کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور دوسرے لمحے اس کی زور دار لات سے دروازہ کھل گیا۔ اس نے ریوالور ہاتھ میں پکڑا۔ اور پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو گیا۔ لیکن پھر ٹھٹھک کر رک گیا۔ جب اس کو مشین گن کی نال اپنے سینے کی طرف اٹھی نظر آئی۔ یہ ایک مقامی نوجوان تھا۔ اس کے ساتھ ایک عورت تھی۔ جو حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ریوالور نیچے گرا دو" ـــــ نوجوان نے اسے حکم دیا۔

تنویر نے بے بسی سے ریوالور نیچے گرا دیا۔ اب اسے اپنے اوپر غصہ آ گیا کہ خواہ مخواہ

کس مصیبت میں آن پھنسا۔

"کون ہو تم" ـــــ اب عورت نے سوال کیا۔

"تمہارا شوہر" ـــــ تنویر کو ایک دفعہ پھر غصہ آگیا۔

"شٹ اپ۔ کیا تم پاگل ہو" ـــــ عورت چیخی۔

"میں کہتا ہوں تم لوگ اتنی تیز رفتاری سے کاریں کیوں چلاتے ہو۔ اگر میں اس وقت مر جاتا تو کون ذمہ دار ہوتا" ـــــ تنویر بھی چیخ پڑا۔

"کیسا ایکسیڈنٹ" ـــــ عورت حیرت سے بولی۔

"مادام شاید یہ وہی موٹر سائیکل والا ہے جو پچھلے چوک پر کار سے موٹر سائیکل بچاتے ہوئے گر پڑا تھا" ـــــ نوجوان نے پہلی بار لقمہ دیا۔

"اوہ" ـــــ عورت نے طویل سانس لی۔

"مگر تم نے کیا ہمارا پیچھا کیا تھا" ـــــ عورت نے پوچھا۔

"تو اور کیا مجھے الہام ہو گیا تھا کہ تم اس کوٹھی میں موجود ہو" ـــــ تنویر کا غصہ ابھی تک دور نہیں ہوا تھا۔

"مادام کے سامنے تمیز سے بات کرو۔ ورنہ ابھی ڈھیر کر دوں گا" ـــــ نوجوان نے تنویر کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

تنویر کو غصہ تو بہت آیا لیکن ـــــ وہ بے بسی سے ہونٹ کاٹ کر رہ گیا۔ اب وہ اتنا بیوقوف بھی نہیں تھا کہ جانتے بوجھتے مشین گن کا نشانہ بن جاتا۔

"نمبر فائیو ـــــ ویسے تو یہ بالکل بےقصور ہے۔ لیکن چونکہ اس نے ہمارا پیچھا کر کے ہماری جگہ دیکھ لی ہے۔ اس لیئے اس کی سزا موت ہے۔ اسے گولی مار کر اس کی لاش کوٹھی سے کہیں دور سڑک پر پھینک آؤ" ـــــ عورت نے مشین گن والے نوجوان کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اسے یہیں گولی مار دوں مادام" ـــــ نوجوان نے مؤدبانہ انداز میں پوچھا۔

"نہیں میں ایک ضروری کام کرنا چاہتی ہوں اور پھر یہاں دھماکہ بھی ہوگا تم اسے نیچے ساؤنڈ پروف کمرے میں لے جاؤ" ـــــ مادام نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"او کے مادام" ـــــ نوجوان نے کہا اور پھر تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"چلو مسٹر" ـــــ اس کے لہجے میں تلخی تھی۔ تنویر عجیب پوزیشن میں پھنس گیا تھا لیکن اس وقت مشین گن کے سامنے وہ بےبس تھا۔ اس لیئے خاموشی سے دروازے کی طرف چل پڑا۔

"بائیں طرف چلو" ـــــ نوجوان نے حکم دیا۔

اور پھر تنویر اس کے حکم پر چلتا رہا۔ جلد ہی وہ ایک اور کمرے میں پہنچ گئے۔ نوجوان نے ایک ہاتھ سے بغیر مڑے دروازہ بند کر دیا۔ تنویر کمرے کی ساخت دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔

"اب اپنی آخری خواہش بتا دو مسٹر کیونکہ تم بےگناہی میں مارے جاؤ گے اس کا مجھے افسوس ہے۔ لیکن میں مادام کے حکم کے آگے مجبور ہوں" ـــــ نوجوان کے لہجے میں ہمدردی جھلکتی تھی۔

"میری آخری خواہش ہے کہ" ـــــ تنویر نے اچانک رک کر ایک طرف دیکھا نوجوان بھی لاشعوری طور پر ادھر دیکھنے لگا اور یہی ایک لمحہ تنویر کے لیے کافی تھا۔ اس نے اچانک اچھل کر ایک لات ماری اور مشین گن نوجوان کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا پڑی اور وہ نوجوان لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جا لگا۔ تنویر نے مشین گن کی طرف جمپ لگایا مگر نوجوان بھی کافی پھرتیلا نکلا۔ اس نے بھی جمپ لگایا۔ اور پھر وہ اور تنویر ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے ایک طرف جا پڑے۔ دوسرے لمحے نوجوان کا ہاتھ چل گیا۔ اور تنویر کے پیٹ میں زوردار گھونسہ پڑا۔ تنویر کے جسم میں درد کی ایک تیز لہر دوڑ گئی۔ اور پھر غصے سے پاگل

ہو گیا۔ اس نے وہیں لیٹے لیٹے نوجوان کی گردن پر ساتھ رکھا اور نوجوان قلابازی کھاتا ہوا ساتھ والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس سے پہلے کہ نوجوان اٹھتا تنویر نے ہاتھ بڑھا کر قریب پڑی ہوئی مشین گن اٹھالی۔ اور پھر کمرے میں گولیوں کا طوفان آگیا۔ تنویر نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اور نوجوان کے جسم میں لاتعداد سوراخ ہو گئے۔ نوجوان نے ایک لمحے میں دم توڑ دیا۔ جب تنویر کو یقین ہو گیا کہ نوجوان مر چکا ہے۔ تب ہی اس نے ٹریگر سے انگلی اٹھائی۔ ویسے چونکہ اسے علم تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ اس لیے اس نے زیادہ پرواہ بھی نہیں کی تھی۔ اب اس نے مڑ کر دروازہ کھولا اور مشین گن ہاتھ میں لیے برآمدے میں آگیا۔ اب اس کا رخ دوبارہ اسی کمرے کی طرف تھا۔ جدھر وہ عورت موجود تھی۔ وہ اسے بھی خاطر خواہ مزا چکھانا چاہتا تھا جس نے اس بیدردی سے اس کی موت کا حکم سنایا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کمرے کے موجود تھا۔ کوٹھی میں ان دو کے علاوہ اور کوئی مرد شاید موجود نہیں تھا۔ کیونکہ ابھی کوئی اور سامنے نہیں آیا تھا۔ تنویر نے مشین گن کے بٹ سے دروازہ کھول دیا۔ اور پھر اندر گھس گیا۔ لیکن وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ اب وہاں مقامی عورت کے بجائے ایک خوبصورت اور پرکشش جاپانی لڑکی موجود تھی۔

"تم" ـــــ لڑکی نے تنویر کو وہاں دیکھ کر حیرت سے پوچھا

"وہ عورت کہاں چلی گئی" ـــــ تنویر نے غصے سے بھرپور لہجے میں پوچھا۔

"کون عورت" ـــــ جاپانی لڑکی نے حیرت سے پوچھا۔ ویسے اب اس کی نگاہیں مشین گن پر لگی ہوئی تھیں۔

"جو ابھی یہاں موجود تھی" ـــــ تنویر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ وہ تو چلی گئی" ـــــ لڑکی نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ "مگر تم کون ہو"

"تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔ مجھے چونکہ تم سے کوئی بغض نہیں اس لئے میں تمہیں مارنا نہیں چاہتا۔ لیکن ایک شرط ہے کہ تم اس عورت کے متعلق بتلا دو

کہ وہ کہاں گئی ہے۔ ورنہ اس کے بدلے میں تمہیں ختم کر دوں گا"

"وہ تو کوٹھی سے چلی گئی ہے" ـــــ لڑکی نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ جھوٹ مت بولو لڑکی ورنہ" ـــــ تنویر نے مشین گن کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ مجھے مت مارو۔ خدا کے لیے مجھے مت مارو" ـــــ لڑکی انتہائی خوفزدہ ہو کر پیچھے کی طرف ہٹتی چلی گئی اور پھر اچانک تنویر کو وہ کپڑے نظر آنے لگے۔ جو اس نے عورت کے جسم پر دیکھے تھے۔ وہ ایک صوفے کی پشت پر موجود تھے۔ اس کے ذہن پر ایک جھماکا ہوا۔ اور وہ سب کچھ سمجھ گیا۔

"اچھا تو یہ بات ہے" ـــــ "تم میک اپ میں تھیں" ـــــ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر فوراً ہی اس کی مسکراہٹ ختم ہو گئی۔ جب لڑکی کے پیر نے حرکت کی۔ اور فرش پر پڑی ہوئی چھوٹی میز تیزی سے تنویر کے ہاتھ پر لگی۔ اور اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل گئی۔

"اب سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ لڑکی کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔ اور تنویر جو پھرتی سے مشین گن اٹھانے کے لیے جھک رہا تھا۔ طوعاً و کرہاً سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"بائیں طرف ہٹ جاؤ۔ خبردار اگر کوئی شرارت کی تو فائر کر دوں گی" ـــــ لڑکی کے لہجے میں جنگلی بلی جیسی غراہٹ تھی۔ تنویر کو لڑکی کے لہجے سے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ لڑکی جو کچھ کہہ رہی ہے۔ اس پر بے دریغ عمل بھی کر دے گی۔ اس لیے وہ ایک طرف ہٹ گیا۔

"اس کرسی پر بیٹھ جاؤ" ـــــ لڑکی نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔ تنویر خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ مگر دوسرا لمحہ اس کے لیے بھاری ثابت ہوا۔ جب اس کے سر پر ایک زوردار چوٹ لگی۔ یہ ریوالور کے دستے کی ضرب تھی۔ ایک ضرب اور لگی۔ اور تنویر کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

اور پھر جب اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ کرسی سے بندھا ہوا ہے اور ایک کونے میں وہی جاپانی لڑکی ایک چھوٹی سی مشین گن سامنے رکھ کر اس کا ہیڈ فون کانوں پر چڑھا رہی تھی۔ اس نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔ اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ ٹرانسمیٹر ہے۔ اب وہ خاموشی سے گفتگو سننے لگا۔

" ہیلو مادام باساشی اسپیکنگ، اوور" ——— لڑکی نے کہا۔

اور تنویر چونک پڑا۔ کیونکہ اتنا تو وہ جانتا تھا کہ آج کل ایکسٹو اور اس کی ٹیم مادام باساشی کے کیس پر کام کر رہے ہیں۔

تو کیا میں دانستگی میں اصل مجرم سے آملا ہوں" ——— تنویر نے سوچا۔

" یس مادام میں اپنے مشن میں کامیاب رہی ہوں اوور"

" تھینک یو مادام اوور" ——— اور پھر وہ دوسری طرف سے آنے والی آواز سننے لگی

" اوہ مادام یہ تو بہت برا ہوا۔ اوور"۔

" فائل کے فوٹو میری انگوٹھی میں پڑے ہیں۔ اوور"۔

" او کے مادام میں ابھی ہیڈ کوارٹر آجاتی ہوں۔ اوور"

اور پھر لڑکی جس نے اپنا نام مادام باساشی بتایا تھا۔ ہیڈ فون کانوں سے اتار دیئے اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر ایک الماری میں رکھا اور اب وہ تنویر کی طرف آ رہی تھی تنویر نے آنکھیں بند کر کے دم سادھ لیا تھا۔ مادام باساشی ایک لمحے تک بغور تنویر کی طرف تکتی رہی۔ اور پھر شاید اس نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رُخ تنویر کی طرف کر دیا تنویر نے جب کنکھیوں سے اسے ایسا کرتے دیکھا تو اس نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں

" خوب، تو تمہیں ہوش آگیا"

مادام باساشی نے زہر آلود نظروں سے تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

تنویر خاموش رہا۔

" ٹھیک ہے اب تم ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کر لو گے" ——— اس نے ریوالور کا رُخ تنویر کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

اور تنویر کے جسم سے پسینے بہہ نکلے۔ موت اس سے ایک لمحے کے فاصلے پر تھی۔ اور وہ بندھا ہونے کی وجہ سے بے بس تھا۔ اچانک کمرے میں سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ مادام چونکی اور پھر اس نے ریوالور جیب میں رکھا اور الماری کی طرف بڑھ گئی۔

تنویر نے سوچا شاید یہ قدرت کی طرف سے امداد ہے۔ اب اس وقفے میں اسے آزاد ہو جانا چاہیئے۔ اس نے پشت پر بندھے ہوئے ہاتھوں کو ادھر اُدھر کیا۔ اور پھر اس کی انگشت شہادت والی انگلی ایک رسی پر اٹک گئی۔ اس نے تیزی سے انگلی کا ناخن رسی پر پھیرنا شروع کیا۔ اس کی انگشت شہادت کی انگلی کے ناخن پر مستقل طور پر ایک باریک مگر تیز بلیڈ چڑھا رہتا تھا۔ یہ ایکسٹو کا حکم تھا کہ سب ممبر اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی پر بلیڈ چڑھائے رکھیں۔ اور اس وقت وہی بلیڈ کام آگیا۔ ایک لمحے بعد رسی کٹ گئی۔ اور پھر چند لمحوں بعد تنویر کے ہاتھ آزاد تھے اور باقی جسم پر بندھی ہوئی رسیاں بھی ڈھیلی ہو گئیں۔ اب وہ جس وقت بھی چاہتا ان سے بآسانی آزاد ہو سکتا تھا۔

ادھر مادام باساشی ٹرانسمیٹر پر کسی سے باتوں میں مصروف تھی اور پھر وہ ٹرانسمیٹر بند کر کے دوبارہ تنویر کی طرف بڑھی۔ اور پھر جیسے ہی وہ تنویر کے قریب آئی تنویر نے اچانک اچھل کر سر کی ایک زور دار ٹکر اس کی ناک پر ماری اور مادام الٹ کر پیچھے جا پڑی۔ اور تنویر نے اس کے پیٹ پر لات مارنی چاہی۔ مگر مادام کروٹ بدل گئی اور تنویر عدم توازن کی وجہ سے چکراتا ہوا نیچے گرا۔ اور پھر دوسرے لمحے مادام نے ریوالور نکال کر فائر کر دیا۔ گولی تنویر کے بازو میں لگی اور تنویر کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ مگر وہ پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس سے پہلے کہ مادام دوسرا فائر کرتی تنویر کی لات اس کے ہاتھ پر پڑی۔ اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ تنویر غصے سے پاگل ہو گیا تھا۔ اس نے پھرتی سے مادام کی گردن پر جوڈو کا وار کیا۔ مگر مادام

بھی کم پھرتیلی نہیں تھی۔ وہ پھرتی سے وار بچا گئی۔ اور الٹا تنویر کی کنپٹی پر ایک زوردار مکہ جڑ دیا۔ تنویر چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اور پھر اس نے اچھل کر مادام کے پیٹ پر لات دے ماری مادام ڈکراتی ہوئی نیچے جا گری۔ تنویر نے دیوار کی طرف جمپ لگایا۔ اور پھر جب وہ ریوالور اٹھا کر تیزی سے مڑا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ مادام جمپ لگا کر باہر نکل گئی تھی۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف مڑا۔ مگر پھر رک گیا۔ کیونکہ سامنے فرش پر اس جگہ مادام گری تھی۔ ایک انگوٹھی پڑی چمک رہی تھی۔ اسے یکدم خیال آ گیا کہ مادام ٹرانسمیٹر پیس کو بتا رہی تھی۔ کہ خفیہ فائل کے فوٹو اسی کی انگوٹھی میں بند ہیں۔ اس لیے اس نے لپک کر انگوٹھی اٹھائی اور جلدی سے جیب میں ڈال لیا۔ اب وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اور پھر بھاگتا ہوا برآمدے سے نکل آیا۔ مگر اسی لمحے کمپاؤنڈ میں کھڑی ہوئی کار سٹارٹ ہوئی اور پھر تیزی سے پھاٹک سے باہر نکلتی چلی گئی۔ تنویر نے فائر کیا۔ مگر گولی ٹائر پر نہ لگی اور کار چند ہی لمحوں میں غائب ہو گئی۔ شاید مادام باساشی کو انگوٹھی کے گرنے کا احساس نہیں ہوا تھا۔ تنویر پھاٹک سے نکل کر بھاگا اور اپنے موٹر سائیکل کی طرف بڑھا۔ اور پھر اس نے موٹر سائیکل پر کار کو کافی تلاش کیا۔ لیکن اسے کار نہ مل سکی۔ اور پھر رات کے برباد ہو جانے پر وہ بڑبڑاتا ہوا واپس اپنے فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس بھاگ دوڑ میں انگوٹھی اس کے ذہن سے قطعی نکل گئی تھی۔

جیسے ہی برآمدے کی چھت گری مادام باساشی نے اپنے جسم کو جھٹکا دیا۔ اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر ایک طرف جا گری۔ جبکہ جوزف پر اس نے ملبہ گرتے دیکھا تھا۔ ویسے اس کا خیال تھا کہ جوزف نے جان بوجھ کر اسے دور پھینک دیا ہے اور اس کا خیال بھی صحیح تھا۔ چھت گرنے کا احساس ہوتے ہی جوزف نے اسے یک لخت جھٹکا دے کر دور پھینک دیا۔ تاکہ کم از کم وہ تو بچ جائے۔ کیونکہ اس کی نظر میں اس کی اہمیت زیادہ تھی۔ بہرحال جیسے بھی ہوا مادام باساشی کا صرف پیر زخمی ہوا۔ اور وہ بچ گئی۔ باہر دھماکوں اور گولیوں کا طوفان تھا۔ اسے فوراً اپنے آزاد ہونے کا خیال آیا۔ اور وہ رینگتی ہوئی ایک ستون کے پیچھے چھپ گئی اور پھر اس نے تمام تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ جب پولیس واپس چلی گئی۔ اور عمران بھی ملبہ ہٹا کر جوزف کو اٹھا کر کہیں غائب ہو گیا۔ تو اس نے میدان صاف دیکھا۔ اور پھر وہ چھپتی چھپاتی کمپاؤنڈ سے باہر نکل گئی وہ حیران تھی کہ اچانک یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔ نجانے یہ دھماکے کیسے اور گولیاں کس نے چلائیں۔ کمپاؤنڈ سے نکل کر وہ دوڑتی ہوئی ایک سڑک پر پہنچی۔ ہیٹو کی موت کا اسے کافی صدمہ تھا۔ لیکن ہیٹو کی موت اس کی آزادی کی بنیاد بن گئی تھی۔ اور یہ آزادی بھی اسے اس وقت ملی۔ جب وہ نفسیاتی طور پر خوفزدہ ہو کر عمران کو سب کچھ بتانے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔ اس نے ٹیکسی پکڑی اور پوائنٹ فائیو کی طرف چل دی۔ اب اسے اپنا وہ خوف بے حد مضحکہ خیز

نظر آرہا تھا۔ جو کہ عمران نے جوزف کے ساتھ شادی کا خطرہ ظاہر کر کے اس پر طاری
کر دیا تھا۔ ویسے اب جو کچھ بھی وہ سوچتی۔ لیکن یہ ایک حقیقت تھی کہ اس وقت وہ
بے حد خوفزدہ ہو گئی تھی۔ پوائنٹ فائیو شہر کے مضافاتی علاقے میں ایک کوٹھی تھی۔
جو صرف اس مقصد کے لیے کرایہ پر لی گئی تھی۔ کہ شاید کسی وقت کام آسکے وہاں
ایک الماری میں خفیہ طور پر ٹرانسمیٹر چھپا دیا گیا تھا۔ اب مادام باساشی جانتی تھی کہ وہاں
سے اپنے کارکنوں سے رابطہ قائم کر کے پتہ کرے کہ وہ کہاں ہیں۔ کیونکہ یہ تو اسے سو فیصد
یقین تھا کہ اس کے اغواء ہونے کے بعد وہ کوٹھی ہیٹو نے فوراً چھوڑ دی ہو گی۔ اس
نے اپنی کوٹھی سے ٹیکسی کافی دور چھوڑ دی۔ اور اب وہ پیدل ہی پوائنٹ فائیو کی طرف جانے
لگی۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور چلی ہو گی کہ اسے دور سے ایک کار آندھی اور طوفان کی طرف آتی
نظر آئی۔ وہ پھرتی سے ایک درخت کے پیچھے چھپ گئی۔

کار زائیں کی آواز نکالتی ہوئی گزرتی چلی گئی۔ وہ چند لمحے وہاں کھڑی دیکھتی رہی۔ پھر
وہ دوبارہ کوٹھی کی طرف جانے لگی۔ جب وہ کوٹھی کے قریب پہنچی تو کوٹھی کے پھاٹک
سے ایک تیز رفتار موٹر سائیکل باہر نکلی۔ موٹر سائیکل پر ایک نوجوان تھا۔ وہ حیران رہ گئی کہ یہ
کیا چکر چل رہا ہے۔ اور یہ موٹر سائیکل سوار کون ہو سکتا ہے۔ اور پھر موٹر سائیکل کے نمبروں
پر اس کی نظر پڑ گئی۔ اس نے نمبر ذہن میں محفوظ کر لیے اور پھر وہ کوٹھی میں گھس گئی کوٹھی
خالی تھی۔ لیکن جیسے ہی وہ ساؤنڈ پروف کمرے میں گھسی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی رہ گئیں
جب اس نے نمبر فائیو کو وہاں مردہ پایا۔ اس کے جسم میں گولیوں کے لاتعداد نشان تھے۔

"کیا اسے اسی موٹر سائیکل سوار نے قتل کیا ہے"۔

باساشی نے سوچا۔ لیکن وہ کار میں کون تھا۔ اور یہ سب چکر کیا ہے۔ وہ کافی
دیر تک غور کرنے کے باوجود کچھ نہ سمجھ سکی۔ اور پھر وہ سوچ میں غرق ٹرانسمیٹر والے کمرے
میں گھس گئی۔ اس نے ٹرانسمیٹر نکالا اور ہیڈ فون کانوں پر چڑھا کر اسے آن کرنے لگی

چند لمحے بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو۔ مادام باساشی سپیکنگ۔ اوور"۔

"یس مادام باساشی دس اینڈ اوور" ——— دوسری طرف سے آواز آئی۔

"مادام مجھے عمران کے ساتھیوں نے اغواء کر لیا تھا۔ اور پھر اس نے اپنی گرفتاری
اور رہائی کی تمام تفصیل مادام باساشی کو سنا دی"۔

"اوہ، تم اس وقت عمارت میں موجود تھیں" ——— دوسری طرف سے مادام باساشی
کی حیرت سے بھرپور آواز آئی۔

"جی ہاں"

"پھر تو بڑا اچھا ہے۔ اس عمارت پر میں نے ریڈ کیا تھا۔ مجھے پتہ چلا تھا کہ عمران اس عمارت
میں موجود ہے۔ لیکن وہاں عمارت کے گرد چند دوسرے آدمیوں کا پہرہ بھی تھا۔ اور پھر ہم
نے جیسے ہی ریڈ کیا ہمارا۔ اور ان کا مقابلہ ہو گیا۔ ادھر عمارت سے بھی خلاف توقع گولیوں
کی بارش ہو گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میرے بہت سے کارکن مارے گئے۔ اور میں بصد مشکل اپنی
جان بچا سکی اوور"۔

"مادام ——— ! سخت نقصان ہوا جن لوگوں کا آپ کا عمارت کے باہر مقابلہ ہوا۔ وہ
شاید میرے گروہ کے آدمی تھے۔ جنہیں میرا اسسٹنٹ ہیٹو لیڈ کر رہا تھا۔ ہیٹو نے مجھے
چھڑوانے کے لیے عمارت پر ریڈ کیا تھا۔

تو یقیناً اس کے ساتھ دوسرے آدمی بھی ہوں گے۔ ہیٹو خود مارا گیا" ———
مادام کا لہجہ تاسف سے بھرپور تھا۔

"اوہ یہ تو بہت برا ہوا۔ ہم لوگ آپس میں ہی لڑ مرے۔ لیکن اس سب ہنگامہ
کا ایک فائدہ ہوا کہ آپ اس سے فائدہ اٹھا کر نکل آئیں"۔

"جی ہاں۔ مگر مادام ایم بی لوٹو کا کیا بنا"۔

"اوہ میں تو آپ کو بتانا بھول گئی۔ ایم بی ٹو اپنے مشن میں کامیاب ہو گئی ہے۔ اور اب سے تھوڑی دیر پہلے اسی پوائنٹ فائیو سے اس نے مجھے کال کیا تھا"۔

"اوہ۔ تو یہ ایم بی ٹو تھیں" ——— مادام باساشی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیا مطلب ———؟" دوسری طرف سے حیرت سے بھرپور آواز آئی۔

"مادام یہاں بھی کوئی چکر چلا ہے۔ میرے گروہ کے نمبر فائیو کی لاش ساؤنڈ پروف کمرے میں پڑی ہے اور جس وقت میں آئی مجھے ایک کار جاتی ہوئی ملی۔ اس میں شاید ایم بی ٹو موجود تھیں۔ اندھیرے کی وجہ سے میں پہچان نہ سکی۔ اور جس وقت میں کوٹھی کے قریب پہنچی تو ایک موٹر سائیکل سوار اس میں سے نکلا۔ میں سمجھ نہیں سکی کہ یہ کیا چکر ہے"۔

"خدا جانے وہ کون ہے۔ ویسے اس کی موٹر سائیکل کے نمبر میرے ذہن میں محفوظ ہیں"۔

"چلو ٹھیک ہے۔ شاید کبھی اسے تلاش کرنا پڑے تو اس کلیہ سے باآسانی اس کا پتہ چلایا جا سکتا ہے"۔

"جی ہاں" ——— مادام باساشی نے مختصر جواب دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے"۔

"میں خود سوچ رہی ہوں کہ کیا کروں۔ بہرحال پہلے میں اپنے آدمیوں سے رابطہ قائم کرتی ہوں۔ اس کے بعد جیسا ہوگا دیکھا جائے گا"۔

"ٹھیک ہے اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے آواز آئی۔ اور مادام باساشی نے ٹرانسمیٹر بند کر کے گہری سانس لینا شروع کر دیں۔ جیسے وہ ذہن میں کوئی فیصلہ کر رہی ہو۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک اور فریکوئنسی سیٹ کرنا شروع کر دی۔ یہ فریکوئنسی اس کے گروہ کے لیے مخصوص تھی۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد رابطہ مل گیا۔

"ایم بی تھری اسپیکنگ اوور" ——— مادام باساشی نے غراتے ہوئے کہا

"یس مادام نمبر تھری دس اینڈ اوور" ——— دوسری طرف سے مردانہ آواز ابھری

"آپ لوگ کہاں پر ہیں" ——— اوور۔

"ہم پوائنٹ الیون پر موجود ہیں۔ آپ بخیریت ہیں مادام اوور"؟

"یس مادام نمبر تھری میں ٹھیک ہوں تم لوگوں کے لیے ایک غمناک پیغام ہے بیٹو اپنے فرض پر قربان ہو چکا ہے اوور"۔

"اوہ مادام۔ یہ واقعی ہم سب کے لیے انتہائی غمناک پیغام ہے۔ بہرحال ہمیں خوشی ہے کہ ہمارا ساتھی اپنا فرض ادا کرتے ہوئے ہم سے بچھڑا ہے" ——— اوور۔ دوسری طرف سے آنے والی آواز حقیقتاً انتہائی غمزدہ تھی۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے خود اس کی موت کا بے حد افسوس ہے۔ بہرحال میں پوائنٹ الیون پر آ رہی ہوں باقی باتیں وہیں ہوں گی۔ اوور"۔

"بہتر مادام اوور" ——— دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اوور اینڈ آل" ——— مادام نے کہا۔

اور پھر ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

ٹرانسمیٹر بند کر کے اس نے الماری میں رکھا۔ اور پھر خود آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کوٹھی سے باہر نکل آئی۔

عمران جیسے ہی آپریشن روم میں پہنچا۔ بلیک زیرو مؤدبانہ طور پر کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو طاہر"۔۔۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

اور بلیک زیرو خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران پر اس وقت گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"طاہر ہمیں بری طرح چوٹ ہوئی ہے۔ نمبر ایک مادام باساشی ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ نمبر دو دانش منزل پر حملہ ہوا۔ ظاہر ہے۔ اب یہ عمارت مجرموں کی نظر میں آگئی ہے نمبر تین، جوزف بری طرح زخمی ہے۔"

"یہ واقعی برا ہوا ہے۔ عمران صاحب۔ ویسے کیا آپ مادام باساشی سے کچھ معلوم کر سکے تھے۔"

"میں نے اسے ایسا نفسیاتی چکر دیا تھا۔ کہ وہ تو سب کچھ بتانے کے لیے تیار ہوگئی تھی۔ مگر عین موقع پر کم بخت ہیڈوریج میں آن ٹپکا۔ اور پھر سچوئیشن ایسی بنی کہ مادام بھی ہاتھ سے نکل گئی۔"

بلیک زیرو نے کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ وہ بھی گہری سوچ میں پڑ گیا۔ پھر اچانک چونکا۔

"عمران صاحب پانچ قیدی ہمارے پاس ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ ان سے کچھ معلومات حاصل ہو جائیں۔"

"بظاہر تو فضول ہے۔ کیونکہ یہ سب مقامی غنڈے ہیں۔ ظاہر ہے۔ انہیں کیا پتہ ہوگا یہ لوگ تو کرائے کے ٹٹو ہیں۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے"۔۔۔ بلیک زیرو بڑبڑایا۔

"مجھے تو ایک چیز سمجھ میں نہیں آئی کہ ہیڈو نے دانش منزل کا پتہ کیسے چلایا۔ کیا تنویر اور نعمانی کا تعاقب ہوا ہے؟"

"میرے ذہن میں بھی یہ خیال آیا تھا۔ چنانچہ میں نے نعمانی سے کنٹیکٹ کیا۔ اس نے بتایا ہے کہ ان کا تعاقب نہیں ہوا۔ انہوں نے تعاقب کا خاص خیال رکھا تھا۔ تنویر سے رابطہ قائم نہیں ہو سکا۔ نعمانی کے کہنے کے مطابق وہ یہاں سے کسی نائٹ کلب کی طرف گیا ہے۔"

"ہوں۔ ویسے اب مجھے تنویر کا سختی سے نوٹس لینا پڑے گا۔ نائٹ کلب اور شراب کے چکر میں پڑ کر وہ کسی دن دشمنوں کے ہتھے چڑھ گیا تو وہ اس سے ہمارا سب راز اگلوا سکتے ہیں"۔۔۔ عمران کے لہجے میں غصے کی جھلک تھی۔ بلیک زیرو خاموش رہا۔ ظاہر ہے کیا جواب دیتا۔

"ذرا تنویر کو فون کرو۔ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو کو حکم دیا۔ اور بلیک زیرو نے خاموشی سے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیے۔ چند لمحے تک گھنٹی بجتی رہی۔ رسیور اب عمران کے پاس تھا۔

پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ہیلو۔۔۔ اکس کے پیٹ میں درد اٹھا ہے اس وقت"۔۔۔ تنویر کی خوابآلود

آواز سنائی دی۔ جس میں جھنجھلاہٹ بھی صاف نمایاں تھی۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے غراتے ہوئے بھرائی آواز میں کہا۔

"یس۔ س۔ س سر" ——— دوسری طرف سے تنویر کی ہکلاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اب اس کی آواز میں جھنجھلاہٹ اور بیزاری کی بجائے خوف اور بوکھلاہٹ کا عنصر شامل تھا۔

"کیا کر رہے تھے" ——— عمران نے گہری سنجیدگی سے کہا۔

"س۔ س سو رہا تھا سر" ——— تنویر ابھی تک اپنے اوپر قابو نہ پا سکا تھا۔

"فلیٹ کس وقت پہنچے تھے" ——— عمران کے لہجے تلخی تھی۔

"آدھا گھنٹہ پیشتر سر" ——— تنویر نے جواب دیا۔

"دانش منزل سے جانے کے بعد اب تک کہاں رہے"؟

"سر ایک معاملے میں الجھ گیا تھا" ——— تنویر کی آواز میں ہلکی سی لرزش تھی۔

"کسی نائٹ کلب میں" ——— عمران نے طنزیہ لہجہ میں پوچھا۔

"نو سر میں نائٹ کلب ہرگز نہیں گیا۔"

"پھر کہاں تھے" ——— عمران کا لہجہ انتہائی تلخ تھا۔

"سر میں ویسے جاتو نائٹ کلب ہی رہا تھا۔ مگر راستے میں" ——— اور پھر تنویر نے اپنے ساتھ پیش آنے والا تمام واقعہ تفصیل سے سنا دیا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو" ——— اب عمران کے لہجے میں قدرے حیرت تھی۔

"یس سر میں بالکل صحیح کہہ رہا ہوں"

"وہ کوٹھی کہاں ہے"؟

"سر کنٹری کلب روڈ کی ذیلی سڑک پر"

"کیا وہ عورت جاپانی تھی"؟

"یس سر"

"جب اس نے میک اپ کیا ہوا تھا اس وقت اس کا حلیہ کیا تھا"؟

اور پھر تنویر نے حلیہ تفصیل سے بیان کر دیا۔ اور عمران کے چہرے پر حلیہ سن کر حیرت کے تاثرات چھا گئے۔

"میک اپ اتارنے کے بعد اس کا کیا حلیہ تھا" ——— عمران نے پوچھا۔

اور تنویر نے دوسرا حلیہ بھی تفصیل سے بتلا دیا۔

"تمہیں اس کی کار کا نمبر یاد ہے"؟

"نو سر۔ میں نے غصے میں اس طرف دھیان ہی نہیں دیا تھا" ——— تنویر کا لہجہ معذرت طلب تھا۔

"ہوں" ——— عمران نے ہنکارا بھرا۔

"اور کوئی چیز جو تم نے رپورٹ نہ بتائی ہو" ——— عمران نے دفعتہً کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"نو سر ایسی کوئی بات نہیں۔ آ۔ آ۔ اوہ سر میں ایک بات بتانی بھول گیا۔ وہ جاپانی لڑکی مجھ سے لڑتی ہوئی جب ایک جگہ گری اور پھر بھاگ نکلی تو اس کی انگلی سے ایک انگوٹھی وہیں گر پڑی۔"

"پھر جلدی بتاؤ۔ کیا تم نے انگوٹھی اٹھالی" ——— عمران کے ——— چہرے پر جوش کے آثار شدت سے نمایاں تھے۔

"یس سر۔ اس وقت بھی وہ انگوٹھی میرے کوٹ کی جیب میں ہے"

"اوہ۔ ویری گڈ تنویر۔ اس انگوٹھی کی وجہ سے تمہیں معاف کیا جاتا ہے۔ ورنہ آج میں نے تمہیں سخت سزا دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ آئندہ تم نائٹ کلب وغیرہ کے چکر میں پڑے تو تمہیں اپنا حشر مرتے دم تک یاد رہے گا"

" تھینک یو سر۔ میں آئندہ خیال رکھوں گا "

" ٹھیک ہے۔ میں عمران کو ابھی تمہارے پاس بھیج رہا ہوں تم یہ انگوٹھی اسے دے دینا اور جب تک عمران نہ آئے تم نے اس انگوٹھی کی خاص طور پر حفاظت کرنی ہے "

" بہتر سر " ——— تنویر نے جواب دیا۔ اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

" ویری گڈ طاہر لطف آگیا۔ آج تنویر نے دوسرا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اور پھر اس نے بلیک زیرو کو تمام واقعہ سنا دیا۔

" تو کیا وہ مادام باساشی تھی " ——— بلیک زیرو نے حیرت سے پوچھا۔

" ہاں ظاہر ہے وہی مادام باساشی تھی۔ جو فیکٹری سے نکل بھاگی تھی۔ تنویر کی رپورٹ میں ہے کہ وہ ٹرانسمیٹر پر کسی کو بتا رہی تھی ——— کہ خفیہ فائل ——— کے فولڈ انگوٹھی میں بند ہیں اور وہ انگوٹھی اب تنویر کے قبضہ میں ہے۔ اگر واقعی وہ وہی انگوٹھی ہے۔ تو اس کا مطلب مادام باساشی کی تمام محنت اکارت گئی۔ اور اس کا مشن بھی فیل ہو گیا "

" اگر ایسا ہے تو پھر لطف آگیا۔ یہ تو قدرت کی طرف سے غیبی امداد ہے "

" ہاں۔ میں تنویر کے پاس جا رہا ہوں۔ میں انگوٹھی لے کر دوبارہ آؤں گا تم چوکنا رہنا۔ کہیں مجرم دوبارہ دانش منزل پر حملہ نہ کر دیں "

" او کے سر میں خیال رکھوں گا " ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔ اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرہ سے باہر نکل گیا۔

مادام باساشی تیزی سے کار دوڑاتی ہوئی اپنے اڈے کی طرف جا رہی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ نجانے یہ کم بخت موٹر سائیکل والا کہاں سے آ گیا۔ اس نے اس کا ایک آدمی بھی ہلاک کر دیا تھا۔ اور پھر اس سے مزید الجھنے میں وقت ضائع کرنے کی بجائے فرار ہو جانا زیادہ مناسب سمجھا۔ ورنہ وہ تو بلائے درماں کی طرح پیچھے پڑ گیا تھا۔ اس نے مختلف سڑکوں پر کار گھما کر تعاقب کا اندازہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن پھر وہ یہ دیکھ کر مطمئن ہو گئی کہ اس کا تعاقب نہیں ہو رہا۔ اس کی کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی اور پھر پرانی حویلی کے قریب جا کر رک گئی۔ مادام باساشی کار سے اتری۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی اس ویران حویلی میں داخل ہو گئی۔ اور پھر مختلف کمروں سے گزرتی ہوئی وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں آئی۔ اس نے جیب سے ایک لائیٹر نکالا۔ اور پھر سامنے والی دیوار میں لگی ہوئی ایک چھوٹی سی کیل کے سرے پر لائیٹر کا شعلہ مرکوز کر دیا۔ ایک کھٹکا ہوا۔ اور کمرے کے کونے کا فرش ہٹ گیا۔ مادام نے لائیٹر بجھا دیا اور زینے اترنے لگی۔ آخری سیڑھی پر پہنچ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر بائیں طرف والی دیوار پر لگا ہوا ایک بٹن آن کر دیا۔ بٹن آن ہوتے ہی وہاں الیکٹرک کی تیز روشنی پھیل گئی۔ جہاں سیڑھیاں ختم ہوتی تھیں۔ اس کے سامنے ایک ٹھوس دیوار تھی۔ اس دیوار کی سائیڈ پر لگی ہوئی ایک چھوٹی سی کیل پر اس نے دوبارہ لائیٹر کا شعلہ ڈالا۔ دیوار درمیان سے علیحدہ ہو گئی۔ اب وہاں

ایک چھوٹا سا دروازہ موجود تھا۔ دروازے کے دوسری طرف ایک لمبی سی گیلری تھی جو کہ ٹیوبوں سے پوری طرح روشن تھی۔ وہ تیزی سے گیلری میں چلتی رہی۔ پھر ایک بہت بڑے لوہے کے مضبوط دروازے میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا بلب جلا اور دروازہ کھل گیا۔ اندر گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ بورڈ پر ایک بٹن آن کیا۔ اور کمرہ روشن ہو گیا۔ یہ اس کا مخصوص کمرہ تھا۔ ہر چیز اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک ٹھاک تھی وہ سامنے رکھے ہوئے صوفے پر دھم سے بیٹھ گئی۔ جیسے ایک طویل مسافت طے کر کے آئی ہو۔ اسے اطمینان تھا کہ وہ اپنا مشن مکمل کر آئی ہے۔ اور پھر اس نے انگلی سے انگوٹھی اتارنے کیلئے اس پر ہاتھ دھرا اور پھر یوں اچھلی۔ جیسے وہاں انگلی کی بجائے اس کا ہاتھ کسی سانپ سے ٹکرا گیا ہو۔ وہ بوکھلا کر اپنی انگلی دیکھنے لگی۔ لیکن انگلی میں انگوٹھی کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ وہ سن کر رہ گئی اور پھر اس نے یوں اپنا سر پکڑ لیا۔ جیسے اپنے آپ کو بے ہوشی سے بچانا چاہتی ہو۔ انتہائی مایوسی کے عالم میں وہ دوبارہ صوفے پر بیٹھ گئی۔

"کیا اس کی تمام محنت اکارت گئی"

اس کا ذہن چیخ اٹھا تھا ـــــ "انگوٹھی کہاں گئی ہے"

اس نے قدرے سنبھل کر سوچنا شروع کر دیا۔ جب وہ مادام باساشی کو رپورٹ دے رہی تھی تب تو انگوٹھی اس کی انگلی میں موجود تھی۔ تو پھر کہاں گری اور اچانک اس کے ذہن میں جھماکا ہوا۔ اور اسے یقین ہو گیا کہ اس کمبخت موٹر سائیکل سوار سے لڑائی کے دوران انگوٹھی وہیں کمرے میں گر گئی ہو گی۔ اس نے لپک کر ٹرانسمیٹر الماری سے نکالا اور پھر تیزی سے اس نے بٹن آن کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"مادام باساشی اسپیکنگ اوور" ـــــ مادام نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس نمبر الیون دس اینڈ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔

"نمبر الیون ـــــ فوراً کار لے کر پوائنٹ فائیو پہ جاؤ۔ اور وہاں آپریشن روم کی تلاشی لو۔ اگر وہاں تمہیں کوئی انگوٹھی ملے تو اسے لے کر میرے پاس فوراً پہنچو"

"کس قسم کی انگوٹھی مادام" ـــــ دوسری طرف سے حیرت سے پوچھا گیا۔

"شٹ اپ ـــــ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تمہیں انگوٹھیوں کی قسمیں بتاتی رہوں۔ جلدی وہاں پہنچو اوور"

"او۔کے مادام میں جا رہا ہوں۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے بوکھلائی ہوئی آواز آئی۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ مادام نے ٹرانسمیٹر کے بٹن آف کر دیئے اور پھر وہ کمرے میں ٹہلنے لگی۔ اس کے چہرے پر کبھی جوش کے اور کبھی مایوسی کے آثار چھا جاتے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ کمرے میں ایک ہلکی سی سیٹی گونجنے لگی۔ اس نے لپک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"مادام باساشی اسپیکنگ اوور" ـــــ جنگلی بلی کی سی غراہٹ اس کے حلق سے نکلی۔

"مادام باساشی دس اینڈ اوور" ـــــ دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا بات ہے۔ اوور" ـــــ مادام باساشی کی غراہٹ کم ہونے کی بجائے اور بڑھ گئی شاید وہ اس وقت اپنی شکست کے ردعمل کے طور پر شدید غصے میں تھی۔

"مادام کیا آپ کا تعاقب کسی موٹر سائیکل سوار نے کیا تھا۔ اوور" ـــــ اور مادام بری طرح چونک پڑی۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا" ـــــ اس نے تیزی سے پوچھا۔

" ایم بی تھری نے پوائنٹ فائیو سے مجھے کال کیا تھا۔ وہ بتا رہی تھیں کہ انہوں نے وہاں سے آپ کی کار نکلتے دیکھی اور پھر آپ کے نکلتے ہی تھوڑی دیر بعد ایک موٹر سائیکل سوار بھی آپ کے پیچھے گیا تھا۔ اوور"۔

مادام باساشی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ایم۔ بی تھری وہاں کیسے پہنچ گئی اوور"

" اور پھر مادام باساشی نے ایم بی تھری کے اغوا سے لے کر دانش منزل پر حملے کا تمام حال سنا دیا۔

" ایم بی تھری نے وہاں کسی انگوٹھی کا بھی ذکر کیا تھا۔ کیا اسے کسی سے کوئی انگوٹھی ملی تھی اوور"۔

" نو مادام ——— ! انہوں نے ایسا کوئی ذکر نہیں کیا۔ کیوں کیا بات ہے۔ آپ کچھ پریشان لگتی ہیں۔ اوور"

" تو پھر چوٹ ہو گئی۔ وہ انگوٹھی جس میں خفیہ فائل کے فوٹو تھے۔ وہیں گر گئی۔ وہ یقیناً اس موٹر سائیکل سوار کے ہتھے چڑھ گئی ہو گی اوور"۔

مادام باساشی نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

" یہ تو بُرا ہوا مادام ویسے ایک کلیو ہے۔ ایم بی تھری کو موٹر سائیکل کے نمبر معلوم ہیں اوور"۔

" کیا کہا نمبر معلوم ہیں۔ اوہ شکر ہے کوئی کلیو تو ملا۔ میں اس موٹر سائیکل سوار کی قبر سے بھی انگوٹھی نکلوا لوں گی۔ کیا نمبر ہیں۔ اس کے۔ اوور"

" یہ تو مجھے معلوم نہیں آپ ایم۔ بی تھری سے پوچھ سکتی اوور"۔

" ٹھیک ہے میں اسے کال کرتی ہوں۔ مادام آپ کا مشن ابھی تک ادھورا ہے۔ آپ براہ مہربانی اپنے مشن پر پورا زور دیں۔ میں جلد از جلد عمران کی لاش دیکھنا چاہتی ہوں

اوور"

" او۔ کے مادام۔ میں اب تک پوری کوشش کر رہی ہوں۔ لیکن نجانے کیا بات ہے ہر بار ہمیں ناکامی ہی ہوتی ہے۔ اوور"

" بھرپور کوشش کریں اور جلد از جلد اوور"

" او کے مادام"

" اوور اینڈ آل" ——— مادام باساشی نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی تبدیل کرنے لگی۔

چند لمحوں بعد دوسری طرف سے رابطہ قائم ہو گیا۔

" مادام باساشی اسپیکنگ۔ اوور" ——— اس نے رابطہ قائم کرتے ہوئے غرا کر کہا۔

" مادام باساشی وس اینڈ اوور" ——— دوسری طرف سے آواز آئی۔

" مادام۔ کیا آپ نے پوائنٹ فائیو کے آپریشن روم میں کوئی انگوٹھی تو نہیں دیکھی۔ اوور"۔

" نو مادام ——— ! مجھے وہاں کوئی انگوٹھی نظر نہیں آئی۔ کیوں کیا بات ہے اوور"

" اس انگوٹھی میں خفیہ فوٹو تھے۔ وہ انگوٹھی وہیں گر گئی تھی۔ اس موٹر سائیکل کا نمبر کیا تھا اوور"

" کے۔ ایم۔ اے الیون ٹوون۔ مادام" ——— دوسری طرف سے جواب آیا۔

" او۔ کے اب آپ نے اپنے مشن کے متعلق کیا سوچا ہے۔ اوور"

" مادام میں خود پریشان ہوں کہ کیا کروں۔ اوور"

" آپ نے اپنا مشن ہر صورت میں پورا کرنا ہے۔ اس کے لیے کوئی طریقہ سوچا آپ

سا کام ہے۔ بہر حال کام جلدی ہو جانا چاہیئے۔ اوور۔"

"او۔کے مادام میں دوبارہ کوشش کرتی ہوں۔ اوور۔"

"تھینک یو۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ مادام نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"کے۔ ایم۔ اے الیون ٹو ون"۔۔۔۔ مادام باساشی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اب اس کا پتہ صبح ہی چل سکتا ہے۔ چلو چند گھنٹے کی بات ہے۔ کوئی کلیو تو ملا۔ ورنہ بالکل اندھیرا تھا اور پھر کمرہ ایک بار پھر سیٹی کی آواز سے گونج اٹھا۔ مادام نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"مادام باساشی اسپیکنگ۔ اوور۔"

"نمبر الیون دس اینڈ اوور۔"

دوسری طرف سے آواز آئی۔

"رپورٹ"۔۔۔۔ مادام نے غراتے ہوئے کہا۔

"مادام یہاں کوئی انگوٹھی نہیں۔ البتہ ساؤنڈ پروف کمرے میں ایک لاش موجود ہے اوور"۔

"ٹھیک ہے۔ لاش کو وہاں سے اٹھا کر کسی اور جگہ پھینک دو۔ اور سنو ایک نمبر نوٹ کرو۔ کے۔ ایم۔ اے الیون۔ ٹو ون۔ صبح رجسٹریشن آفس کھلتے ہی اس نمبر کے مالک کا پتہ کر کے مجھے رپورٹ دو۔ اوور۔"

"او۔کے مادام۔"

"اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ مادام نے کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

تنویر ریسیور رکھ کر اٹھا۔ اور پھر وہ اپنے کوٹ کی طرف بڑھا۔ وہ کوٹ کی جیب یں انگوٹھی کی موجودگی کا یقین کر لینا چاہتا تھا۔ انگوٹھی وہاں موجود تھی۔ اس نے انگوٹھی کا بغور دیکھنا شروع کر دیا۔ بظاہر تو یہ ایک سادہ سی لیڈیز رنگ معلوم ہوتی تھی لیکن بغور دیکھنے پر اسے محسوس ہوا کہ اس کی ساخت کچھ عجیب سی ہے۔ بہر حال اس نے اس پر زیادہ توجہ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ اور دوبارہ اسے کوٹ کی جیب یں ڈال دیا۔ اب وہ گون پہن کر کرسی پر بیٹھا عمران کا انتظار کر رہا تھا۔ نیند سے اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ لیکن وہ عمران کا انتظار کرنے پر مجبور تھا۔ کیونکہ یہ ایکسٹو کا حکم تھا۔ ورنہ وہ عمران کو ایک لمحے کے لیئے بھی برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اب وہ اس وقت کو کوس رہا تھا۔ جب اس نے نائٹ کلب جانے کا ارادہ یا تھا۔ خواہ مخواہ چکر میں پھنس گیا۔ کتنا اچھا ہوتا اگر وہ نعمانی کی طرح سید حافیلٹ پہنچتا دراب سب جھنجھٹوں سے آزاد گرم بستر میں نیند کے مزے لے رہا ہوتا۔ جیسے مصیبت تو رالی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی پرزور آواز گونجی۔ اس نے کا مُو سے [illegible] ی چٹخنی گرائی اور پھر دروازہ کھول کر ایک طرف ہو گیا۔

آنے والا حسب توقع عمران ہی تھا۔

"السلام وعلیکم بھیا تنویر۔ سناؤ رات کیسی گزری"۔۔۔۔ عمران نے اندر داخل

ہوتے ہوئے ہانک لگائی ۔

" لعنت ہے اس رات پر ۔ خواہ مخواہ کی مصیبت میں پھنس گیا" ـــــ تنویر نے دروازہ بند کرتے ہوئے غصے سے کہا ۔

" کیوں کیا ہوا ۔ کیا پیٹ میں مروڑ ہوتا رہا ۔ مرغ مسلّم ہضم نہیں ہوا ہوگا" ـــــ عمران نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا ۔ اب وہ ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا ۔

" تم جب بھی سوچو گے غلط سوچو گے ۔ تم وہ انگوٹھی لو اور چلتے پھرتے نظر آؤ" ـــــ تنویر نے منہ بگاڑتے ہوئے کہا ۔

عمران کمرے میں اٹھ کر ٹہلنے لگا ۔ تنویر حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا ۔ جو خاموشی سے ٹہل رہا تھا ۔

" کیا کر رہے ہو تم" ـــــ اس نے حیرت سے پوچھا ۔

" کمال ہے تم بھی بالکل چغد واقع ہوئے ہو ۔ پہلے خود کہا چلتے پھرتے نظر آؤ ۔ اور اب جبکہ میں چل پھر رہا ہوں تو خود ہی پوچھنے لگے کیا کر رہے ہو" ـــــ عمران نے جھنجھلاہٹ کے آثار چہرے پر نمایاں کرتے ہوئے کہا ۔ اور تنویر بے اختیار ہنس پڑا ۔

" تم ہنس رہے ہو" ـــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا ۔

" کیوں کیا ہنسنا جرم ہے" ـــــ تنویر کو پھر غصہ آ گیا ۔

" ارے ارے ناراض کیوں ہوتے ہو ۔ میں تو اس لیے کہہ رہا تھا ۔ کہ ایک شاعر کا شعر ہے ؎

غم بھی گذشتنی ہے خوشی بھی گذشتنی
کر غم کو اختیار کہ گزرے تو غم نہ ہو !

دیکھا کیا چکر دیا ہے ۔ مجھے تو یہ شاعر بھی کوئی بہت بڑا جاسوس معلوم ہوتا ہے ۔

" تم نے انگوٹھی لینی ہے یا نہیں" ـــــ آخر تنویر تنگ آ کر بولا ۔

" کیوں کیا منگنی کروانے کا خیال ہے" ـــــ عمران نے کہا ۔

لیکن تنویر نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے اٹھ کر کوٹ کی جیب سے انگوٹھ
نکالی اور عمران کے ہاتھ پر رکھ دی ۔ عمران نے ایک لمحے کے لیے انگوٹھی کو بغور دیکھا او
پھر کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا ۔

" جانتے ہو یہ انگوٹھی کس کی ہے" ۔

" کس کی ہے ۔ اسی بدذات جاپانی لڑکی کی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ "

" ارے ارے کیوں اسے گالیاں دے رہے ہو ۔ غضب خدا کا ۔ ایکسٹو کو پتہ
چلا تو کچا چبا جائے گا" ـــــ عمران نے اپنے گال پیٹتے ہوئے کہا ۔

" کیا مطلب" ـــــ تنویر عمران کی اس ایکٹنگ پر بوکھلا گیا ۔

" ارے تم نہیں جانتے ۔ یہ جاپانی لڑکی ایکسٹو کی محبوبہ دلنوازہ ہے اور ایکسٹو نے
یہ انگوٹھی اسے بطور نشانی دی تھی" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا ۔

" بکواس مت کرو ۔ ایکسٹو زندگی بھر کبھی محبوبہ وغیرہ نہیں پال سکتا ۔ وہ تو ایک پتھر
ہے پتھر" ـــــ تنویر نے مضبوط لہجے میں کہا ۔

" کبھی کبھی پتھر کو بھی جونک لگ جاتی ہے پیارے بھائی" ـــــ عمران نے
دلیل دی ۔

" بہرحال وہ جونک تم ہو سکتے ہو ۔ کوئی لڑکی نہیں" ـــــ تنویر بھی شائد
مذاق کے موڈ میں آ گیا ۔

" ارے تم ہوش میں تو ہو ۔ خواہ مخواہ میری جنس بدل کر رکھ دی ۔ جونک تو
مؤنث ہوتی ہے ۔ اور میں مونث کیسے ہو سکتا ہوں"

" مخنث تو ہو سکتے ہو" ـــــ تنویر نے بھرپور چوٹ کی ۔ اور عمران بغلیں جھانک
کر رہ گیا ۔

"اس کے تمام حقوق تو جولیانافٹزواٹر کے نام محفوظ ہیں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"جولیا کا نام میرے سامنے مت لو۔ اور تم بھی اب دفعہ ہو جاؤ۔ میں سونا چاہتا ہوں" ـــــ تنویر کا موڈ نجانے کیوں اچانک بگڑ گیا۔

"اچھا چلو اس کا نام نہ سہی دوسرے ہی جیسے گرائپ واٹر۔ ڈسٹلڈ واٹر اور ـــــ اور" ـــــ عمران شاید تنویر کا پیچھا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔

"اب تم جاؤ گے یا میں تمہیں دھکے دے کر باہر نکالوں" ـــــ تنویر اچانک بری طرح بگڑ گیا۔ شاید نیند نے زور کر دیا تھا۔

"جاتا ہوں بابا جاتا ہوں۔ تم تو ہاتھا پائی پر اتر آئے۔ ویسے صورت سے تو شریف آدمی لگتے ہو" ـــــ عمران نے کہا اور تنویر اس کی طرف جھپٹ پڑا۔ مگر پھر اسے رک جانا پڑا۔ کیونکہ عمران پلک جھپکتے ہی کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دروازہ بند کر دیا۔ اور پھر بڑبڑایا۔

"خس کم جہاں پاک"

پھر اس نے بستر پر ڈھیر ہونے میں دیر نہیں کی۔ چند لمحے بعد زور شور سے خراٹے لے رہا تھا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں مادام۔ آپ بہرحال جو بہتر سمجھیں وہی کریں" ـــــ طرناک شکل والے قوی ہیکل مرد نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"یہ تو ٹھیک ہے۔ نمبر تھری۔ لیکن ہمیں بہرحال اپنے مشن میں کامیاب ہونا ہے ل اسی الجھن میں ہوں کہ اس کے لیے کیا پروگرام سوچا جائے"

مادام باباشی نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔ اس کی بصورت آنکھوں میں الجھنیں تیر رہی تھیں۔

"میرے خیال میں دوبارہ وزارت دفاع کے دفتر پر چڑھائی کی جائے" ـــــ ر تھری نے کچھ دیر سوچنے کے بعد تجویز پیش کی۔

"لیکن یہ ہمارے خیال میں بہتر نہیں ہوگا۔ اب پہلے حملے کے بعد وہاں اس حفاظت کے لیے وسیع انتظامات کیے گئے ہوں گے۔ اور دوسرا ہو سکتا ہے نقشہ وہاں سے نکال کر کسی اور خفیہ جگہ رکھ دیا گیا ہو"

"پھر آپ ہی کچھ سوچیں۔ میرا دماغ تو کام نہیں کرتا"

"ایک صورت ہو سکتی ہے کہ کسی طرح عمران سے وہ فلم حاصل کر لی جائے۔ بہر رحال یہ تو طے ہے کہ وہ فلم عمران نے نکال لی تھی" ـــــ مادام نے اپنی تجویز کو امنے لاتے ہوئے کہا۔

" لیکن کیا پتہ مادام۔ عمران نے وہ فلم ضائع کر دی ہو۔ یا ہو سکتا ہے کہ وہ فلم اس نے وزارت دفاع کو بھیج دی ہو۔"

" ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ لیکن ان دونوں باتوں کا امکان کم ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ عمران کو اس فلم کے ضائع کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ دوسری بات یہ کہ میری معلومات کے مطابق وزارت دفاع کو یہ تاثر دیا گیا ہے کہ حملہ آور نقشہ حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اس لیے اس فلم کا واپس کرنا تو بے معنی سی بات ہے۔"

نمبر تھری نے صرف سر ہلا دینے پر اکتفا کیا۔

" ٹھیک ہے۔ تو پھر عمران کو گرفتار کیا جائے۔ اور پھر اس پر تشدد کر کے فلم کا پتہ لگایا جائے" ـــــ مادام باساشی نے فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے مادام" ـــــ نمبر تھری نے جواب دیا۔

" تم اپنے گروہ کے تمام آدمیوں کو اس کی تلاش پر لگا دو۔ جہاں کہیں بھی وہ ملے اسے ہر قیمت پر اغوا کر کے یہاں لے آؤ۔ ایک دفعہ وہ یہاں آ گیا۔ تو پھر وہ بغیر فلم کا پتہ بتائے یہاں سے نہیں جا سکتا" ـــــ مادام باساشی نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا

مادام کے اٹھتے ہی نمبر تھری بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا

" بہتر مادام۔ میں ابھی تمام کارکنوں کو اس کام پر لگا دیتا ہوں" ـــــ نمبر تھری نے مؤدبانہ طور پر سر جھکاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ مادام باساشی نے نمبر تھری کے جانے کے بعد دروازہ بند کیا۔ اور خود تھکے تھکے انداز میں کرسی پر ڈھیر ہو گئی۔ اس کا ذہن بھی الجھا ہوا تھا۔ اسے بہت کم امید تھی کہ عمران گرفتار ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ عمران کے ٹائپ کو اچھی طرح سمجھ چکی تھی۔ لیکن بہرحال کوشش کر دیکھنے میں کیا حرج ہے۔ ابھی وہ سوچ رہی تھی کہ کمرہ ایک ہلکی سیٹی کی آواز سے گونج اٹھا۔ مادام چونک پڑی۔ اور

اس نے پھرتی سے ایک الماری کھولی اور اس میں رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر میز پر رکھ دیا۔ سیٹی کی آواز اس ٹرانسمیٹر سے آ رہی تھی۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ہیلو مادام باساشی اسپیکنگ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایک مترنم سی آواز ابھری۔

" یس مادام باساشی دس اینڈ اوور" ـــــ مادام باساشی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

" مادام باساشی اب کیا پروگرام ہے۔ اوور"

" مادام میں نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی طرح عمران کو گرفتار کر کے یہاں لے آؤں اور پھر اس پر تشدد کر کے اس فلم کا پتہ چلایا جائے۔ اس کے لئے میں نے اپنے تمام کارکن عمران کی تلاش میں لگا دیئے ہیں۔ اوور" ـــــ مادام باساشی نے اپنا پروگرام بتایا۔

" ٹھیک ہے۔ پھر تو آپ کا اور میرا مشن ایک ہو گیا۔ میرے بھی تمام کارکن عمران کی تلاش میں ہیں۔ لیکن آپ مجھے اپنے حکم میں تھوڑی سی ترمیم کرنی پڑے گی۔ کہ عمران کو قتل کرنے کی بجائے اسے زندہ گرفتار کیا جائے۔ تاکہ اس فلم کا پتہ چلایا جا سکے۔"

" بالکل مادام اگر عمران فلم کا پتہ دینے سے پہلے قتل ہو گیا تو مجھے اپنے مشن کی تکمیل کے لئے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اوور"

" ٹھیک ہے میں ابھی اپنے کارکنوں کو نیا حکم سنا دیتی ہوں۔ اور ہاں ایک درخواست میری بھی ہو گی کہ اگر عمران آپ کے کارکنوں کے ہتھے چڑھ جائے تو اس سے فلم کا پتہ چلا کر میرے حوالے کر دیا جائے۔ تاکہ میں اپنا مشن پورا کر سکوں۔ اوور"

" بالکل مادام ایسا ہی ہو گا۔ اب جب کہ ہمارے مفادات مشترکہ ہو گئے ہیں تو ہم آپس میں اتنا تعاون تو کر سکتی ہیں۔ اوور" ـــــ مادام نے خوشدلی سے کہا۔

"او۔کے۔ اوور اینڈ آل" ــــ دوسری طرف سے آواز آئی اور مادام باساشی نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کردیا۔ اب اس کے ذہن سے کافی بوجھ ہلکا ہوگیا تھا۔ کیونکہ اسے علم تھا کہ اگر میرے کارکن عمران کو نہ پاسکے تو ہوسکتا ہے۔ ایم۔ بی۔ ون کے کارکن اسے پالیں اس کا مقصد بہرحال پورا ہوجائے گا۔

گیارہ بج چکے تھے۔ لیکن تنویر ابھی تک بستر میں تھا۔ وہ ساری رات جاگنے کی وجہ سے اب اپنی نیند پوری کر رہا تھا۔ اور پھر آج اس کے ذمے کوئی کام بھی نہیں تھا۔ اس لیئے اس نے بستر میں رہنا زیادہ مناسب سمجھا۔ پھر اچانک کال بیل کی آواز سن کر اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ ایک لمحے تک بستر پر پڑا رہا۔ لیکن جب دوسری بار کال بیل کی پرشور آواز کمرے میں گونجی تو وہ پھرتی سے بستر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے پاس پڑی ہوئی کرسی پر سے سلیپنگ گون اٹھا کر پہنا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس نے دروازے کی چٹخنی گرادی۔ لیکن پھر اسے اچھل کر پیچھے ہٹنا پڑا دو نقاب پوش ہاتھ میں ریوالور لیئے اندر داخل ہوگئے۔ ان دونوں کے پیچھے ایک اور نقاب پوش تھا۔ لیکن تنویر پہلی نظر میں ہی پہچان گیا کہ یہ کوئی عورت ہے۔ عورت نے اندر داخل ہوکر دروازہ بند کرکے چٹخنی چڑھادی۔

تنویر اس اچانک صورت حال سے گھبرا گیا تھا۔ لیکن جلد ہی وہ سنبھل گیا۔

"کون ہو تم لوگ اور کیوں میرے فلیٹ میں گھس آئے ہو" ــــ اس نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"اپنے ہاتھ اوپر کرلو مسٹر۔ ہمارے ریوالوروں پر سائیلنسر موجود ہیں اور ہمیں قتل پر کوئی افسوس نہیں ہوگا" ــــ ان میں سے ایک نقاب پوش نے غرا کر کہا۔

تنویر نے عافیت اسی میں سمجھی کہ فی الحال ہاتھ اٹھا لیئے جائیں۔

"ٹھیک ہے اس کرسی پر بیٹھ جاؤ" ــــ اسی نقاب پوش نے حکم دیا۔

"لیکن تم چاہتے کیا ہو" ــــ تنویر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جھنجھلا کر کہا۔

"ابھی نہیں یہ بھی بتایا جائے گا" ــــ نقاب پوش نے جواب دیا۔ اور پھر وہ عورت آگے بڑھی۔ اس نے جیب سے ایک پتلی سی نائیلون کی سخت ریشے والی رسی نکالی۔ اور پھر تنویر کو ریوالوروں کے زور سے کرسی سے مضبوطی سے باندھ دیا گیا۔ اس سے پہلے اس کی انگلیاں چیک کی گئیں اور پھر اس کی انگلی کے ناخن سے لگا ہوا انیز بلیڈ اتار لیا گیا۔ تنویر حیران تھا کہ انہیں اس بلیڈ کا کیسے پتہ چلا۔

"اب تم پہلے کی طرح رسیاں نہیں کاٹ سکو گے مسٹر موٹر سائیکل سوار" ــــ عورت نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اپنے چہرے سے نقاب اتار دیا۔

تنویر اس کا چہرہ دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔ یہ وہی جاپانی عورت تھی۔ جس کی انگوٹھی وہ اٹھا لایا تھا۔

"تم" ــــ تنویر نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں تمہارے موٹر سائیکل کے نمبروں نے تمہارا پتہ بتلانے میں مدد کی ہے"

"پھر اب کیا چاہتی ہو" ــــ تنویر نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"مادام سے تمیز سے بات کرو۔ ورنہ" ــــ اچانک ان میں سے ایک نقاب پوش نے غراتے ہوئے اسے ڈانٹا۔ اور تنویر ناگواری سے سر ہلا کر رہ گیا۔

"تمہارا نام کیا ہے" ——— مادام باساشی نے پہلا سوال کیا۔

"تمہارا پوچھنا فضول ہے۔ کیونکہ جہاں سے تم نے میرے موٹر سائیکل کے نمبر بتلا کر میرا پتہ پوچھا ہوگا۔ وہاں سے تمہیں میرا نام بھی معلوم ہو گیا ہوگا" ——— تنویر نے خشک لہجے میں کہا۔

"ذہین آدمی ہو" ——— مادام باساشی نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"تم اپنا مطلب بیان کرو اور جاؤ۔ میرے پاس تمہاری تعریف سننے کے لیے بالکل وقت نہیں ہے" ——— تنویر نے لاپرواہی دکھائی۔

"مسٹر تنویر انگوٹھی کہاں ہے" ——— مادام باساشی نے اچانک سوال کیا۔

"انگوٹھی" ——— تنویر یکدم چونکا۔ پھر دوسرے لمحے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا کر لیے۔

"کون سی انگوٹھی"

"دیکھو ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اس لیے تم ہمیں ہماری انگوٹھی واپس دے دو۔ ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے۔ ورنہ ہم انگوٹھی کو حاصل کرنے کیلئے تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ بھی علیحدہ کرنے سے دریغ نہیں کریں گے" ——— مادام کے لہجے میں جنگلی بلی کی سی غراہٹ تھی۔

"مجھے کسی انگوٹھی کے بارے میں کوئی علم نہیں" ——— تنویر نے مادام کی غراہٹ نظر انداز کرتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔

"کمرے کی تلاشی لو" ——— مادام نے اچانک ایک نقاب پوش کو حکم دیا۔ اور نقاب پوش ریوالور جیب میں رکھتا ہوا کمرے کی تلاشی میں لگ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کمرے کی ہر چیز الٹ پلٹ کر رکھ دی۔ کوٹوں کے استر پھاڑ دیے۔ سرہانے اور رضائی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ باتھ روم بھی چیک کیا گیا۔ لیکن انگوٹھی نہیں ملی۔ تنویر بڑی کینہ توز نظروں سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے مجبور تھا۔

"انگوٹھی اس کمرے میں نہیں ہے مادام" ——— آخر نقاب پوش نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہوں اب سیدھی طرح بتا دو کہ انگوٹھی کہاں ہے" ——— مادام کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔

"مجھے معلوم نہیں" ——— تنویر نے مختصر سا جواب دیا۔

"نمبر فائیو اس کے منہ میں رومال ڈال کر ٹیپ لگا دو" ——— مادام نے اسی نقاب پوش کو حکم دیا۔ جس نے تلاشی لی تھی۔

اس نے آگے بڑھ کر تنویر کے منہ میں سختی سے رومال ٹھونس دیا۔ اور پھر منہ پر ٹیپ لگا دی گئی۔ اب تنویر کے منہ سے ہلکی سی آواز بھی نہیں نکل سکتی تھی۔

"ترکیب نمبر چار استعمال کرو" ——— مادام نے دوسرا حکم دیا۔

اور پھر نقاب پوش نے جیب سے الیکٹرک کادیہ نکال لیا۔ اور پھر اس کا ساکٹ ایک پلگ سے لگا کر بٹن دبا دیا۔ تنویر کی آنکھوں سے الجھن نمایاں ہونے لگی کیونکہ وہ اس کادیہ کا بھیانک استعمال اچھی طرح جانتا تھا۔ نقاب پوش نے آگے بڑھ کر تنویر کے بازو سے گون اور لوشرٹ ایک جھٹکے سے اتار دی۔ اب اس کا بازو ننگا تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے مادام کی طرف دیکھا اور مادام نے سر سے اشارہ کیا۔ اور پھر نمبر فائیو نے سرخ کادیہ تنویر کے بازو سے لگا دیا۔ تنویر کا جسم بری طرح تڑپا۔ گوشت جلنے کی سڑاند کمرے میں پھیل گئی۔ اور تنویر کے بازو پر سیاہ داغ نمایاں ہو گیا۔ تنویر کی آنکھیں تکلیف کی شدت سے سرخ ہو گئیں۔ مادام بغور تنویر کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"دوبارہ لگاؤ" ——— مادام نے تنویر کے چہرے پر رضامندی کا کوئی تاثر نہ دیکھتے ہوئے نمبر فائیو سے کہا۔

اور نمبر فائیو نے کادیہ ایک بار پھر تنویر کے بازو سے لگا دیا۔ اب اس نے کافی دیر تک

کا دیہ اس کے بازو سے لگائے رکھا۔ گوشت جلنے کی تیز لو کمرے میں پھیل گئی۔ تنویر کا جسم بری طرح تڑپنے لگا۔ تکلیف کی شدت سے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے چہرے پر کرب کے اثرات چھا گئے اور چند لمحے بعد اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ نمبر فائیو نے کا دیہ جسم سے علیحدہ کر دیا۔

"رومال منہ سے نکال کر اسے ہوش میں لاؤ"۔۔۔۔ مادام نے حکم دیا۔

اور نمبر فائیو نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر پانی کے تھوڑے سے چھینٹوں سے تنویر کو ہوش آگیا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اس کی آنکھیں انگارے کی طرح سرخ ہو گئی تھیں۔ ایسا محسوس ہوتا تھا۔ جیسے اس کی آنکھوں سے خون ٹپکنے والا ہو۔

"بتاؤ وہ انگوٹھی کہاں ہے"۔۔۔۔ مادام نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے نہیں پتہ۔ تم کون سی انگوٹھی کے متعلق پوچھ رہی ہو"۔۔۔۔ تنویر نے تکلیف کی شدت سے ہونٹوں کو دانتوں کے نیچے دبا لیا۔

"کافی سخت جان ہو۔ مگر میں انگوٹھی کے لیے تمہیں قتل بھی کر سکتی ہوں"۔۔۔۔ مادام نے غصے سے بھرپور لہجے میں کہا

"نمبر فائیو کا دیہ اس کی آنکھ سے لگا دو"۔۔۔۔ مادام نے نمبر فائیو کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

اور نمبر فائیو نے سرخ کا دیہ تنویر کی آنکھ کی طرف بڑھا دیا۔ تنویر کے چہرے سے پسینہ بہنے لگا۔ اور پھر اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ انگوٹھی کے بارے بتا دے کہ وہ عمران لے گیا ہے۔ تاکہ اس کے سر سے بلا ٹلے ورنہ یہ تو واقعی اس کی آنکھ جلا دیں گے۔ کا دیہ اس کی آنکھ سے صرف چند انچ دور تھا کہ تنویر چیخ پڑا۔

"ٹھہرو ٹھہرو۔ میں بتاتا ہوں"۔

"رک جاؤ نمبر فائیو"۔۔۔۔ مادام نے نمبر فائیو کو حکم دیا۔

اور نمبر فائیو نے کا دیہ ایک طرف کر لیا۔

"بتاؤ"۔۔۔۔ مادام کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

"صبح ایک شخص اسی طرح ریوالور کی نوک پر انگوٹھی مجھ سے لے گیا ہے"۔۔۔۔ تنویر نے رک رک کر کہا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو"۔۔۔۔ مادام غرائی

"میں صحیح کہہ رہا ہوں"۔۔۔۔ تنویر نے کراہتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمارے علاوہ کسی اور کو انگوٹھی کے بارے میں نہ تو علم ہے اور نہ ہی دلچسپی"۔۔۔۔ مادام نے کہا۔

"یہ تو میں نہیں جانتا۔ البتہ میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ اس نے انگوٹھی حاصل کر لی اور پھر چلا گیا"۔

"کیا وہ نقاب میں تھا"۔۔۔۔ مادام نے سوال کیا۔

پہلے تو تنویر نے یہ سوچا کہ کہہ دے کہ ہاں نقاب میں تھا۔ تاکہ مزید مصیبت سے جان چھوٹ جائے۔ لیکن پھر اسے عمران پہ غصہ آیا۔ جس نے انگوٹھی لے کر اس کی جان عذاب میں۔۔۔۔ ڈال دی۔

اس نے تیزی سے "نہیں" کہہ دیا۔

"تم اس کا حلیہ تبلا سکتے ہو"۔۔۔۔ مادام نے پوچھا۔

اور تنویر نے بڑے اطمینان سے عمران کا حلیہ دہرا دیا۔ حلیہ سن کر مادام بری طرح اچھل پڑی

"کیا تم نے صحیح حلیہ تبلایا ہے"۔۔۔۔ مادام کے لہجے میں پریشانی صاف نمایاں تھی۔

"مجھے غلط حلیہ بتانے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ تنویر نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

مادام کو تنویر کی آنکھوں میں سچائی کی جھلک نظر آئی اور وہ پریشان سی ہو کر

سوچنے لگی۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے بیان پر یقین کر لیتی ہوں۔ لیکن یہ یاد رکھو اگر یہ اطلاع غلط نکلی تو میں تمہیں پاتال کی گہرائیوں سے بھی کھینچ لاؤں گی۔ اور پھر جو تمہارا حشر ہوگا اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے" ——— مادام نے اسے دھمکی دی، اور تنویر نے لاپرواہی سے شانے ہلا دیے۔

"چلو" ——— مادام نے نقاب پوشوں کی طرف دیکھ کر کہا اور وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"ارے مجھے تو کھولتے جاؤ" ——— تنویر چیخا۔ لیکن انہوں نے مڑ کر بھی نہیں دیکھا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھا بغور انگوٹھی کو دیکھ رہا تھا۔ دانش منزل کے متاثرہ حصوں کی فوری طور پر مرمت کرا لی گئی تھی۔ بلیک زیرو بھی سامنے والی کرسی پر بیٹھا عمران کی حرکات کو دیکھ رہا تھا۔ کافی دیر تک انگوٹھی پر سر کھپانے کے باوجود بھی عمران کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ اس نے انگوٹھی میز پر رکھی اور طویل سانس لے کر بلیک زیرو کی طرف دیکھنے لگا۔

"کچھ پتہ نہیں چلا عمران صاحب" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا

"نہیں اب مجھے لیبارٹری میں اس پر تجربات کرنے پڑیں گے۔ تب ہی اس کی کارکردگی کا علم ہوگا" ——— عمران نے جواب دیا اور پھر خاموشی سے کچھ سوچنے لگا۔

"تینوں مادام باساشیاں اس وقت بے دست و پا ہو چکی ہیں" ——— بلیک زیرو نے... "تینوں کے مشن اس وقت میرے قبضے میں ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تینوں کے کیسے" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ارے ایک باساشی کا مشن مجھے قتل کرنا ہے۔ ظاہر ہے، یہ مشن اب تک ناکام ہے میں تمہارے سامنے زندہ بیٹھا ہوں۔ دوسری کا مشن فیکٹری سے خفیہ فارمولے اڑانا تھا۔ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو گئی تھی لیکن ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس کا مشن اس وقت میری میز پر پڑا ہے۔ تیسری کا مشن ہم نے مل کر ناکام بنا دیا ہے اور فلم میرے پاس موجود ہے" ——— عمران نے اسے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"بڑی دلچسپ صورت حال ہے عمران صاحب" ——— بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں" ——— عمران نے بھی صورت حال سے لطف لیتے ہوئے کہا۔ اتنے میں ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بجنے لگی۔

بلیک زیرو نے ریسیور اٹھایا۔

"ایکسٹو" ——— بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر میں تنویر بول رہا ہوں" ——— دوسری طرف سے تنویر کی آواز آئی اور پھر اس نے پیش آنے والے تمام واقعات کی تفصیل سنا دی۔ اور بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"انہیں تمہارے فلیٹ کا کیسے علم ہو گیا" ——— ایکسٹو کا لہجہ سخت تھا۔

"انہوں نے میرے موٹر سائیکل کے نمبروں سے ——— شاید رجسٹریشن آفس

بے میرا پتہ معلوم کر لیا" ـــــ تنویر نے جواب دیا۔

"ہوں اس کا مطلب ہے کہ مجھے اس بارے میں سوچنا پڑے گا کہ ممبرز کے زیر استعمال گاڑیوں کے نمبر اسپیشل ہونے چاہئیں" ـــــ بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

تنویر نے کوئی جواب نہ دیا۔

"تم نے انہیں عمران کا حلیہ بتا دیا" ـــــ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نو سر میں نے انہیں بتایا کہ ایک نقاب پوش زبردستی مجھ سے انگوٹھی لے گیا ہے" ـــــ تنویر نے ایکسٹو کی ناراضگی کے خوف سے جھوٹ بول دیا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا

"کیا تم زیادہ زخمی ہو"

"کوئی اتنے خاص زخم نہیں۔ میں نے ڈاکٹر کو مرہم پٹی کے لیے بلایا ہے" ـــــ تنویر نے جواب دیا۔

"تمہیں آزاد کس نے کیا" ـــــ بلیک زیرو نے اچانک سوال کر دیا۔

"اخبار والا بل لینے کے لئے آیا تھا۔ جناب اس نے" ـــــ تنویر نے جواب دیا۔

"اسے خاموش رہنے کے لیے کہہ دیا ہے نہ"

"ہاں جناب" ـــــ تنویر نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے" ـــــ بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔ اور پھر عمران کو تنویر کی رپورٹ بتلانے لگا۔

"بڑی تیز ہے یہ مادام باساشی۔ بڑی جلد تنویر کا پتہ چلا لیا۔ اگر رات کو میں فون نہ کرتا اور ہمیں انگوٹھی کا پتہ نہ چلتا تو آج وہ انگوٹھی دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتی"

عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں لیبارٹری میں جا کر اس انگوٹھی پر تجربے کرتا ہوں۔ واپس آ کر ان مادام باساشیوں کی گرفتاری کا کوئی پروگرام بنائیں گے" ـــــ عمران نے کہا اور پھر انگوٹھی اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"اب ہمیں عمران کو ہر قیمت پر تلاش کرنا پڑے گا" ـــــ مادام باساشی نے کمرے میں ٹہلتے ہوئے کہا اور سامنے کھڑے ہوئے دو افراد خاموش رہے انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"جاؤ اور تمام کارکنوں کو عمران کی تلاش پر لگا دو۔ جہاں بھی ملے اسے اغوا کر کے لے آؤ" ـــــ مادام باساشی نے انہیں حکم دیا اور وہ سر جھکائے کمرے سے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد اس نے الماری سے ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اسے آن کر دیئے۔ چند لمحے بعد رابطہ مل گیا۔

"ہیلو مادام باساشی اسپیکنگ اوور"

"یس مادام باساشی دس اینڈ اوور" ـــــ دوسری طرف سے [illegible] آئی۔

"مادام باساشی تم اپنے کارکنوں کو ہدایت کر دو کہ [illegible] اسے گرفتار کرنے کی کوشش کریں۔ میرے مشن کے خفیہ نوٹ جس انگوٹھی میں بند تھے

وہ اس کے قبضے میں چلی گئی ہے اوور" ـــــ مادام باساشی نے اسے بتایا۔

"مادام میں نے پہلے ہی یہ حکم دیدیا ہے۔ کیونکہ ایم۔ لی تھری نے بھی عمران سے اپنی سر کی فلم حاصل کرنی ہے۔ انہوں نے بھی اپنے تمام کارکن عمران کی تلاش میں لگا دیئے ہیں ادھر میرے کارکن بھی عمران کو تلاش کر رہے ہیں۔ اوور" ـــــ مادام باساشی نے بتا

"میں نے بھی اپنے تمام کارکنوں کو عمران کی تلاش پر لگا دیا ہے۔ اب عمران کا تلاش کرنا انتہائی ضروری ہو گیا ہے۔ ہم تینوں کے مشن کا تمام تر انحصار اب عمران پر رہ گیا ہے ماد

"ہاں مادام عجیب صورت حال ہو گئی ہے۔ اگر عمران نہ مل سکا تو اس کا مقصد ہے ہم تم ناکام ہو گئیں اوور"۔

"نہیں ہم نے ہر قیمت پر عمران کو تلاش کرنا ہے۔ ناکامی کا منہ ہم نے آج تک نہیں دیکھا اوور"۔

"ٹھیک ہے مادام خدا کرے ایسا ہی ہو۔ اوور"۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ مادام نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

اب وہ کرسی پر بیٹھی عمران کے متعلق ہی سوچ رہی تھی۔ کافی دیر بعد اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بجنے لگی۔ اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس مادام اسپیکنگ" ـــــ مادام نے غراتے ہوئے کہا۔

"مادام میں ممبر ففٹی بول رہا ہوں۔ عمران کو ٹریس کر لیا ہے۔ وہ اس وقت ہوٹل میں موجود ہے" ـــــ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ جو جوش سے بھرپور تھی۔

"کس ہوٹل میں" ـــــ مادام کے چہرے پر چمک آ گئی۔ اسے عمران کے اتنے جلد مل جانے کی امید نہیں تھی۔

"ہوٹل گیلارڈ میں مادام"۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ عمران ہے" ـــــ مادام نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس مادام وہ عمران ہی ہے"۔

"کیا وہ اکیلا ہے"۔

"یس مادام اس وقت وہ اکیلا ہے۔ ایک میز پر بیٹھا کافی پی رہا ہے"۔

"کیا وہ اپنی اصل شکل میں ہے"۔

"جی ہاں مادام"

"ٹھیک ہے۔ میں الیون۔ تھری اور سکسٹین کو وہاں بھیجتی ہوں۔ اسے ہر مت پر اغوا کر کے یہاں لے آؤ" ـــــ مادام نے کہا۔

"او۔ کے مادام۔ میں ممبرز کا انتظار کر رہا ہوں"۔

"او۔ کے"

اور پھر مادام نے کریڈل دبا دیا۔

اب اس نے ٹرانسمیٹر پر اپنے ممبرز کو کال کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحے بعد اس نے الیون، تھری اور سکسٹین کو ہوٹل گیلارڈ میں عمران کی موجودگی کا بتلا دیا۔ اور اسے اغوا کر کے لے آنے کی ہدایت کی۔ اس کا چہرہ جوش سے سرخ ہو رہا تھا۔

"میرے خیال میں طاہر مجھے ایک بار پھر اپنی اصلی شکل میں ہوٹل گردی کرنی پڑے گی۔ تب ہی ہاساشیوں کے موجودہ اڈوں کا پتہ لگے گا" ____ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی تو نہیں" ____ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ہوٹل گردی شروع کرتا ہوں۔ تم کیپٹن شکیل۔ جولیا، صفدر، نعمانی اور چوہان کو میرا تعاقب کرنے کا حکم دے دو۔ وہ سب علیحدہ علیحدہ رہ کر میرا تعاقب کریں۔ اور انہیں حکم دیدو کہ اگر مجھے اغوا کرنے کی کوشش کی جائے تو مجھے اغوا ہونے دیں۔ پھر جہاں مجھے لے جایا جائے۔ اس عمارت کا محاصرہ کرلیں میرے سگنل پر ریڈ کردیا جائے" ____ عمران نے بلیک زیرو کو تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"میں پہلے ہوٹل گیلارڈ جا رہا ہوں"

ٹھیک ہے میں ابھی ان سب کو مطلع کر دیتا ہوں" ____ بلیک زیرو نے کہا۔ اور عمران کمرے سے باہر نکل گیا۔

دانش منزل سے نکل کر اس نے اپنی کار کا رخ گیلارڈ ہوٹل کی طرف کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل گیلارڈ کے وسیع ہال میں موجود تھا۔ ہال میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا ایک خالی میز کی طرف بڑھا لیکن اس کے وہاں بیٹھنے سے پہلے ایک جوڑا اس میز پر بیٹھ گیا۔ اب اس میز کے آس پاس بھی کوئی میز خالی نہیں تھی۔ جوڑا عمران کو میز کی طرف بڑھتے دیکھ چکا تھا۔ اس لیے اب جگہ محفوظ کر کے بڑی داد طلب نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ جو بدستور میز کی طرف بڑھ رہا تھا۔

اور پھر وہ قریب آکر رک گیا۔

"اگر آپ دونوں اجازت دیں تو میں اس میز پر بیٹھ جاؤں" ____ عمران نے قدرے جھکتے ہوئے بڑی نرمی سے پوچھا۔

"لیکن اس میز پر تو کوئی کرسی خالی نہیں ہے" ____ خوبصورت لڑکی نے سراسیمگی سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

مرد کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات تھے۔

"یہ میز تو خالی ہے محترم" ____ عمران نے میز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم اس میز پر بیٹھو گے۔ خاموشی سے واپس چلے جاؤ۔ میں بہت برا آدمی ہوں" ____ مرد جو چہرے سے سخت گیر طبیعت کا مالک نظر آتا تھا غراتے ہوئے بولا۔

"خوشی ہوئی آپ کی تعارف سن کر۔ بہر حال مجھ سے ملیے۔ میں بہت اچھا آدمی ہوں" ____ عمران نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ لڑکی مسکرا پڑی۔

"تم ایسے نہیں جاؤ گے" ____ مرد غصے سے مغلوب ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور عمران نے اس کے اٹھتے ہی پھرتی سے کرسی گھسیٹ کر اپنی طرف کرلی۔ اور پھر اس نے بیٹھنے میں یوں تیزی دکھائی۔ جیسے اگر اسے بیٹھنے میں ایک لمحے کی بھی دیر ہوگئی تو کرسی اس سے چھن جائے گی۔ مرد عمران کی اس حرکت پر حیرت

سے کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ اس کا غصہ ہوا ہو گیا۔ پھر اچانک اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"شکریہ شکریہ آپ واقعی مہمان نواز واقع ہوئے ہیں۔ کس شرافت سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کرسی مجھے دیدی"۔۔۔۔ عمران نے احمقوں کی طرح ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا اور لڑکی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

اتنے میں ویٹر ان کے قریب آ گیا۔

"ایک کرسی لاؤ"۔۔۔۔ مرد نے ویٹر کو کہا اور ویٹر "یس سر" کہتا ہوا پلٹ گیا۔

"کیا مقصد آپ کرسی کھائیں گے"۔۔۔۔ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"کرسی کھائیں گے"۔۔۔۔؟ عورت نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں انہوں نے ویٹر کو کھانا لانے کی بجائے کرسی لانے کا آرڈر جو دیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے معصومیت سے بھرپور لہجے میں کہا اور لڑکی کے ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑنے لگے۔ ویٹر نے کرسی پہنچا دی اور وہ نوجوان بھی بیٹھ گیا۔

"کیا میں آپ سے متعارف ہو سکتا ہوں مسٹر"۔۔۔۔ مرد نے اس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا شاید اسے یقین ہو گیا تھا کہ عمران بالکل احمق ہے۔ احمق کی باتوں پر غصہ کرنا خود تماشا بننے والی بات ہے۔ چنانچہ وہ بھی عمران میں دلچسپی لینے لگا تھا۔

"بالکل بالکل ہو سکتے ہیں۔ آپ ایک جمہوری ملک کے باشندے ہیں۔ متعارف ہونا آپ کا بنیادی حق ہے۔ اور ملک کے دستور کے مطابق آپ کے بنیادی حقوق کو کوئی طاقت سلب نہیں کر سکتی۔ آپ ہائیکورٹ میں رٹ کر سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے بنیادی حقوق پر پوری تقریر کر ڈالی۔

"تقریر تو آپ نے کر دی۔ لیکن تعارف نہیں کرایا"۔۔۔۔ مرد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) کہتے ہیں"۔

"ایم ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی"۔۔۔۔ دونوں کے منہ سے شدید حیرت سے سیٹی سی نکل گئی۔ دونوں عمران کو دیکھ رہے تھے۔ جیسے ان کے سامنے کوئی عجوبہ آ گیا ہو۔

"مجھے سلیم کہتے ہیں۔ اور یہ میری واقف ثریا ہیں"۔۔۔۔ مرد نے اپنا تعارف اور اپنے ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"باپ رے۔ ساری محنت ضائع ہو گئی"۔۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"۔۔۔۔ دونوں نے بیک وقت پوچھا۔

"کیا بتاؤں۔ میں تو سمجھا تھا کہ آپ دونوں ۔۔۔۔۔" عمران شرما کر خاموش ہو گیا۔

اور دونوں ہنسنے لگے۔

ویٹر کئی بار ان کے قریب آ کر واپس چلا گیا تھا۔ کیونکہ وہ باتوں میں مصروف تھے۔ اس لیے انہوں نے بھی خیال نہیں کیا۔

"سر اپنی آرڈر"۔۔۔۔ اس بار ویٹر نے پوچھ لیا۔

"اوہ ہاں۔ آپ عمران صاحب کیا پئیں گے"۔۔۔۔ مرد نے چونکتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

"زہر کے دو گھونٹ"۔۔۔۔ عمران نے ناگواری سے کہا۔

"ارے ارے کیوں۔ خدا نہ کرے آپ زہر پئیں"۔۔۔۔ ثریا نے بے اختیار

کہہ دیا۔

"اچھا اگر آپ کہتی ہیں تو نہیں پیتا۔ پھر تو کافی ہی زیادہ مناسب ہے" ——— عمران نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

اور سلیم نے کافی کا آرڈر دے دیا۔ عمران تو دراصل وقت گزارنا چاہتا تھا۔ اس لیے وہ مسلسل اوٹ پٹانگ باتیں کرتا رہا۔ اور دونوں ہنستے رہے۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے ہال میں کیپٹن شکیل۔ جولیا۔ صفدر۔ نعمانی اور چوہان کو دیکھ لیا۔ وہ سب میک اپ میں تھے۔ لیکن عمران کی تیز نظروں سے وہ کیسے بچ سکتے تھے۔ عمران کا ہوٹل گیلارڈ میں بیٹھنے کا مقصد پورا ہو گیا۔ چنانچہ وہ اچانک اٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا میں چلتا ہوں۔"

"ارے کیوں۔ بیٹھئے آپ تو بے حد دلچسپ آدمی ہیں" ——— ثریا نے التجا آمیز نظروں سے کہا۔

"نہیں مجھے دراصل لیٹرین جانا ہے۔ اور میں سوائے اپنے گھر کے اور کسی جگہ کی لیٹرین استعمال نہیں کرتا" ——— عمران نے جواب دیا۔

"کیوں" ——— دونوں نے حیرت سے پوچھا۔

"ممی مارتی ہیں" ——— عمران نے جواب دیا اور مڑ کر چل دیا۔ اور دونوں منہ پھاڑے اسے دیکھتے رہ گئے۔ جیسے بات ان کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔ عمران تیز تیز قدم چلتا ہال سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی ایک ایک کر کے شکیل۔ جولیا۔ صفدر چوہان اور نعمانی بھی اٹھ گئے۔ عمران ہوٹل سے باہر نکل کر کار میں بیٹھا۔ اور پھر اس کی کار مختلف سڑکوں پر گھومنے لگی۔ اس کی کار سے کافی پیچھے باقی ممبرز بھی مختلف سواریوں پر اس کا تعاقب کر رہے تھے۔ ابھی تک انہیں ایسا کوئی آدمی نظر نہیں آیا تھا جو عمران میں خصوصی دلچسپی لے رہا ہو۔ کافی دیر تک مختلف سڑکوں پر آوارہ گردی

کرنے کے بعد وہ سب گیلارڈ کے وسیع و عریض ہال میں دوبارہ بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران تنہا ایک میز پر بیٹھا کافی پی رہا تھا۔ اچانک اس نے محسوس کیا کہ اس سے تیسری میز پر موجود ایک ادھیڑ عمر شخص اس میں کافی دلچسپی لے رہا ہے۔ وہ بار بار اسے آنکھیں پھاڑ کر یوں دیکھتا جیسے یقین کر رہا ہو کہ کیا یہ واقعی عمران ہے۔ عمران بظاہر اس کی تمام حرکات نوٹ کر رہا تھا۔ چند لمحے بعد وہ شخص اٹھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر گیلری میں چلا گیا۔ اس کے اٹھتے ہی کیپٹن شکیل اپنی جگہ سے اٹھا اور وہ بھی اس کے پیچھے گیلری میں چلا گیا۔

عمران دل ہی دل میں خوش ہو گیا۔ کہ اس کی ٹیم کے ممبر کافی سے زیادہ ذہین اور تیز نظر ہیں۔ کیپٹن شکیل نے یقیناً اسے چیک کر لیا ہے۔ اس لئے وہ اس کے پیچھے بھی گیا ہے۔ چند لمحے بعد واپس اندر داخل ہوا اور پھر دوبارہ اپنی میز پر بیٹھ گیا۔

کیپٹن شکیل اندر نہیں آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن شکیل اندر آیا اور پھر چند لمحے کے بعد ایک ویٹر عمران کے قریب آیا۔ اور اس نے پانی کا گلاس رکھنے کے ساتھ ہی ایک پرچہ بھی عمران کو پکڑا دیا۔ عمران نے میز کی دوسری سائیڈ پر وہ پرچہ رکھ کر پڑھا۔

عمران صاحب میز نمبر پانچ پر بیٹھا
ہوا شخص آپ میں دلچسپی لے رہا ہے
اس نے کسی مادام کو فون کیا ہے کہ
عمران کا پتہ چلا لیا گیا ہے۔ اب وہاں
سے تین آدمیوں کو بھیجا جا رہا ہے تاکہ
آپ کو اغوا کیا جا سکے۔

شکیل

عمران پرچہ پڑھ کر دھیرے سے مسکرایا۔ اور پھر اس نے پین نکال کر پرچے کی پشت پر لکھا۔

ٹھیک ہے جیسا وہ چاہتے ہیں انہیں کرنے دیا جائے۔

اور پرچہ گلاس اٹھاتے ہوئے ویٹر کے ہاتھ میں دے دیا۔

"جس سے یہ لے کے آئے تھے اسی کو دے آؤ"۔۔۔۔ عمران نے آہستہ سے کہا اور بیرہ خاموشی سے پیچھے ہٹ کر آگے بڑھ گیا۔ عمران نے خاص طور پر خیال رکھا تھا کہ ادھیڑ عمر شخص جواب لکھتے وقت اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ادھیڑ عمر شخص اب بار بار مین گیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر عمران نے اس ادھیڑ عمر کو چونکتے دیکھا، جب اس نے ایک قوی ہیکل، لحیم شحیم خطرناک چہرے والے ایک شخص کو ہال میں داخل ہوتے دیکھا۔ اس شخص نے ہال میں داخل ہو کر ایک لمحے کے لیے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر چند لمحے تک کسی سے باتیں کیں اور پھر رسیور رکھ کر مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اس کا رویہ سمجھ رہا تھا۔ وہ شخص دراصل ظاہر کر رہا تھا کہ وہ ہال میں صرف ٹیلیفون کرنے آیا ہے۔ عمران بدستور میز پر بیٹھا تھا اس نے ہاتھ اٹھا کر سر کے بالوں پر دوبارہ پھیرا۔ یہ ممبرز کے لیے مخصوص اشارہ تھا۔ چنانچہ اس کے اس اشارے پر ایک ایک کر کے تمام ممبرز ہال سے باہر نکل گئے۔ ان سب کے جانے کے بعد عمران نے بلا کر ویٹر سے بل طلب کیا۔ پھر بل دے کر وہ میز سے اٹھا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا ہال سے باہر نکل آیا۔ اب اس کا رخ پارکنگ شیڈ کی طرف تھا۔ چند لمحے بعد وہ اپنی کار میں بیٹھ کر دوبارہ سڑک پر آ گیا اور پھر اُسے ایک سرخ رنگ کی کار اپنے تعاقب میں آتی نظر آئی۔ اس نے باقی ممبرز کی کاروں، ٹیکسیوں اور موٹر سائیکلوں کو چیک کرنے کی کوشش کی۔ لیکن شائد وہ لوگ بہت زیادہ احتیاط برت رہے تھے۔ اس لیے عمران اندازہ نہ لگا سکا۔ اب عمران نے کار کا رخ ایک ویران سڑک کی طرف موڑ دیا۔ وہ جلد از جلد اس ڈرامے کا ڈراپ سین کرنا چاہتا تھا۔ اور پھر وہی ہوا۔ ویران سڑک پر پہنچتے ہی سرخ رنگ کی کار کی سپیڈ اچانک تیز ہو گئی۔ اور چند لمحے بعد سرخ رنگ کی کار اس کے قریب سے

گزر گئی۔ اب عمران نے دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کی کار اس کے پیچھے ہے اچانک سرخ رنگ کی کار ترچھی ہو کر سڑک پر رک گئی۔ عمران نے پھرتی سے بریک مار دیئے سیاہ رنگ کی کار بھی عمران کی کار کے پیچھے آ کر رک گئی۔ عمران نے دروازہ کھولا۔ اور پھر تیزی سے بائیں طرف اُگی ہوئی جھاڑیوں میں چھلانگ لگا دی۔ آگے پیچھے کی دونوں کاروں سے تین چار افراد نکلے اور وہ بھی عمران کے پیچھے جھاڑیوں میں گھس آئے۔

عمران کافی دیر تک انہیں چکر دیتا رہا اور پھر اچانک چاروں نے اس کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ اور پھر اسے چھاپ لیا گیا۔ عمران کا اس بھاگ دوڑ سے مقصد انہیں یہ یقین دلانا تھا کہ انہوں نے جدوجہد کر کے اسے گرفتار کیا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ مادام باساشی انتہائی چالاک اور مکار جاسوسہ ہے۔ اگر عمران سپاٹ انداز سے گرفتار ہو گیا تو اسے شک بھی ہو سکتا ہے کہ عمران کسی سازش کے تحت گرفتار نہ ہوا ہو۔

عمران کا خیال تھا کہ وہ اسے باندھ کر کار میں ڈال لیں گے۔ مگر ان میں سے ایک نے اچانک عمران کے سر پر ریوالور کا دستہ دے مارا۔ اور پھر دوسری ضرب پر عمران نے بے ہوش ہو جانے میں ہی عافیت دیکھی۔ ورنہ سر پر پڑنے والی تابڑ توڑ ضربیں خطرناک بھی ثابت ہو سکتی تھیں۔

بلیک زیرو آج کل مستقل دانش منزل میں رہائش پذیر تھا۔ اس کا زیادہ

وقت آپریشن روم میں گزرتا تھا۔ اب بھی وہ آپریشن روم میں بیٹھا ایک فائل کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک روم کال بیل کی آواز سے گونج اٹھا۔ بلیک زیرو چونک پڑا۔ کہ اس وقت کون ہو سکتا ہے۔ اسے پتہ تھا کہ عمران اور دیگر ممبرز ہوٹل گردی میں مصروف ہیں۔ اس نے پھرتی سے گیٹ سکرین کا بٹن آن کر دیا اور پھر یہ دیکھ کر وہ بُری طرح اچھل پڑا کہ گیٹ پر عمران سخت زخمی حالت میں موجود ہے اس کے جسم پر موجود کپڑے چیتھڑوں کی شکل اختیار کر گئے ہیں اور جسم سے جابجا خون بہہ رہا ہے۔ اور ایک ٹیکسی ڈرائیور اسے سنبھالے کھڑا ہے۔ اس کی ٹیکسی بھی اسے صاف نظر آرہی تھی۔ بلیک زیرو یکدم پریشان ہو گیا۔ اس نے گیٹ کھولنے کا بٹن آن کیا۔ اور پھر تیزی سے آپریشن روم سے نکل کر کمپاؤنڈ کی طرف بھاگا۔ تاکہ عمران کو سہارا دے کر لے آئے۔ جب وہ کمپاؤنڈ میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ ٹیکسی ڈرائیور باہر کھڑا ہے۔ اور عمران آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے اندر آرہا ہے۔ بلیک زیرو اس کے قریب پہنچ گیا۔ اتنے میں آٹومیٹک گیٹ خود بخود بند ہو گیا تھا۔

"یہ کیا ہو گیا عمران صاحب"۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران کو سہارا دیتے ہوئے کہا

"کچھ نہیں"۔۔۔ عمران نے مختصر سا جواب دیا۔ اور پھر اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ وہ شاید بیہوش رہا تھا۔ بلیک زیرو نے پھرتی سے عمران کو ہاتھوں پر اٹھا لیا۔ عمران کو اس حالت میں دیکھ کر بلیک زیرو کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا وہ سوچ رہا تھا نجانے عمران کے ساتھ کیا بیتی وہ عمران کو ہاتھوں پر اٹھائے آپریشن روم میں پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے صوفے پر لٹا دیا۔ اور خود دوڑ کر فرسٹ ایڈ بکس اٹھا لایا۔

"کیا ڈاکٹر مسرور کو بلاؤں"۔۔۔ اس نے عمران سے پوچھا۔ اور عمران نے صرف نہیں میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو عمران سے پوچھے بغیر ڈاکٹر کو نہیں بلوانا چاہتا تھا۔ کہ ہو سکتا ہے۔ عمران اسے پسند نہ کرے۔ ویسے اس کا دل چاہ رہا تھا

کہ وہ ڈاکٹر کو بلا لے۔ لیکن عمران کے حکم کی وجہ سے مجبور تھا۔ اس نے پھرتی سے فسٹ ایڈ بکس کھولا۔ اور پھر عمران کے زخموں پر پٹی باندھنے لگا۔ اس نے محسوس کیا کہ عمران کے زخم چاقو کی ضربوں کی وجہ سے ہیں۔ اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ کوئی زخم بھی خطرناک نہیں تھا۔ اور نہ ہی کسی نازک جگہ پر تھا۔ پھر اس نے طاقت کا ایک انجیکشن لگایا۔ اب عمران اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا جناب۔ مجھے اس بارے میں سخت پریشانی ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے الجھن آمیز لہجے میں پوچھا۔

"پہلے وہ فلم اور انگوٹھی اٹھا لاؤ"۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو کا سوال نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ عمران کی آواز میں نقاہت اور کمزوری تھی۔ بلیک زیرو حیران رہ گیا۔ لیکن اس نے کوئی سوال نہ کیا۔ اور اٹھ کر ریکارڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحے بعد وہ ہاتھ میں ایک پیکٹ جس میں وہ فلم بند تھی اور انگوٹھی لیے واپس آگیا۔ اس نے وہ پیکٹ اور انگوٹھی میز پر رکھ دی۔ لیکن اس کی آنکھوں سے الجھن نمایاں تھی۔ فسٹ ایڈ کرنے کے بعد بلیک زیرو نے عمران کو دوسرے کپڑے لا دیئے تھے۔ اور عمران اب وہی کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر فلم کا ڈبہ اور انگوٹھی کوٹ کی جیب میں رکھ لی۔ اور پھر اٹھتے ہوئے بولا۔

"مجھے باہر گیٹ تک چھوڑ آؤ"۔۔۔ بلیک زیرو بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ انہیں کہاں لے جانا چاہتے ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو سے آخر نہ رہا گیا۔ اور وہ پوچھ ہی بیٹھا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہی کرو"۔۔۔ عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا اور بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔ پھر وہ عمران کو سہارا دے کر گیٹ تک لے آیا۔

"گاڑی لے آؤں جناب"۔۔۔ بلیک زیرو نے سوال کیا۔

"نہیں میں نے ٹیکسی رکوالی تھی" ـــــ عمران نے مختصر سا جواب دیا۔ اور بلیک زیرو شانے اچکا کر رہ گیا۔

آج عمران کا رویہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ نجانے حالات نے کیا کروٹ بدلی کہ عمران اس طرح کا رویہ اختیار کیے ہوئے تھا۔ یہ بلیک زیرو کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ گیٹ کھولنے کا بٹن وہ آن کر آیا تھا۔ چنانچہ ان کے پہنچنے تک گیٹ کھل گیا۔ باہر وہ ٹیکسی ابھی تک موجود تھی۔ ڈرائیور نے ان کو باہر آتا دیکھ کر جلدی سے ٹیکسی کا دروازہ کھول دیا۔ بلیک زیرو نے عمران کو سہارا دے کر ٹیکسی میں بٹھا دیا۔

"کیا میں بھی ساتھ چلوں" ـــــ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں" ـــــ عمران نے مختصر سا جواب دیا اور پھر ٹیکسی ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ کیا۔ ٹیکسی سٹارٹ ہوگئی اور ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ بلیک زیرو شدید حیرت میں مبتلا تھا۔ لیکن عمران کے حکم کے آگے وہ کیا کر سکتا تھا۔ وہ خاموشی سے واپس آپریشن روم میں آ گیا۔ جیسے ہی وہ آپریشن روم میں بیٹھا اس نے ٹرانسمیٹر کی سیٹی سنی۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو صفدر سپیکنگ سر" ـــــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز آئی۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے مخصوص آواز میں کہا۔

"جناب دو لوگ عمران کو اغوا کر کے لیے جا رہے ہیں۔ یہاں کنٹری کلب روڈ پر عمران کو گھیر لیا گیا ہے" ـــــ صفدر نے رپورٹ دی۔

"کیا" ـــــ بلیک زیرو اچھل پڑا۔

"تم کیا کہہ رہے ہو صفدر" ـــــ اس کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"میں آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں سر کہ عمران کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اور وہ اب اسے ایک کار میں لے جا رہے ہیں" ـــــ آپ نے حکم دیا تھا کہ جب وہ لوگ عمران کو اغوا

کریں تو مجھے اطلاع دیں۔ اس لیے آپ کو اطلاع دے رہا ہوں" ـــــ صفدر کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔ کیونکہ آج تک ایکسٹو نے کسی بھی رپورٹ پر اتنی شدت سے حیرت ظاہر نہیں کی تھی۔ اور پھر صفدر کے خیال میں اس رپورٹ میں حیرت والی کوئی بات بھی نہیں تھی۔

"کیا تم نے عمران کو اغوا ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں جناب" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ان کا پیچھا کرو۔ اور جس عمارت میں اسے لے جایا جائے۔ اس کا محاصرہ کر لو" ـــــ بلیک زیرو نے کہا اور پھر جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا۔ ایک جا رہا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر بند کرتے ہی تیزی سے ریوالور میز کی دراز سے نکال کر جیب میں ڈالا۔ اور پھر بھاگتا ہوا گیراج میں آیا۔ وہاں سے اس نے سپورٹ کار نکالی۔ پھر اس کی کار ہوا کی سی تیزی سے گیٹ سے باہر نکل گئی۔ اسے تمام ڈرامہ کی سمجھ آگئی تھی۔ مجرموں میں سے کسی نے عمران کا میک اپ کر کے بلیک زیرو سے انگوٹھی اور فلم اڑا لی تھی۔ اب ان کا پیچھا کرنا انتہائی ضروری تھا۔ ورنہ تمام معاملہ ہی پلٹ جاتا۔ انہوں نے عمران کو زخمی پیش کر کے بڑا نفسیاتی طریقہ اپنایا تھا۔ بلیک زیرو عمران کو زخمی دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اور اس لیے اس نے کسی بات پر شک نہ کیا۔ بلیک زیرو کی کار برق رفتاری سے دوڑ رہی تھی۔ اسے ٹیکسی کے نمبر اور ماڈل یاد تھے۔ دانش منزل چیرنگ کراس سے بائیں سڑک پر تھا۔ گیٹ سے نکلنے کے ایک لمحے بعد وہ چیرنگ کراس پر تھا۔ اور پھر وہ یہ دیکھ کر خوش ہو گیا کہ چوک کی دو سڑکوں کی کھدائی کر کے جدید ترین برقی تاروں کے لیے زیر زمین کیبلز بچھائی جا رہی تھیں۔ چنانچہ ان پر ٹریفک بند تھا۔ اب صرف دو سڑکیں کھلی ہوئی تھیں۔ ان دونوں

کو ٹریفک کی سہولت کے لیے دن دے کیا گیا تھا۔ یہ ایک قدرتی اتفاق تھا۔ ورنہ وہ چوک پر چکرا جاتا کہ ٹیکسی نجانے کدھر گئی ہو۔ اس نے گاڑیوں کے جانے والی روڈ پر گاڑی موڑی اور پھر ایکسلیٹر دبا دیا۔ کار کی سپیڈ اسی میل فی گھنٹہ تک پہنچ گئی۔ سڑک پر اچھا خاصا ٹریفک تھا۔ اور اس ٹریفک میں اتنی سپیڈ سے گاڑی چلانا سو فیصد خطرہ مول لینے والی بات تھی۔ لیکن بلیک زیرو بغیر کسی چیز کی پرواہ کئے اندھا دھند گاڑی بھگا رہا تھا۔ یہ روڈ پانچ میل تک سیدھی چلی گئی تھی۔ پھر جا کر اس سے دو سڑکیں نکلتی تھیں۔ ایک کنٹری کلب روڈ پر چلی جاتی تھی اور دوسری یونیورسٹی کیمپس کی طرف جاتی تھی۔ بلیک زیرو کی کار دوسرے چوک تک پہنچ گئی۔ اس نے کار کا رخ کنٹری کلب روڈ پر کر دیا۔ اب تک اس نے کئی یقینی ایکسیڈنٹ بچائے تھے۔ اور یہ بھی اس لیے کہ وہ ایک ماہر ڈرائیور تھا۔ ورنہ اس طرح ٹریفک میں گاڑی چلا کر ایکسیڈنٹ سے بچنا ناممکن تھا۔ کنٹری کلب روڈ سنسان رہتی تھی اس لیے اس نے رفتار مزید بڑھا دی۔ وہ سوچ رہا تھا۔ کاش سفدر کی کال تھوڑی دیر پہلے آ جاتی تو پھر وہ اس نقلی عمران کا حشر کر کے رکھ دیتا۔ وہ دانتوں کو بھینچے میں دبائے سپیڈ بڑھاتا چلا جا رہا تھا۔ اور اسے آگے جاتی ہوئی ٹیکسی نظر آ گئی۔ ٹیکسی کا ماڈل وہی تھا۔ اور وہ جیسے ہی نزدیک پہنچا اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ یہ وہی ٹیکسی تھی۔ نمبر پڑھ کر اسے یقین ہو گیا تھا۔ اس ٹیکسی کے آگے ایک اور کار تھی۔ نزدیک ہوتے ہی بلیک زیرو نے ریوالور والا ہاتھ کھڑکی سے باہر نکالا اور پھر فائر کر دیا۔ ایک دھماکہ ہوا۔ اور آگے جانے والی ٹیکسی لڑکھڑانے لگی۔ اس کا ٹائر برسٹ ہو گیا تھا۔ تھوڑی دور گھسٹنے کے بعد وہ ٹیکسی رک گئی۔ بلیک زیرو نے کار ٹیکسی کے قریب جا کر روکی اور پھر اس سے اتر کر ٹیکسی کی طرف دوڑا۔ ٹیکسی رکتے ہی نقلی عمران اور ٹیکسی ڈرائیور باہر نکلے۔ لیکن بلیک زیرو ان کے سر پر پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے ریوالور نقلی عمران کی کمر سے لگا دیا۔

"قلم اور انگوٹھی نکالو" ——— اس نے کڑکتے ہوئے کہا۔ ٹیکسی ڈرائیور دوسری

طرف سے اترا تھا۔ چنانچہ وہ گھوم کر بلیک زیرو کی پشت پر آیا۔ مگر بلیک زیرو ہوشیار تھا۔ اس نے اچانک گھوم کر گولی چلا دی اور ٹیکسی ڈرائیور ایک کربناک چیخ مار کر وہیں ڈھیر ہو گیا۔ مگر دوسرے لمحے بلیک زیرو کے ہاتھ پر نقلی عمران کی لات پڑی اور ریوالور بلیک زیرو کے ہاتھ سے نکل گیا۔ مگر بلیک زیرو چیتے کی طرح نقلی عمران پر جھپٹ پڑا۔ نقلی عمران نے اتنے میں ریوالور نکال لیا تھا۔ مگر بلیک زیرو کا زوردار ہاتھ اس ریوالور والے ہاتھ پر پڑا۔ اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا پڑا۔

"نکالو" ——— بلیک زیرو کڑکا۔

نقلی عمران نے بلیک زیرو پر جوڈو کا وار کرنا چاہا۔ مگر بلیک زیرو اس وقت غصے اور جوش میں تھا۔ اس نے اچانک جھکائی دی اور دوسرے لمحے نقلی عمران اس کے ہاتھوں پر اٹھتا چلا گیا۔ اس نے بے دردی سے اسے سڑک پر دے مارا۔ نقلی عمران نے بچنے کی بے حد کوشش کی۔ مگر اس کا سر پورے زور سے سڑک سے ٹکرایا اور سر سے خون کے فوارے چھوٹ پڑے۔ اوپر سے بلیک زیرو نے اپنی پوری قوت سے اس کے جبڑوں پر ٹھوکر ماری۔ نقلی عمران کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔

"قلم اور انگوٹھی نکالو۔ ورنہ جان سے مار دوں گا" ——— بلیک زیرو نے اس کے پیٹ پر ایک اور زوردار ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔

نقلی عمران تکلیف کی شدت سے بل کھا کر رہ گیا۔

"نکالو" ——— غصے کی شدت سے بلیک زیرو کی آواز پھٹ گئی۔

"وہ۔ وہ دوسری کار والا لے گیا ہے" ——— اس نے بمشکل الفاظ کہے۔

"کہاں لے گیا ہے" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔ مگر وہ خاموش رہا۔ بلیک زیرو کی ایک اور لات اس کے سینے پر پڑی۔ اور وہ تڑپنے لگا۔ لات شاید دل کے عین اوپر پڑی تھی۔ اور چند لمحے تڑپنے کے بعد وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ بلیک زیرو کے چہرے

پر پسینے آرہے تھے۔ اس کے ٹھنڈے ہوتے ہی وہ تیزی سے ٹیکسی کی طرف پلٹا اور پھر اس نے تمام ٹیکسی چھان ماری لیکن فلم اور انگوٹھی اسے نہ ملی۔ اسے یقین ہو گیا کہ ٹیکسی سے آگے جانے والی کار میں بھی مجرم ہی تھے۔ اور انھوں نے پہلے ہی یہ چیزیں حاصل کرلی تھیں۔ بلیک زیرو کو کافی دیر ہو چکی تھی۔ وہ سمجھا نہ کہاں تک نکل گئے ہوں گے کیونکہ ٹیکسی کے رکنے پر وہ کار بھی رکی تھی۔ بلیک زیرو بھاگتا ہوا دوبارہ اپنی کار کی طرف آیا۔ اور وہ کار ان دونوں کے مردہ جسموں پر سے چڑھتا ہوا آگے نکل گیا۔ اس نے فل ایکسیلیٹر دبا دیا۔ کار ہوا سے باتیں کرنے لگی۔ لیکن آگے ایک بہت بڑی کالونی تھی۔ یہ سڑک اس کالونی میں ختم ہو جاتی تھی وہ کار اسے کہیں نظر نہ آئی۔ اس نے بہت تلاش کیا مگر بے سود۔ مجرم فلم اور انگوٹھی لے جانے میں کامیاب ہو گئے اور بلیک زیرو شکست خوردہ واپس دانش منزل کی طرف لوٹ آیا۔

عمران کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا پایا۔ یہ ایک اچھا خاصا بڑا کمرہ تھا۔ فرنیچر کی ساخت سے معلوم ہوتا تھا جیسے کسی کوٹھی کا ڈرائنگ روم ہو۔ عمران کی کرسی کے سامنے ایک اعلیٰ قسم کا صوفہ رکھا ہوا تھا۔ عمران کے دائیں بائیں دو افراد ریوالور لیے کھڑے تھے اور سامنے صوفے پر مادام باساشی بڑی لاپرواہی سے بیٹھی تھی۔ اس کے حسین چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ جیسے

اسے کوئی بہت بڑی فتح حاصل ہوئی ہو۔ عمران اس کی فتح پر دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ عمران کی آنکھیں کھلتے ہی مادام باساشی نے بڑے دوستانہ انداز میں کہا۔

"ہیلو عمران کیا حال چال ہیں"۔

"حال تمہارے سامنے ہیں اور چال بندھا ہونے کی وجہ سے دکھا نہیں سکتا۔ ہاں اگر کھول دو تو ایسی چال دکھاؤں گا کہ ہنس کی چال بھول جاؤ گی"۔ ——— عمران نے معصومیت سے کہا اور مادام باساشی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"خوب بہت خوب، تمہاری یہی ادائیں تو مجھے پسند ہیں"۔

"چلو چھٹی ہوئی۔ تم بھی گئیں کام سے"۔ ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا

"کیا مطلب"۔ ——— مادام نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"یعنی تم بھی عاشق ہوئیں اور مجھے عاشق مزاج عورتوں سے سخت نفرت ہے" عمران نے یوں کہا۔ جیسے وہ یوسف ثانی ہو اور تمام عورتوں نے اس پر عاشق ہونے کا ٹھیکہ لے رکھا ہو۔

"لیکن ادائیں پسند آنے کا مطلب یہ تو نہیں کہ میں تم پر عاشق ہو گئی ہوں" ——— مادام باساشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور کیا مجھے شوہر بنانا چاہتی ہو"۔ ——— عمران نے ناگواری سے کہا۔

"پلیز عمران گھٹیا باتیں نہ کرو"۔ ——— مادام نے بھی برابر کی چوٹ کی۔

"کسی کا شوہر ہونا گھٹیا بات ہے"۔ ——— عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"چلو بحث بند کرو۔ یہ بتاؤ۔ وہ فلم اور انگوٹھی کہاں ہے"۔ ——— مادام نے بات کا رخ پلٹتے ہوئے کہا۔

"کون سی فلم اور انگوٹھی"

"اب بچہ نہ بنو اور سنجیدگی سے بات کرو" ——— مادام کے لہجے میں غراہٹ آگئی۔

"باپ رے باپ۔ تم تو ایسے غرا رہی ہو جیسے جنگلی بلی" ——— عمران نے یوں کہا۔ جیسے وہ اس کی غراہٹ سے شدید خوفزدہ ہو گیا ہو۔ لیکن اس سے پہلے کہ مادام کوئی جواب دیتی۔ دروازہ زور سے کھلا اور پھر کیپٹن شکیل، صفدر، جولیا اندر داخل ہوئے ان کی گردن سے ٹامی گنیں لگی ہوئی تھیں۔ مادام انہیں دیکھ کر اچھل پڑی اور کھڑی ہو گئی۔ عمران کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔

"یہ کون ہیں" ——— مادام نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"مادام یہ تینوں عمارت کے گرد مختلف مقامات پر چھپے ہوئے تھے کہ محافظوں کی نظر پڑ گئی اور پھر انہیں چھاپ لیا گیا۔"

"ہوں تو یہ بات ہے" ——— مادام نے کہا۔

"انہیں بھی کرسیوں سے باندھ دو" ——— اور پھر چند لمحوں بعد تینوں کرسیوں سے باندھ دیئے گئے اب بھلا وہ ٹامی گنوں اور ریوالوروں کے سامنے کیا کرتے۔

"شاید ان کے اور ساتھی بھی ہوں چیک کرو" ——— مادام نے ان افراد کو حکم دیتے ہوئے کہا جو ان تینوں کو لے آئے تھے۔

"بہتر مادام" ——— انہوں نے سر جھکا دیئے۔

"ان کی تلاشی لے لی گئی ہے" ——— مادام نے پوچھا۔

"یس مادام ان سب کی جیبوں سے ریوالور نکلے ہیں" ——— ان میں سے ایک نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ اور ان کے باقی ساتھیوں کو تلاش کرو اور بے حد چوکنے رہو" ——— مادام نے انہیں حکم دیا اور وہ مؤدبانہ طور پر سر جھکاتے باہر نکل گئے۔

"تو مسٹر عمران آپ اپنے ساتھیوں سمیت تشریف لائے تھے۔ اس کا مطلب

ہے یہاں آنے میں آپ کے ارادے کو بھی دخل تھا۔ یہی تو میں سوچ رہی تھی کہ عمران اتنی جلد کیسے قابو آ سکتا ہے" ——— مادام نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے یہ میرے ساتھی نہیں" ——— عمران نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کوئی بات نہیں اب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ آپ کے ساتھی ہیں یا نہیں ان کو جلد ہی گولی مار دی جائے گی" ——— مادام باساشی نے سرد لہجے میں کہا۔

اتنے میں دروازہ کھلا اور پھر دو اور جاپانی لڑکیاں اندر داخل ہوئیں۔ مادام انہیں دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہیلو مادام باساشی" ——— انہوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائے اور پھر وہ معنی خیز نظروں سے قیدیوں کی طرف دیکھنے لگیں۔ دروازہ بند کر دیا گیا اور وہ تینوں صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"ماشاء اللہ جاپانی مقابلہ حسن منعقد ہو رہا ہے یہاں ویسے مجھے حسینہ جاپان چننے میں دشواری ہوگی۔ کیونکہ آپ تینوں اس قابل ہیں کہ حسینۂ جاپان کہلائی جا سکیں" ——— عمران نے مضحکہ خیز لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے مسٹر عمران بہت زیادہ چہک رہے ہیں" ——— ان میں سے ایک نے کہا۔

"چہکنے دو، چراغ بجھنے سے پہلے ایک دفعہ ضرور بھڑکتا ہے۔ ان کی زندگی [illegible] ہے" ——— پہلے والی مادام باساشی نے کہا۔

"یہ کون ہیں" ——— ایک نے کیپٹن شکیل، صفدر اور جولیا کی طرف [illegible] ہوئے پوچھا۔

"مسٹر عمران کے ساتھی" ——— مادام نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ" ۔۔۔ دونوں چونک پڑیں۔

"ایک بات تو بتائیں" ۔۔۔ اچانک عمران بول پڑا۔

"فرمائیے" ۔۔۔ تینوں نے چونک کر پوچھا۔

"آپ میں سے اصلی مادام باساشی کون ہے" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"یوں سمجھ لیجیے کہ ہم تینوں ہی اصلی ہیں" ۔۔۔ ایک نے کہا اور باقی دو ہنس پڑیں عمران بُرا سا منہ بنا کر رہ گیا۔

"اچھا عمران صاحب اب آپ شرافت سے بتا دیجیے کہ وہ فلم اور انگوٹھی کہاں ہے" ۔۔۔ پہلے والی مادام باساشی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کیا وہ فلم تمہاری ذات پر مشتمل تھی۔ یا اس انگوٹھی میں کسی جن کی روح قید تھی۔ جو تم ان کے لیے اتنی پریشان ہو رہی ہو" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ تمیز سے بات کرو۔ سیدھی طرح بتا دو ورنہ میں جسم کی کھال علیحدہ کر دوں گی" ۔۔۔ مادام باساشی کو غصہ آ گیا۔

"اچھا یہ نئی بات سنی۔ شائد جاپان میں عورتیں بھی قصائی کا کام کرتی ہیں" ۔۔۔ عمران نے اسی لہجے میں کہا۔

"کیا تم سمجھتے ہو مجھے یہ پتہ نہیں کہ انگوٹھی اور فلم کہاں ہے" ۔۔۔ اچانک مادام باساشی ہنس پڑی۔

"اچھا تو بتا دو کہاں ہیں" ۔۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔ باقی دونوں باساشیاں خاموش بیٹھی تھیں۔

"میری جیب میں" ۔۔۔ مادام باساشی نے بڑے ڈرامائی انداز میں کہا۔

"خوشی ہوئی سن کر مبارک ہو" ۔۔۔ عمران کا لہجہ اسی طرح طنزیہ تھا۔

مادام باساشی نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر عمران کو زندگی میں پہلی بار اتنی

شدید چوٹ کا سامنا کرنا پڑا۔ جب اس نے مادام کے ہاتھ میں فلم کا پیکٹ اور انگوٹھی دیکھی۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ پیکٹ وہی تھا۔ جس میں عمران نے خود فلم رکھی تھی۔ اس لیے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا تھا کہ یہ نقلی ہیں۔ وہ سوچتا رہ گیا کہ یہ تو دانش منزل میں تھیں۔ یہاں کیسے پہنچ گئیں۔

"اب بتاؤ مسٹر عمران کیا خیال ہے" ۔۔۔ مادام باساشی نے طنزیہ انداز میں کہا۔

سب کے چہرے جوش مسرت سے گلنار ہو گئے وہ سب اپنے مشن میں کامیاب ہو چکی تھیں۔

"یہ کیسے حاصل ہو گئیں مادام" ۔۔۔ ان میں سے ایک نے آخر پوچھ ہی لیا۔

"سادہ سی ترکیب تھی میں نے ایک جوا کھیلا تھا۔ وہ سو فیصد کامیاب رہا۔ گو میرا آدمی مارا گیا۔ مگر یہ چیزیں مجھ تک پہنچ گئیں۔ جیسے ہی مجھے اطلاع ملی کہ عمران ہوٹل گیلارڈ میں دیکھا گیا ہے۔ میں نے اپنے تین ممبر اسے اغوا کرنے کے لیے روانہ کر دیتے اور خود ایک اور ممبر پر عمران کا روپ دھار کر اسے چاقوؤں سے اچھا خاصا زخمی کیا۔ اور اسے اس عمارت کی طرف بھیج دیا۔ جہاں پچھلے دنوں حملہ کیا گیا تھا۔ میرا اندازہ تھا کہ عمران کا ہیڈ کوارٹر یہ ہے اور یہ دونوں چیزیں یقیناً وہاں موجود ہوں گی۔ میرا آدمی وہاں پہنچا اس کے وہاں موجود اسسٹنٹ نے اسے عمران سمجھ کر یہ دونوں چیزیں اسے پکڑا دیں بعد میں نہ جانے کیسے اس کے اسسٹنٹ کو شک پڑ گیا۔ اس نے پیچھا کیا اور اس نقلی عمران کو قتل کر دیا۔ مگر یہ چیزیں اس سے پہلے ہی لے لی گئی تھیں۔ کیسی رہی ترکیب" ۔۔۔ مادام باساشی نے دونوں کی طرف داد طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

"زندہ باد مادام آپ نے کمال کر دیا" ۔۔۔ دونوں بیک وقت چیخ اٹھیں اور عمران مادام باساشی کے چالاک ذہن کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ جس نے بلیک زیرو کو الّو بنا کر چیزیں حاصل کر لیں۔

بلیک زیرو آپریشن روم میں سر پکڑے بیٹھا تھا۔ آج وہ زندگی میں پہلی بار کسی کے ہاتھوں اس بری طرح اُلّو بنا تھا۔ تمام کھیل بگڑ گیا تھا۔ اچانک ٹرانسمیٹر کی سیٹی بجنے لگی۔ اس نے شست ہاتھوں سے بٹن آن کر دیا۔

"ایکسٹو" ——— بلیک زیرو نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر میں نعمانی بول رہا ہوں۔ عمران کو اغوا کر کے یہاں ہاؤسنگ سوسائٹی کے آخری کونے پر موجود ایک ویران سی پرانی حویلی میں لے جایا گیا ہے۔ اور اس کے بعد ہم سب نے عمارت کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ لیکن کیپٹن شکیل، صفدر اور جولیا کو اچانک چھاپ لیا گیا۔ اور انہیں بھی گرفتار کر کے اندر لے جایا گیا ہے۔ میں اور چوہان ابھی تک عمارت کے باہر موجود ہیں۔ عمارت کے ارد گرد مسلح افراد مختلف جگہوں پر چھپے ہوئے پہرہ دے رہے ہیں۔ اب آپ ہمیں مزید ہدایات دیں کہ آیا ہم عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کریں۔ یا باہر ہی رہیں!

"یہ بتاؤ نعمانی کیا آپ لوگوں کے پہنچنے کے بعد اس عمارت میں سیاہ آسٹن بھی آگئی ہے" ——— ایکسٹو نے پوچھا۔

"یس سر جس وقت ہم پہنچے۔ اس کی تھوڑی دیر بعد سیاہ آسٹن وہاں آئی تھی۔ پھر واپس چلی گئی" ——— نعمانی نے جواب دیا۔

"اور کچھ" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔

"سر ابھی ابھی ایک اور وہاں پہنچی ہے۔ جس میں سے دو عورتیں نکل کر اندر گئی ہیں"

"اوہ کیا وہ عورتیں جاپانی تھیں" ——— بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یس سر" ——— نعمانی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم دونوں ابھی باہر ٹھہرو میں خود آ رہا ہوں کتے کی آواز سگنل ہوگی" بلیک زیرو نے کہا۔

"اوکے سر" ——— نعمانی نے جواب دیا۔

اور بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس نے سوچا کہ اب خود وہاں جانا چاہیئے حالات بدل چکے ہیں۔ فلم اور انگوٹھی دوبارہ مادام کے قبضے میں پہنچ چکی ہیں۔ عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران ان کی قید میں ہیں۔ صورت حال بہت زیادہ سنگین اور خطرناک ہو گئی ہے۔ اس نے جلدی سے لباس تبدیل کیا اور ریوالور اور نقاب جیب میں رکھ کر کار سنبھالی اور دانش منزل سے باہر آ گیا۔ اس کی کار کا رخ ہاؤسنگ سوسائٹی کی طرف تھا۔ نعمانی کی رپورٹ کے مطابق وہ حویلی ہاؤسنگ سوسائٹی کے آخری کونے پر تھی۔ اس لیے اس کی ———

کار ادھر بڑھتی چلی گئی۔ چند لمحوں کے بعد اندھیرا ہونے کے باوجود اسے حویلی کا ہیولہ نظر آنے لگا۔ اس نے کار ایک درخت کے نیچے روک دی اور پھر اتر آیا۔ جیب سے نقاب نکال کر اس نے منہ پر چڑھا لیا اور پھر درختوں کی آڑ لے کر حویلی کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ حد سے زیادہ محتاط تھا۔ کیونکہ نعمانی کی رپورٹ کے مطابق وہاں محافظ چھپے ہوئے تھے حویلی سے تھوڑی سی دور وہ ایک درخت کے نیچے چھپ گیا۔ اس نے منہ سے کتے کی آواز نکالی۔ دوسرے لمحے اس سے تقریباً دس درخت دور کتے کی آواز آئی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک سایہ زمین پر رینگتا ہوا۔ اس کی طرف بڑھا۔ بلیک زیرو چوکنا ہو گیا۔ اس نے ریوالور ہاتھ میں لے لیا۔ سایہ قریب آتے ہی بولا۔

"سر" اور بلیک زیرو آواز سے ہی سمجھ گیا کہ یہ نعمانی ہے

"کیا پوزیشن ہے نعمانی"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"سر پوزیشن اسی طرح ہے"۔۔۔۔ نعمانی نے جواب دیا۔

"چوہان کہاں ہے"

"سر وہ کوٹھی کی دوسری طرف ایک درخت پر ہے۔ میں نے اسے آپ کی آمد کی اطلاع دے دی ہے۔ اس کے ساتھ میں نے اُلو کا سگنل طے کیا ہے"۔

"ٹھیک ہے۔ اسے سگنل دے کر یہیں بلا لو"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے نعمانی کو حکم دیا اور دوسرے لمحے سناٹے میں الو کی آواز گونج اٹھی۔ انہوں نے تھوڑی دیر انتظار کیا۔ پھر چوہان بھی چکر کاٹ کر ان کے پاس پہنچ گیا۔

"محافظوں کی زیادہ تعداد کس طرف ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"سامنے اور پیچھے دونوں سائیڈوں پر محافظ موجود ہیں سر"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"اندازہ ہے کہ ان کی تعداد کتنی ہوگی"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ایک اور سوال کیا

"تقریباً دس آدمی ہیں جناب۔ پانچ آگے اور پانچ پچھلی طرف"۔۔۔۔ چوہان نے جواب دیا۔

"دیکھو چوہان تم عمارت کے پیچھے جا کر ان پانچوں آدمیوں کو الجھاؤ اور کوشش کرو کہ کسی طرح وہ اوٹ سے نکل کر سامنے آ جائیں۔ پھر جیسے ہی وہ سامنے آئیں نعمانی تم ان پانچوں کو ختم کر دو۔ پھر یہ کارروائی سامنے کی طرف دہراؤ"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حکم دیا۔

"بہت اچھا جناب"۔۔۔۔ دونوں نے بیک وقت کہا۔

"تم دونوں کے ریوالوروں پر سائیلنسر موجود ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سوال کیا۔

"جی ہاں جناب"۔۔۔۔ دونوں نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جاؤ"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور دونوں جھکے جھکے کوٹھی کی پچھلی

سائیڈ کی طرف مخالف سمتوں سے ہوتے ہوئے بڑھنے لگے۔ چوہان ایک جگہ جا کر رک گیا۔ اس کا اندازہ تھا کہ محافظ آس پاس کہیں ہیں پھر اسے سامنے کے درخت پر کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی۔ وہ چونکنا ہو گیا۔ یقیناً ایک آدمی اس درخت پر موجود تھا۔ وہ رینگتا ہوا درخت کے اور پیچھے ہو گیا۔ اور پھر اس نے مطلوبہ درخت پر نگاہیں جما لیں۔ چند لمحے بعد اسے شک ہوا کہ وہ شخص درخت کی بائیں سائیڈ پر ہے۔ اس نے ریوالور کا رخ اس سمت کیا اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ ہلکی سی آواز ہوئی اور دوسرے لمحے آس پاس کا علاقہ ایک زوردار چیخ سے گونج اٹھا۔ گولی خوش قسمتی سے صحیح نشانے پر لگی تھی۔ اور پھر ایک شخص کسی گٹھڑی کی طرح نیچے زمین پر آ پڑا۔ چوہان نے دوسرا فائر کر دیا۔ اور وہ شخص جو فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ ساکت ہو گیا۔ اچانک اس درخت کی طرف مختلف سمتوں سے فائرنگ ہونے لگی۔ چوہان کو اندازہ ہو گیا کہ باقی محافظ کس سمت پر ہیں۔ لیکن وہ خاموش رہا۔ پھر اچانک مختلف سائیڈوں سے سائے نکل کر اس درخت کی طرف آنے لگے۔ وہ شائد اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے تھے کہ یہ کون گرا ہے گو وہ حد سے زیادہ محتاط ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن چوہان کی سکیم کامیاب ہو گئی تھی۔ وہ انہیں اوٹ سے باہر نکال لانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ یہ تعداد میں چار تھے اور وہ چاروں علیحدہ علیحدہ سمتوں سے اس طرف بڑھ رہے تھے۔ پھر وہ جیسے ہی اس درخت کے قریب آئے۔ اچانک چوہان نے تنے کی اوٹ سے ٹریگر دبا دیا۔ ادھر دوسری طرف سے نعمانی بھی شائد اسی انتظار میں تھا۔ اس نے بھی گولی چلا دی۔ ان میں سے تین تو وہیں ڈھیر ہو گئے۔ چوتھا بھاگنے لگا۔ مگر نعمانی نے اسے بھی ڈھیر کر دیا۔ ان کے منہ سے چیخیں نکلی تھیں۔ اس لیے دونوں اپنی اپنی جگہ خاموش کھڑے رہے۔ کیونکہ انہیں یقین تھا کہ حویلی کی دوسری طرف ان کی چیخیں ضرور پہنچی ہوں گی۔ اور وہاں موجود لوگ ان کا پتہ کرنے ضرور آئیں گے پھر وہی ہوا۔ چوہان نے تین آدمی ہاتھ میں ٹامی گنیں لیے اس طرف آتے ہوئے دیکھے۔

چوہان اتنے میں ریوالور دوبارہ لوڈ کر چکا تھا۔ اس نے ان پر فائر کھول دیئے۔ دو آدمی وہیں گر پڑے۔ مگر تیسرا نشانہ خالی گیا۔ اور اس شخص نے فوراً ایک درخت کی آڑ لے کر چوہان کی طرف ٹامی گن کا دہانہ کھول دیا گولیوں کی ایک بوچھاڑ چوہان کی طرف بڑھی۔ لیکن چوہان خاصے بڑے تنے کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اس لیے بچ گیا۔ پھر دوسری سمت سے ایک فائر ہوا۔ اور وہ شخص بھی ڈھیر ہو گیا۔ یہ یقیناً نعمانی کا کارنامہ تھا۔ اور پھر وہ چونک پڑا۔ جب حویلی کی شمالی سمت سے تین چیخیں بلند ہوئیں۔ ایکسٹو اسی سمت تھا۔ اس لیئے چوہان بھاگتا ہوا۔ اس طرف بڑھا۔ اس نے نعمانی کو بھی ادھر آتے دیکھا۔

"وہیں رک جاؤ۔ میں نے ان تینوں کو ڈھیر کر دیا ہے"____ ایکسٹو کی آواز آئی اور وہ دونوں رک گئے۔

"ریوالور جیبوں میں رکھ کر ٹامی گن اٹھالو"____ ایکسٹو نے حکم دیا اور انہوں نے مردہ محافظوں کے پاس پڑی ہوئی ٹامی گنیں اٹھالیں۔ ایک ٹامی گن ایکسٹو نے لے لی۔

"اب اندر چلو"____ بلیک زیرو نے انہیں حکم دیا۔ اور وہ چھپتے ہوئے حویلی کے اندر داخل ہو گئے۔

بلیک زیرو نے حویلی میں داخل ہونے سے پہلے باہر کا میدان صاف کر دیا اس لیئے ضروری سمجھا تھا کہ واپسی کے وقت نجانے کس قسم کے حالات ہوں اور یہ محافظ اس وقت رکاوٹ کا باعث نہ بن جائیں۔ ورنہ وہ خاموشی سے بھی حویلی داخل ہو سکتے تھے۔ ایکسٹو کو اپنے ساتھ دیکھ کر نعمانی اور چوہان کی صلاحیتیں زیادہ نکھر گئی تھیں۔ اس لیے انھوں نے آسانی سے محافظوں کو ختم کر دیا تھا۔ بلیک زیرو ان دونوں سے آگے چل رہا تھا۔ برآمدے میں انہیں کوئی محافظ نظر نہیں آیا۔ شاید تمام محافظ

حویلی سے باہر ہی تھے۔ وہ چھپ کر چلتے ہوئے برآمدے تک پہنچ گئے۔ حویلی مکمل طور پر تاریک تھی۔ اس سے بلیک زیرو نے اندازہ لگایا کہ یہاں تہہ خانہ ہوں گے۔ برآمدے میں گھستے ہی سامنے دروازہ نظر آیا۔ جو تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے اندازہ لگایا یہی راستہ ہوگا۔ وہ خاموشی سے اندر داخل ہو گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی بلیک زیرو دیوار سے چمٹ گیا۔ لیکن ایک لمبے انتظار کرتے کے بعد جب کچھ ردعمل نہ ہوا۔ تو وہ سمجھ گیا کہ کمرہ خالی ہے۔ اس نے نعمانی اور چوہان کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔ تینوں اندر آ گئے بلیک زیرو نے جیب سے پنسل ٹارچ نکالی اور پھر ٹارچ کی باریک شعاع تمام کمرے میں گھومتی چلی گئی۔ کمرہ واقعی خالی تھا۔ سامنے ایک اور دروازہ تھا۔ یہ بھی شاید کوئی کمرہ تھا۔ وہ اس میں داخل ہو گئے۔ اسی طرح وہ کئی کمروں میں گھومتے رہے۔ جب وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچے۔ انہوں نے ایک جگہ سگرٹ کی راکھ دیکھی۔ بلیک زیرو نے تمام کمرے میں ٹارچ کی روشنی ڈالی۔ لیکن ایسا کوئی بٹن یا ہک نظر نہ آیا۔ جس سے وہ تہہ خانے کا راستہ معلوم کرتے بلیک زیرو پریشان ہو گیا۔ تہہ خانوں کا راستہ کیسے معلوم کیا جائے۔ اچانک اس کی ٹارچ کی روشنی دیوار میں لگی ہوئی ایک کیل پر پڑی۔ پہلے تو وہ اسے نظرانداز کر گیا۔ لیکن پھر اسے خیال آیا کہ اس پر بھی کوشش کر کے دیکھ لیا جائے۔ شاید کامیابی ہو۔ وہ کیل کی طرف بڑھا۔ اس نے کیل کو کھینچا۔ دبایا۔ گھمانے کی کوشش کی۔ لیکن کچھ بھی نہیں ہوا۔ بلیک زیرو مایوس ہو گیا۔ اس نے کیل سے ہاتھ ہٹا کر دوبارہ پنسل ٹارچ پکڑی اور دوسری جگہیں دیکھنے لگا۔ نعمانی اور چوہان خاموش تھے۔ پھر بالکل مایوس ہو کر اس نے ٹارچ جیب میں رکھنی چاہی۔ مگر اچانک ٹارچ کی روشنی اس کے ہاتھ پر پڑی اور وہ چونک کر رک گیا۔ اس کے ہاتھ پر سیاہی لگی ہوئی تھی وہ حیران رہ گیا کہ یہ کالک کہاں سے لگی ہے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ پھر اسے خیال آیا کہ اس ہاتھ سے اس نے کیل کو پکڑا تھا۔ اس نے دوبارہ ٹارچ کی روشنی کیل پر ڈالی اب اسے محسوس ہوا کہ کیل دھوئیں

سے سیاہ ہوئی ہے۔ پھر وہ سوچنے لگا کہ کیل پر یہ سیاہی کیسے گی۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال گزرا۔ اس نے مڑ کر نعمانی سے پوچھا۔

" تمہاری جیب میں ماچس یا لائیٹر ہے "۔

" میرے پاس ہے سر" ——— چوہان نے کہا اور جیب سے گیس لائیٹر نکال کر بلیک زیرو کو دے دیا۔ وہ دونوں حیران تھے کہ ایکسٹو کو اچانک لائیٹر یا ماچس کی کیا ضرورت پڑ گئی۔

بلیک زیرو نے لائیٹر جلایا۔ اور اس کا شعلہ کیل پر پڑنے لگا۔ اس کا ایک اندازہ تھا۔ پھر چند لمحے بعد جب وہ مایوس ہونے لگا تھا۔ اچانک کمرے کے ایک کونے میں فرش ہٹ گیا۔ بلیک زیرو کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ اس کا اندازہ صحیح نکلا تھا۔ ادھر نعمانی اور چوہان دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔ وہ دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ کیا ایکسٹو علم غیب جانتا ہے۔ یا کوئی مافوق الفطرت ہستی ہے۔ اسے کیسے پتہ چلا کہ کیل پر شعلہ ڈالنے سے فرش ہٹ جائے گا۔ یہ ایک ایسی چیز تھی جس کا کسی شخص کو تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ فرش ہٹتے ہی بلیک زیرو نے ان دونوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیوں پر اترتے چلے گئے۔

عمران یہ بتاؤ کہ تمہیں اس انگوٹھی کے راز کا کیسے پتہ چلا اور تم اس موٹر سائیکل سوار کے فلیٹ پر کیسے پہنچ گئے " ——— مادام باساشی نے پوچھا۔

" میں روزانہ رات کا مراقبہ کرتا ہوں۔ مراقبے سے مجھے سب کچھ پتہ چل جاتا ہے"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

" مراقبہ کیا ہوتا ہے" ——— مادام باساشی نے حیرت سے پوچھا۔

" یہ ایک خاص قسم کی ورزش ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سر کے بل الٹا کھڑا ہو گیا اور پھر ایک انڈا سر کے نیچے رکھ کر اسی انڈے پر لٹو کی طرح جسم کو گھمانا شروع کر دیا اس ورزش کو مراقبہ کہتے ہیں "۔

" تم مذاق کر رہے ہو" ——— مادام باساشی اچانک بگڑ گئی۔ اب عمران کو اس کے بگڑنے وغیرہ کی پرواہ نہ تھی۔ کیونکہ وہ صرف وقت چاہتا تھا۔ اور وہ اس کو مل چکا تھا اس نے اس وقت سے فائدہ اٹھا کر رسیاں کھول لی تھیں۔ رسیاں کھولنے میں اس کے ناخنوں پر لگے ہوئے بلیڈ کافی کام آئے تھے۔ اس نے اچانک اچھل کر ایک ریوالور والے کے منہ پر ٹکر مارنی چاہی۔ مگر ایک رسی اچانک بندھی رہ گئی تھی۔ عمران کا پیر اس رسی سے الجھ گیا۔ اور وہ منہ کے بل فرش پر آ رہا۔ تینوں مادام باساشیاں اچھل کر کھڑی ہو گئیں ریوالور والے نے عمران پر فائر کرنا چاہا۔ مگر اسی لمحے کیپٹن شکیل عقاب کی طرح جھپٹا۔ اور دوسرے لمحے اس نے ایک مادام باساشی کی گردن کے گرد اپنا بازو ڈال دیا مگر ایک مادام باساشی اچانک پلٹی اور دروازے سے باہر نکل گئی۔

"خبردار اگر کسی نے فائر کیا تو میں مادام کی گردن توڑ دوں گا" ___ کیپٹن شکیل نے غراتے ہوئے کہا۔ اتنے میں صفدر بھی رسیاں کھول کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ایک اور مادام کے ہاتھ پر لات ماردی۔ جو جیب سے ریوالور نکال رہی تھی۔ عمران کے لیے اتنا موقع کافی تھا۔ وہ تیزی سے اچھلا اور پھر ایک ریوالور والا ڈکراتا ہوا فرش پر جاگرا۔ عمران کے سر کی ٹکر اس کے پیٹ پر پڑی تھی۔ دوسرا ریوالور والا اچھل کر ایک طرف ہٹا۔ اور پھر اس نے فائر کرنا چاہا۔ مگر جولیا یکدم اپنی کرسی پر اچھلی اور کرسی کی پاس کھڑے ہوئے ریوالور بردار کی ٹانگوں پر زور سے لگی وہ دھڑام سے نیچے جاگرا کرسی اس کے اوپر جا پڑی جولیا بدستور کرسی سے بندھی ہوئی تھی۔ مادام باساشی نے کیپٹن شکیل کے چہرے پر ٹکر ماری مگر کیپٹن شکیل نے اس کی کمر میں زوردار گھونسہ مارا۔ اور ساتھ ہی اس کی گردن بازو سے دبادی۔ مادام باساشی کی آنکھیں ابل آئیں۔ ادھر صفدر نے جس مادام کے ہاتھ پر لات ماری تھی وہ زیادہ تیز نکلی اس نے قلابازی کھائی اور پھر صفدر سے بچتی ہوئی عمران سے جا ٹکرائی جو جولیا کے نیچے دبے ہوئے آدمی کو گریبان سے پکڑ کر اٹھا رہا تھا۔ صفدر نے جو دوسری لات مار رہا تھا۔ چکراتا ہوا فرش پر گر گیا اسی لمحے ایک مادام باساشی جس کے پاس فلم اور انگوٹھی تھی۔ دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی۔

"اسے مت جانے دینا اس کے پاس فلم اور انگوٹھی ہے" ___ عمران اسے باہر چھلانگ لگاتے دیکھ کر چیخا۔

صفدر اس کی طرف لپکا مگر کیپٹن شکیل کے پنجے میں پھنسی ہوئی مادام نے ٹانگ اڑا دی اور صفدر دھڑام سے منہ کے بل فرش پر گر گیا۔

کیپٹن شکیل نے بازو کا دباؤ دے کر ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اور مادام باساشی کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اس کا سر ڈھلک گیا۔ وہ بے ہوش ہو گئی تھی کیپٹن شکیل نے اسے ایک طرف دھکا دیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ حیران رہ گیا۔ جب اسی بے ہوش

ہونے والی مادام باساشی نے باہر چھلانگ لگا دی۔ وہ اٹھتے ہوئے صفدر کے اوپر سے ہوتی ہوئی باہر جا گری کیپٹن شکیل نے اس کے پیچھے باہر چھلانگ مارنی چاہی۔ مگر اتنے میں صفدر اٹھ چکا تھا۔ چنانچہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر گر گئے ادھر عمران دونوں کو ختم کر چکا تھا۔ پھر وہ اندھا دھند بھاگتے ہوئے گیلری میں آئے مگر گیلری خالی تھی۔ پھر اچانک سامنے سے تین نقاب پوش ٹامی گنیں اٹھائے اندر آتے نظر آئے۔

"خبردار اگر کسی نے حرکت کی" ___ ایک ٹامی گن والا غرایا۔ تمام ٹھٹھک کر رہ گئے کیونکہ یہ ایکسٹو کی آواز تھی۔

"سر تینوں مادام نکل گئیں" ___ عمران نے سب سے پہلے ہانک لگائی۔

"اوہ۔ تم" ___ ایکسٹو نے ٹامی گن جھکالی۔ عمران ان کے مخالف سمت بھاگا۔ گیلری کے اس کونے میں بھی سیڑھیاں تھیں۔ جو اوپر جا رہی تھیں۔ پھر کیپٹن شکیل اور صفدر بھی سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ اتنے میں نعمانی اور چوہان بھی بھاگتے ہوئے ادھر آ گئے۔

"جولیا اندر بندھی ہوئی ہے۔ اسے کھولو" ___ صفدر نے تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا اور نعمانی پھرتی سے کمرے میں گھس گیا۔ عمران تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا۔ اوپر گیا تو وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچا۔ جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس کمرے سے جیسے ہی نکلا اس نے اپنے آپ کو کمپاؤنڈ میں پایا۔ اسی لمحے ایک کار حویلی کے باہر سٹارٹ ہوئی اور عمران بھاگتا ہوا کمپاؤنڈ سے باہر نکل گیا اور پھر وہ پوری قوت سے کار کے پیچھے بھاگنے لگا۔ اس نے بھاگتے ہوئے ریوالور کے فائر کئے۔ مگر کوئی بھی گولی نشانے پر نہ لگی اور کار برق رفتاری سے دوڑتی ہوئی دور ہوتی چلی گئی۔

عمران رک گیا۔ ایک دفعہ پھر وہ جیتی ہوئی بازی ہار چکے تھے۔

تینوں باساشیاں یکے بعد دیگرے بھاگتی ہوئی کمپاؤنڈ میں آئیں اور پھر حویلی سے باہر نکل گئیں۔ انھوں نے ایک کار دیوار کی آڑ میں کھڑی کی ہوئی تھی پہلے والی باساشی کار میں بیٹھ چکی تھی کہ دوسری بھی آ پہنچی اور پھر جیسے ہی کار اسٹارٹ ہوئی تیسری بھی بے تحاشا بھاگتی ہوئی قریب آ پہنچی۔ دروازہ کھلا اور وہ چلتی ہوئی کار میں گھس گئی اور پھر انہوں نے عمران کو کار کے پیچھے بھاگتا دیکھا۔ مادام باساشی نے ایکسیلیٹر پر پورا دباؤ ڈال دیا۔ اور کار ہوا ہو گئی۔ عمران پیچھے رہ گیا۔

"توبہ، توبہ! کتنے تیز لوگ ہیں" ——— کار چلانے والی مادام باساشی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں تو حیران ہوں انھوں نے رسیاں کیسے کھول لیں" ——— ایک نے کہا۔ وہ ابھی تک ہانپ رہی تھی۔

"ہمارا کوئی بھی محافظ باہر نہیں تھا۔ شاید تمام مارے جا چکے ہیں"

"اس کا مطلب ہے ان کے اور آدمی بھی اندر آ رہے تھے"

کار تیزی سے دوڑتی ہوئی ہاؤسنگ سوسائٹی کراس کر کے کنٹری کلب روڈ پر آ نکلی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ شہر پہنچ گئیں۔ شہر پہنچ کر کار انہوں نے آہستہ

کرلی۔ کیونکہ سڑکوں پر بے پناہ ٹریفک تھی۔ سینماؤں کا دوسرا شو ختم ہوا تھا۔ اس لیے ٹریفک یکدم بڑھ گیا تھا۔

تنویر ایک فلم دیکھ کر سینما سے باہر نکلا۔ اس نے موٹر سائیکل سنبھالی اور سڑک پر آ گیا۔ اسی لمحے ایک کار اس کے قریب سے گزری اور پھر وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ڈرائیونگ سیٹ پر اسے وہی جاپانی لڑکی نظر آئی جو اس کے فلیٹ پر اس سے انگوٹھی لینے آئی تھی۔ تنویر نے موٹر سائیکل کار کے پیچھے لگا دی۔ وہ اس کا تعاقب کر کے اس کی رہائش گاہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کار مختلف سڑکوں پر گھومنے کے بعد ایک بازار میں رک گئی۔ تنویر نے بھی موٹر سائیکل ایک طرف روک دی۔ اور فلیٹ ہیٹ چہرے پر جھکا دیا۔ اس نے دیکھا کہ کار سے تین جاپانی لڑکیاں نکلی تھیں۔ اور پھر وہ تینوں سڑک کراس کر کے دوسری سائیڈ کے فٹ پاتھ پر چلنے لگیں۔ تنویر نے بھی موٹر سائیکل آہستہ آہستہ آگے بڑھائی۔ اسے پریشانی تھی کہ یہ پیدل چلنے والوں کی بھیڑ میں گم نہ ہو جائیں۔ لیکن اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ وہ اگلے چوک میں ایک ٹیکسی پر بیٹھ چکی تھیں تنویر کو معاملہ کچھ زیادہ ہی پراسرار نظر آیا کہ انہوں نے کار وہیں چھوڑ کر ٹیکسی کیوں لے لی۔ کیا وہ کار سے پیچھا چھڑانا چاہتی تھیں۔ اب تنویر پوری توجہ سے ان کی ٹیکسی کا تعاقب کرنے لگا۔ ٹیکسی مختلف سڑکوں سے ہوتی ہوئی فلاور کالونی کی طرف مڑ گئی تنویر بدستور کافی فاصلے سے تعاقب میں تھا۔ ٹیکسی فلاور کالونی کی ایک اوسط درجے کی کوٹھی کے گیٹ میں مڑ گئی۔ تنویر آگے نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی دور جا کر وہ رک گیا۔ پھر اسے ٹیکسی کوٹھی سے نکلتی نظر آئی۔ اس نے دیکھا کہ ٹیکسی خالی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ تینوں لڑکیاں کوٹھی میں رہ گئی ہیں۔ تنویر نے موٹر سائیکل ایک طرف روکا اور پھر کوٹھی کی طرف چلنے لگا۔ اس کی کلائی میں واچ ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اسے خیال آیا کہ ایکسٹو کو رپورٹ دے کر مزید ہدایات لے لے۔ چنانچہ وہ ایک دیوار کی آڑ میں آ کر

واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں رابطہ قائم ہو گیا۔

عمران کے رُکتے ہی ایکسٹو اور باقی ٹیم بھی حویلی سے باہر نکل آئی۔

"کیا وہ نکل گئیں" ——— ایکسٹو نے عمران سے پوچھا۔

"یس سر وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئیں" ——— عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"فکر نہ کرو۔ میں جلد ہی ان کے دوسرے اڈے کا پتہ چلا لوں گا" ——— ایکسٹو نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

اور عمران چونک پڑا۔

"میں واپس دانش منزل جا رہا ہوں۔ عمران تم میرے ساتھ آؤ۔ آپ سب لوگ اپنے اپنے فلیٹوں پر جائیں۔ اور میرے حکم کا انتظار کریں۔ شاید جلد ہی آپ سب کو دوبارہ بھاگ دوڑ کرنی پڑے" ——— ایکسٹو نے ان سب کو حکم دیا۔ اور ان سب نے خاموشی سے سر جھکا دیئے۔

بلیک زیرو عمران کو اپنے ساتھ لیئے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ کار میں بیٹھ کر عمران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار تیزی سے چل دی۔ بلیک زیرو نے نقاب

اتار دی اور عمران نے کار کی اندرونی لائٹ بجھا دی کہ کہیں کوئی ممبر پاس سے گزرتے ہوئے بلیک زیرو کی شکل نہ دیکھ لے۔

"یہ بہت برا ہوا عمران صاحب" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ——— لیکن تمہارے ذہن میں کوئی آئیڈیا ہے" جو تم نے ان سے کہا تھا کہ میں جلد ہی دوسرے اڈے کا پتہ چلا لوں گا" ——— عمران نے پوچھا۔

"نہیں میں نے صرف اس مقصد کے لیے یہ کہا تھا کہ ممبرز کے ذہنوں میں میری شخصیت کے متعلق موجود تصور کہیں دھندلا نہ پڑ جائے۔ اور وہ کہیں یہ نہ سوچنا شروع کر دیں کہ ایکسٹو ناکام ہو گیا" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"تم نے اچھا کیا" ——— عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

اتنے میں ان کی کار دانش منزل کے سامنے جا کر رک گئی۔ بلیک زیرو دروازہ کھول کر نیچے اترنے لگا۔ پھر یکدم رک گیا۔ اس کی نظر گھڑی پر پڑی تھی۔ جس کے ڈائل میں ایک سرخ نقطہ جل بجھ رہا تھا۔ اس نے دروازہ دوبارہ بند کر لیا۔

"کیا بات ہے" ——— عمران نے اسے دروازہ بند کرتے دیکھ کر پوچھا۔

"واچ ٹرانسمیٹر کال ہے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ یہ کس کی کال ہو سکتی ہے" ——— عمران نے حیرت سے کہا۔

بلیک زیرو نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ لیا۔ اور پھر گھڑی کو کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف آواز آ رہی تھی۔

"سر میں تنویر بول رہا ہوں اوور" ——— بلیک زیرو، تنویر کی آواز سن کر چونک پڑا۔ اس نے گھڑی کی چابی کے قریب منہ لگا کر کہا۔

"ایکسٹو اوور"۔

"سر وہ جاپانی لڑکی جس کی میں انگوٹھی لے آیا تھا۔ وہ اور جاپانی لڑکیوں کے ساتھ

اس وقت فلاور کالونی کی کوٹھی نمبر بیس میں موجود ہیں۔ اوور" ——— اور بلیک زیرو یوں اچھل پڑا۔ جیسے اس کے پیروں میں بم پھٹ پڑا ہو۔ اطلاع انتہائی غیر متوقع اور حیرت انگیز تھی۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا۔ اوور" ——— بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر تنویر نے تعاقب کی پوری رپورٹ دیدی۔

"ٹھیک ہے تم وہیں ٹھہرو۔ میں عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل کو وہاں بھیج رہا ہوں عمران تمہیں وہاں پہنچ کر مزید ہدایات دے گا۔ اوور" ——— بلیک زیرو نے کہا۔ اور پھر دنڈ بٹن دبا دیا۔

"گڈ تک عمران صاحب، لطف آگیا" ——— اور پھر اس نے عمران کو تنویر سے ملی ہوئی تمام رپورٹ سنا دی۔

"ویری گڈ۔ بلیک زیرو تنویر نے کمال کر دیا۔ اسے کہتے ہیں خوش قسمتی۔ اب میں دیکھوں گا یہ تینوں کہاں جاتی ہیں۔ تم اندر جا کر کیپٹن شکیل اور صفدر کو کال کر کے وہاں بھیجو۔ میں وہیں جا رہا ہوں" ——— عمران کے لہجے میں بے انتہا مسرت تھی۔

بلیک زیرو تیزی سے کار سے اتر گیا۔ عمران نے پھرتی سے کار موڑی اور پھر اس کا رُخ فلاور کالونی کی طرف ہو گیا۔ فلاور کالونی یہاں سے کافی فاصلے پر تھی۔ اور وہ جلد از جلد وہاں پہنچ جانا چاہتا تھا۔ اس لیئے وہ لمحہ بہ لمحہ کار کی رفتار بڑھاتا جا رہا تھا۔ جلد ہی وہ فلاور کالونی پہنچ گیا۔ پھر اسے تنویر سڑک کے ایک طرف کھڑا نظر آگیا۔ اس نے کار روک لی۔ کار روک کر وہ نیچے اُتر آیا۔

"ہیلو تنویر دی گریٹ کیا حال ہے" ——— عمران کا لہجہ مسرت سے بھرپور تھا۔

"ٹھیک ہیں۔ لیکن تم بہت جلد آگئے ابھی مجھے ایکسٹو کو کال کئے تھوڑی دیر ہی گزری ہے" ——— تنویر نے حیرت سے کہا۔

"تم نے بلایا ہم چلے آئے۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لیئے عرض ہے کہ جب تمہاری کال پہنچی تھی میں اس وقت دانش منزل میں ہی موجود تھا"

"تم اس وقت دانش منزل میں کیا کر رہے تھے" ——— تنویر نے معنی خیز لہجے میں پوچھا۔

"تمہارے ایکسٹو کو مسئلہ فیثا غورث سمجھا رہا تھا۔ یار یہ ایکسٹو بالکل ڈفر ہے اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔ سمجھا سمجھا کر تھک گیا ہوں"

"بس اب اپنی بکواس رہنے دو اور بتاؤ مجھے کیا کرنا ہے۔ مجھ سے اس سردی میں یہاں نہیں سوکھا جاتا" ——— تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اتنے میں کیپٹن شکیل کی کار بھی وہاں پہنچ گئی اور پھر چند لمحے بعد صفدر بھی پہنچ گیا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب۔ کیا مادام کا پتہ چل گیا ہے" ——— صفدر نے پوچھا۔

"یار مادام نہیں مادا موں کہو" ——— عمران نے جواب دیا اور صفدر کے ساتھ کیپٹن شکیل اور تنویر بھی ہنس پڑے۔

"اچھا چلو تیار ہو جاؤ۔ تنویر کون سی کوٹھی ہے" ——— اچانک عمران سنجیدہ ہو گیا۔

"وہ سفید کوٹھی" ——— تنویر نے اشارہ سے بتایا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ باہر نہیں نکلیں" ——— عمران نے پوچھا۔

"کیا میں اندھا ہوں اگر وہ باہر نکلتیں تو مجھے نظر نہ آتا" ——— تنویر نے بگڑ کر کہا۔

"اچھا اچھا چلو" ——— عمران نے کہا۔

"لیکن ہمیں کرنا کیا ہے" ——— صفدر نے پوچھا۔

" سنو۔ تنویر کی رپورٹ کے مطابق تینوں مادام باساشیاں اس کوٹھی میں ہیں
تم تنویر ایسا کرو باہر رہو اور یہ خیال رکھو کہ کوئی نکل کر نہ جائے اگر کوئی نکلے تو بے
شک اسے گولی مار دینا۔ شکیل اور صفدر ہم نے اندر جانا ہے "۔۔۔۔ عمران نے
انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے چلو "۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ تینوں تیزی سے کوٹھی
کی پشت کی طرف بڑھ گئے۔ کوٹھی کی پشت پر دیوار کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔
دیوار کچھ زیادہ بلند نہیں تھی۔ عمران نے جمپ کیا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ دیوار کے
سرے تک پہنچ گئے۔ اس نے سرے پر ہاتھ جمائے اور پھر ایک جھٹکے سے وہ دیوار
پر چڑھ گیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اسی طرح دیوار پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئے۔

" اندر کتے نہ ہوں "۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" نہیں اگر کتے ہوتے تو اب تک انہوں نے بھونک بھونک کر آسمان سر پر
اٹھا لیا ہوتا "۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور پھر وہ تینوں اندر کود گئے۔ ہلکے سے
دھماکے ہوئے۔ وہ چند لمحے تک دم سادھے وہیں پڑے رہے پھر جھک کر تیزی
سے عمارت کے اندر بڑھتے گئے۔ عمارت کی پشت سے ہوتے ہوئے وہ سامنے
کے رُخ پر آ گئے۔ اور پھر وہ تینوں پورچ میں پہنچ گئے۔ پورچ میں اندھیرا تھا۔
لیکن سامنے والے دروازے سے روشنی کی ایک ہلکی سی لکیر فرش پر نظر آ رہی تھی۔
مران آہستہ سے دروازہ کے قریب گیا۔ اور پھر اس نے کی ہول سے جھانکا۔ لیکن کچھ
نظر نہیں آیا۔ عمران نے دروازے کو دبایا تو وہ کھل گیا۔ تھوڑی سی جھری کر کے عمران نے
دوبارہ اندر جھانکا۔ لیکن کمرہ خالی تھا۔ عمران دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ اس کے پیچھے
ی کیپٹن شکیل اور صفدر بھی کمرے میں گھس گئے۔ کمرے کے سامنے والے دروازے
سے بھی دوسری طرف روشنی نظر آ رہی تھی۔ عمران دبے پاؤں دروازے کے قریب

گیا اور پھر اسے اندر سے آوازیں سنائی دیں۔ اس نے دروازے کو ہلکے سے دبایا۔
ب آوازیں صاف سنائی دینے لگیں۔

" میرے خیال میں عمران کے قتل کے مشن کو فی الحال رہنے دیا جائے۔ ہمیں جلد از
جلد اس ملک سے نکل جانا چاہیے "۔۔۔۔ ایک آواز آئی۔

" ٹھیک ہے ہمارے لیے فلم اور انگوٹھی حاصل کر لینا ہی بڑی کامیابی ہے ورنہ
ہو سکتا ہے کہ ہم عمران کے قتل کے چکر میں اس سے بھی ہاتھ بیٹھیں "۔۔۔۔
دوسری نے رائے دی۔

عمران نے مڑ کر کیپٹن شکیل اور صفدر کو اشارہ کیا اور پھر دروازے کو زور سے
لات ماری اور اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر بھی تیزی سے کمرے میں
گھس آئے۔ کھٹکا ہوتے ہی تینوں مادام باساشیاں جو صوفوں پر بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔
چل کر کھڑی ہو گئیں۔ انہوں نے ریوالور نکالنے کے لیے جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔ مگر۔

" خبردار اگر کسی نے حرکت کی تو گولی مار دوں گا "۔۔۔۔ عمران نے کرخت لہجے میں
ہا اور تینوں کے ہاتھ رک گئے۔ دلیسے وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کو اچانک
یکھ کر ان تینوں کے رنگ فق ہو گئے تھے۔

" صفدر ان کی تلاشی لے کر ریوالور نکال لو "۔۔۔۔ عمران نے صفدر کو کہا۔ اور صفدر
نے ان کی جیبوں سے ریوالور نکال لیے۔

" ہاں تو مادام باساشیو آپ کے تیسرے مشن کو کامیاب بنانے کے لیے میں خود
حاضر ہو گیا ہوں "۔۔۔۔ عمران نے ان کی طرف سے اطمینان ہوتے ہی کہا۔ لیکن
ینوں میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ وہ عمران کو یوں دیکھ رہی تھیں۔ جیسے ان کا ۔
سی بھوت سے پڑ گیا ہو۔

" صفدر ان کے ہاتھ رسیوں سے باندھ دو "۔۔۔۔ عمران نے ایک ہاتھ سے جیب

سے رسی نکال کر صفدر کی طرف پھینکی۔ صفدر رسی لے کر ایک کی طرف بڑھا۔ وہ جان بوجھ کر پیچھے کی طرف سے آیا تھا۔ مگر اس نے جیسے ہی اس کے ہاتھ پکڑے اچانک اچھل کر اس کے سر پر سے ہوتا ہوا سامنے کھڑے عمران پر جا پڑا۔ مادام باساشی نے نجانے کون سا داؤ مارا تھا۔ صفدر کے یوں اچانک آ ٹکرانے سے عمران بھی لڑکھڑا کر نیچے جا گرا۔ کیپٹن شکیل کا دھیان ایک لمحے کے لیے اس ناگہانی واقعہ کی طرف گیا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ سے بھی ریوالور نکل گیا۔ ایک مادام باساشی کی زوردار فلائنگ کک اس کے ہاتھ پر پڑی تھی۔ تیسری نے لپک کر ریوالور اٹھا لیا۔

"ہینڈز اپ" ـــــ اس نے زوردار لہجے میں کہا۔ مگر کیپٹن شکیل ریوالور کی پرواہ کئے بغیر اس کی طرف جھپٹ پڑا۔ مادام باساشی نے فائر کر دیا۔ گولی کیپٹن شکیل کے بازو میں گھس گئی مگر کیپٹن شکیل نے اسے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر فرش پر دے مارا۔ ادھر صفدر اور عمران بھی باقی دو کی طرف لپکے مگر اسی لمحے کمرے کا آدھا فرش تیزی سے دھنس گیا۔ اور اتفاق یہ تھا کہ دو مادام باساشیاں اسی حصے میں تھیں۔ صفدر نے ادھر چھلانگ لگانی چاہی مگر اتنے میں فرش برابر ہو چکا تھا۔ عجیب سسٹم تھا۔ فرش تختے کی طرح گھوم کر واپس آ گیا تھا۔ شاید کسی خفیہ بٹن کے دبنے سے ایسا ہوا تھا۔ ایک مادام باساشی جس کے کان کی آدھی لو کٹی ہوئی تھی۔ اس حصے پر تھی۔ وہ وہی تھی جس کو کیپٹن شکیل نے اٹھا کر پھینکا تھا۔ وہ بے ہوش پڑی تھی۔ شاید نیچے گرنے سے اس کو کافی چوٹ آئی تھی۔

"اسے اٹھا کر لے آؤ" ـــــ عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑا لیکن پھر رک گیا۔ اس کی نظر سائیڈ کی ایک ٹیبل پر پڑی۔ جس پر فلم والا پیکٹ اور انگوٹھی موجود تھی۔ عمران نے لپک کر پیکٹ اور انگوٹھی اٹھا کر جیب میں ڈالی۔ اور پھر تیزی

سے دروازے کے باہر نکل گیا۔ صفدر نے پھرتی سے بے ہوش مادام باساشی کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔ کیپٹن شکیل کے بازو سے خون بہہ رہا تھا۔ لیکن اس نے پرواہ نہ کی اور وہ بھی ان کے پیچھے دوڑتا ہوا باہر نکل آیا۔ عمران پورچ تک پہنچ گیا تھا لیکن وہ دونوں مادام باساشیاں اسے کہیں نظر نہ آئیں اس نے ساری کوٹھی چھان ماری لیکن ان کا کہیں پتہ نہ تھا۔

"کیپٹن شکیل اور صفدر اسے دانش منزل لے جاؤ" ـــــ عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل بے ہوش مادام باساشی کو اٹھائے پھاٹک سے باہر نکل گئے۔ عمران بھاگتا ہوا دوبارہ اسی کمرے میں آیا۔ اور پھر تھوڑی سی تلاش کے بعد اسے ایک طرف دیوار میں وہ خفیہ بٹن نظر آ گیا اس نے وہ بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے فرش ہٹ گیا عمران نے اندھا دھند خلا میں چھلانگ لگا دی وہ ایک کمرے میں جا گرا۔ کمرے کے نیچے فرش پر موٹی تہہ کا ربڑ بچھا ہوا تھا۔ اس لیئے اسے چوٹ نہ لگی یہ ربڑ شاید بچھایا ہی اس مقصد کے لیے گیا تھا کہ چوٹ سے محفوظ رہا جا سکے۔ کمرے کے سامنے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا اور پھر وہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ دروازہ ایک سرنگ میں کھلتا تھا سرنگ کافی دور تک چلی گئی تھی۔ وہ سرنگ میں بھاگتا ہوا چلا گیا۔ سرنگ کافی طویل ثابت ہوئی اور جب وہ اس کے دوسرے سرے سے باہر آیا تو اس نے اپنے آپ کو فلاور کالونی کے کونے پر ایک زیر تعمیر کوٹھی میں پایا۔ شاید ان دونوں کوٹھیوں کو ملانے کے لیئے یہ سرنگ تیار کی گئی تھی۔ وہ زیر تعمیر کوٹھی سے باہر نکلا۔ مگر دونوں مادام باساشیوں کا پتہ نہ تھا۔ وہ دونوں بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو چکی تھیں۔

دانش منزل کے میٹنگ ہال میں اس وقت سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز موجود تھے ایکسٹو نے انہیں کیس کی تفصیلات سے آگاہ کرنے کے لیے بلوایا تھا۔ عمران بھی ایک کونے میں یوں سر جھکائے بیٹھا تھا جیسے واقعی مراقبے میں ہو۔

"عمران صاحب کیا بات ہے آج خاموش ہیں" ——— صفدر نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ کیوں نہ ایکسٹو سے سفارش کر دوں کہ وہ تمام ممبرز کے لئے وہ ورزش لازمی کر دے جو میں نے مادام باساشیوں کو بتائی تھی" ——— عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"خدا کے لیے عمران صاحب ایکسٹو کو ایسا مشورہ نہ دینا ورنہ ہماری جان عذاب میں آجائے گی" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ویسے میرا خیال ہے تنویر کے لیئے یہ ورزش ٹھیک رہے گی۔ کیونکہ اس کا دماغ اکثر اپنی جگہ سے کھسکا رہتا ہے" ——— عمران نے تنویر کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ بکواس مت کرو ورنہ ہڈیاں توڑ دوں گا" ——— تنویر بپھر گیا۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ آج کل شاید کشتہ فولاد کھا رہے ہو" ——— عمران نے کہا اور سب ہنس پڑے۔ تنویر کا چہرہ اور بگڑ گیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ جواب میں کچھ کہتا کمرے میں ٹرانسمیٹر

سیٹی گونج اٹھی۔ جولیا نے اٹھ کر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ممبرز۔ آپ لوگ کیس کی تفصیلات سننے کے لیئے بیتاب ہوں گے" ——— ایکسٹو مخصوص آواز کمرے میں گونج اٹھی۔ سب لوگ ادھر متوجہ ہو گئے۔ مگر عمران دوبارہ مراقبے میں چلا گیا۔ جیسے اسے اس کیس سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔

"یہ کیس اس وقت شروع ہوا جب ایک سہ پہر کو اچانک عمران کی کار کو ٹائم بم سے اڑا دیا گیا۔ عمران اس دن بال بال بچا تھا۔ پھر عمران پر تابڑ توڑ حملے ہونے شروع ہو گئے۔ اس طرح ایک مادام باساشی سامنے آئی۔ اس نے ہماری خفیہ لیبارٹری میں جگہ پیدا کر لی۔ وہ وہاں سے ایک انتہائی خفیہ فارمولے کا راز لے اڑی۔ ادھر تیسری مادام باساشی سامنے آئی اس کے کارکنوں نے ملک کے دفاعی نظام کا نقشہ اڑانا چاہا۔ یہ تمام پلان انتہائی مگر حد سے زیادہ خطرناک تھا۔ بس اچانک ہی باقی دو مشن بھی سامنے آگئے۔ ورنہ ہم مشن کے چکر میں رہ جاتے اور وہ اپنا کام کر کے نکل جاتیں۔ اگر وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو جاتیں تو ہمارے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا۔ ملک کے دفاعی نقشے کی فلم تو میرے پاس عمران کی حاضر دماغی اور بر وقت ایکشن کی وجہ سے پہنچ چکی تھی اور پھر تنویر اتفاق سے مادام باساشی سے ٹکرا گیا۔ اور اس طرح وہ انگوٹھی جس میں اس خفیہ فارمولے کے فولڈ بند تھے میرے پاس پہنچ گئی۔ اس طرح پانسہ مکمل طور پر ہمارے ہاتھ میں تھا۔ اور باقی صرف باساشیوں کو گرفتار کرنا رہ گیا تھا۔ کہ اچانک حالات پلٹا کھا گئے۔ انگوٹھی اور فلم دوبارہ ان کے پاس پہنچ گئیں۔ ادھر عمران، کیپٹن شکیل، صفدر اور جولیا بھی ان کے قبضے میں چلے گئے۔ انہوں نے مجھے کال کر کے صورت حال بتائی تو میں خود وہاں پہنچ گیا۔ جب میں نعمانی اور ... لے کر اندر پہنچا تو تینوں مادام باساشیاں فرار ہو جانے میں کامیاب ہو چکی تھیں پھر حیرت انگیز طور پر تنویر کام آیا۔ تنویر فلم دیکھ کر نکل رہا تھا کہ اس نے ان کی کار دیکھی اور پھر ان کا تعاقب کرتا ہوا فلاور کالونی پہنچ گیا ... سے ایک اتفاق سمجھیئے کہ تنویر

اس طرح اچانک ان سے ٹکرا گیا۔ اور اس طرح ہم ایک بار پھر ان کے اڈے سے واقف
ہوگئے۔ میں نے عمران، صفدر، کیپٹن شکیل کو تنویر کے پاس بھیج دیا۔ یہ لوگ کوٹھی میں داخل
ہوئے۔ تینوں مادام باساشیاں وہاں موجود تھیں۔ وہاں ایک بار پھر لڑائی ہوئی کیپٹن شکیل
کا بازو زخمی ہوگیا۔ ایک مادام باساشی بے ہوش ہوگئی۔ مگر دو نکل جانے میں کامیاب
ہوگئیں۔ قلم اور انگوٹھی وہ وہیں چھوڑ گئیں تھیں۔ وہ ہمارے ہاتھ لگ گئیں۔ ان دونوں
مادام باساشیوں کو بہتیرا تلاش کیا گیا۔ لیکن وہ نہ ملیں۔ خیال ہے کہ وہ ملک سے فرار ہو
میں کامیاب ہوگئیں ہیں۔ ایک مادام باساشی جو بے ہوش ہوگئی تھیں۔ اسے دانش منزل
میں لے آیا گیا۔ مگر اس نے یہاں آکر اپنی کلائی کی رگ کاٹ کر خودکشی کرلی۔ مرتے وقت
نے صرف چند باتیں بتلائیں۔ پھر موت نے اسے مزید بتانے کی فرصت نہ دی اور وہ ختم
ہوگئی۔

" اب آپ لوگ کچھ پوچھنا چاہیں تو سوال کرسکتے ہیں"۔۔۔۔۔ ایکسٹو نے اجازت دیتے
ہوئے کہا۔

" سر ان تینوں میں سے اصلی مادام باساشی کون سی تھی"۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے
کہا۔

" اوہ ہاں یہ اہم بات بتانا میں بھول گیا تھا۔ بات یہ تھی کہ یہ تینوں ہی اصل تھیں
میں سے کوئی بھی نقلی نہیں تھی۔ ایکسٹو نے کہا اور سب چونک پڑے۔

" یہ کیسے ہوسکتا ہے"۔۔۔۔۔ جولیا نے حیرت سے کہا۔

" دراصل بات یہ تھی کہ مادام باساشی کسی شخصیت کا نام نہیں۔ جاپان کی
جاسوسی نے اپنے مخصوص لیڈی ایجنٹوں کے ایک شعبے کا کوڈ مادام باساشی مقرر کیا
ہے۔ اس شعبے میں یہی تین عورتیں کام کرتی تھیں۔ تینوں اپنے آپ کو مادام باساشی
تھیں۔ اس شعبے کا اصول ہے کہ جہاں بھی کسی مشن پر ان کو بھیجا جاتا۔ ان تینوں کو بیک

بھیجا جاتا تھا۔ ان تینوں کے علیحدہ علیحدہ گروہ تھے۔ تینوں کے علیحدہ علیحدہ مشن ہوتے تھے۔
اس ملک کے جاسوس ان تینوں مختلف مشنز اور ان تینوں مادام باساشیوں کی وجہ سے چکر
کھا جاتے اور عموماً ایک مشن ان کے سامنے آتا تھا۔ وہ اس میں الجھ کر رہ جاتے اور باقی دو
بڑے اطمینان سے اپنے مشن پورے کرتیں اور پھر تینوں غائب ہوجاتیں۔ اور اس ملک
کے جاسوس ہاتھ ملتے رہ جاتے۔ یہ طریقہ اب تک بہت کامیاب رہا تھا۔ ان تینوں کو
دوسرے ملک میں پہلی بار بھیجا گیا تھا۔ مگر پہلی بار ہی ناکام رہیں۔ اور ان میں سے ایک گرفتار
ہوگئی۔ یہ تمام باتیں گرفتار ہونے والی مادام باساشی نے مرتے وقت بتلائی تھیں۔ ورنہ
پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ مادام باساشی دراصل ایک ہے۔ باقی دو عورتیں اس نے
صرف الجھانے کے لیے رکھی ہوئی تھیں۔

" کیا اب دو مادام باساشیاں ہی رہ جائیں گیں"۔۔۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

" نہیں تیسری کوئی اور جاسوسہ شعبے میں بھرتی کرلی جائے گی"۔

" سر ایک سوال میرا بھی ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے اچانک سر اٹھا کر کہا۔

"کیا"۔۔۔۔۔ ایکسٹو نے نرمی سے پوچھا۔

" کیا خیال ہے سر اگر مس جولیانا فٹزواٹر کو بطور تھرڈ مادام باساشی اس شعبے میں بھرتی
دیا جائے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جولیا عمران کو غصے بھری نگاہوں سے گھورنے لگی

" تمہارا خیال بالکل غلط ہے۔ مس جولیا میرے محکمے کی قابل فخر ممبر ہیں۔ اور مجھے
خوشی ہے کہ جولیا نے اب تک ہمیشہ بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے"۔۔۔۔۔ ایکسٹو
نے جولیا کی تعریف کردی اور جولیا کا چہرہ فرط مسرت سے یوں گلنار ہوگیا۔ جیسے اسے ہفت
اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔

" کوئی اور سوال"۔۔۔۔۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

سب ممبر خاموش رہے۔

"او کے اوور اینڈ آل" ـــــ ایکسٹو نے کہا اور آواز آنی بند ہوگئی۔

"تم نے میرے متعلق ایسا خیال کیوں ظاہر کیا؟" ـــــ ٹرانسمیٹر بند کر کے جولیا جوتی اتار لی۔

"محترمہ اپنی عزت اپنے ہاتھ میں ہوتی ہے" ـــــ عمران نے اس کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی جوتی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

جولیا نے جھینپ کر ہاتھ نیچے کر لیا۔ اور کمرہ بھرپور قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد